# ہمارا دینی نظامِ تعلیم

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد امین

دارالاخلاص
(مرکزِ تحقیقِ اسلامی)
49- ریلوے روڈ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

## معزز قارئین توجہ فرمائیں!

**کتاب وسنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ..........

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

## ☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

**﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾**

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

# ہمارا دینی نظامِ تعلیم

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر محمد امین

دار الاخلاص
(مرکزِ تحقیقِ اسلامی)
49- ریلوے روڈ، لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

227

ا ج م ـ حو

طابع ..................... دار الاخلاص، ریلوے روڈ، لاہور

برائے ..................... تحریک اصلاح تعلیم

۲۸۲ نیلم بلاک علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور

طبع اول ..................... جولائی ۲۰۰۴ء

قیمت

المکتبۃ السلفیۃ

۹۹۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

نمبر.....14092.....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# فہرستِ مضامین


پیش لفظ ..... د

تاثرات: مولانا ابوعمار زاہد الراشدی ..... و

مولانا مفتی محمد خاں قادری ..... ی

مقدمہ: جناب احمد جاوید ..... ۱

ہمارا دینی نظامِ تعلیم ..... ۱۷

دینی مدارس کے نام ایک اہم پیغام ..... ۵۱

اصلاحِ نصاب ..... چاروفاقوں کے علماء کرام سے ایک طویل مکالمہ ۶۱

اجلاس جامعہ اشرفیہ، لاہور ..... ۷۱

ورکنگ پیپر ..... ۸۶

اجلاس جامعہ نعیمیہ، لاہور ..... ۹۲

اجلاس وفاق مدارس السلفیہ، لاہور ..... ۱۰۴

اجلاس مرکز علوم اسلامیہ منصورہ، لاہور ..... ۱۱۷

متفقہ نصابی تجاویز کی منظوری ..... ۱۱۷

متفقہ نصابی تجاویز کے مطابق مجوزہ نیا نصاب ..... ۱۲۹

ایک نئے تعلیمی ماڈل کی ضرورت ..... ۱۴۷

دینی مدارس کا نظامِ تربیت ..... ۱۶۴

پاکستان کا دینی نظامِ تعلیم۔ چند اصلاحی تجاویز ..... ۱۸۸

تدریب المعلمین ..... ۲۲۱

تعلیمی ثنویت کے خاتمے کا طریق کار ..... ۲۳۳

ہمارے مسائل کا واحد حل (دعوت واصلاح اور تعلیم وتربیت کی ایک جامع اسکیم) ۲۵۱

دینی تعلیم اور فرقہ واریت ..... ۲۷۶

خواتین کی دینی تعلیم ..... ۳۰۶

مساجد ومدارس کے منتظمین کی خدمت میں ..... ۳۱۰


محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د

# پیش لفظ

یہ ہمارے مختلف مضامین، تقاریر اور علماء کرام کے ساتھ ایک طویل مکالمے کی رپورٹ کا مجموعہ ہے۔ مرکزی موضوع چونکہ ان سب تحریروں کا ایک ہے یعنی پاکستان کے دینی مدارس کا نظام تعلیم، اس لیے ان میں ایک معنوی ربط موجود ہے۔ البتہ مختلف اوقات میں لکھے گئے اس طرح کے مجموعۂ مضامین میں تکرار کی خامی کا رہ جانا ناگزیر ہوتا ہے، تاہم توقع ہے کہ یہ خامی بھی قارئین کے مطالعے میں زیادہ مخل نہیں ہوگی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

'ہمارا دینی نظام تعلیم' کے نام سے ابتداء میں ایک نئے مضمون کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں کتاب میں شامل مضامین کا خلاصہ وتذکرہ اور جو باتیں وہاں زیر بحث نہیں آسکیں ان کی تفصیل دے دی گئی ہے۔ اس سے جہاں موضوع کے حوالے سے ایک مربوط فکر قارئین کے سامنے آ جائے گی وہیں مصروف اصحاب کو کتاب کے موضوعات کی ایک تلخیص بھی میسر آ جائے گی جس سے وہ ایک نظر میں کتاب کے مندرجات کا اندازہ کر سکیں گے۔

ہماری درخواست پر کتاب کا مقدمہ جناب احمد جاوید صاحب نے لکھا ہے جو محقق صوفی اور عملی مربی ہونے کے علاوہ صاحب درد اور صاحب فکر دانشور بھی ہیں۔ انہوں نے جن نکات کی طرف اہل مدارس کو توجہ دلائی ہے وہ یقیناً اہم اور قابل توجہ ہیں۔ مولانا ابوعمار زاہد الراشدی اور مفتی محمد خاں قادری صاحب نے 'تاثرات' میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے، ان سے نہ صرف ہماری حوصلہ افزائی ہوئی ہے بلکہ ہمارے موقف میں وزن بھی پیدا ہو گیا ہے جس کے لیے ہم ان کے شکر گزار ہیں۔

ہم چار وفاقوں کے ذمہ دار علماء کرام خصوصاً مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جامعہ اشرفیہ لاہور)، مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب (جامعہ نعیمیہ لاہور)، مولانا عبدالمالک صاحب (مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور) اور مولانا محمد یونس بٹ صاحب (جامعہ سلفیہ فیصل آباد) کے انتہائی شکرگزار ہیں جن کے تعاون سے ہم اصلاح نصاب اور تربیت اساتذہ کے حوالے سے دینی مدارس کی کچھ خدمت کرنے کے قابل ہوئے ہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ ان کی سرپرستی ہمیں آئندہ بھی حاصل رہے گی۔

جدید تعلیمی اداروں (سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں) میں بھی دینی تعلیم کا انتظام موجود ہے جو اس کتاب میں زیر بحث نہیں آیا بلکہ اس کتاب میں صرف دینی مدارس کے نظام تعلیم سے متعلق گزارشات پیش کی گئی ہیں۔

دینی وفاقوں کے منتظمین، دینی مدارس کے مہتممین، اساتذہ کرام اور مدارس کی تعلیم سے متعلق دوسرے احباب سے درخواست ہے کہ وہ ہماری گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں۔ ضروری نہیں ہے کہ وہ ہماری ہر بات سے اتفاق کریں تاہم یقیناً اس کتاب میں وہ ایسی بہت سی باتیں پائیں گے جو قابل توجہ اور قابل عمل ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

محمد امین
تحریک اصلاح تعلیم

لاہور
۳۰ جون ۲۰۰۴ء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# تاثرات

☆مولانا ابوعمار زاہدالراشدی

دینی مدارس کا نصاب و نظام ان اہم ترین موضوعات میں سے ہے جن پر اس وقت عالمی سطح پر دانش گاہوں میں بحث و تمحیص کا سلسلہ جاری ہے اور اس کے مختلف پہلوؤں کی چھان بین ہو رہی ہے۔ جنوبی ایشیا میں حکومتی مداخلت اور تعاون سے آزاد دینی مدارس کا یہ وسیع سلسلہ اس خطہ پر فرنگی استعمار کے تسلط کے بعد وجود میں آیا تھا اور اس کا بنیادی ہدف دینی علوم کی تعلیم و تدریس، اسلامی عقائد اور ملی روایات و اقدار کا تحفظ و فروغ تھا جنہیں اس نظریاتی اور ثقافتی یلغار سے شدید خطرات لاحق ہو گئے تھے جو اس خطہ میں برطانوی استعمار کے سیاسی، عسکری اور معاشی غلبہ کے بعد اس کے جلو میں نمودار ہونے لگی تھی اور ملت کے اصحاب فہم و دانش اس بات کا خوف محسوس کرنے لگے تھے کہ اگر سیاست و معیشت اور عسکری بالادستی کی طرح تعلیم، دین اور ثقافت کے شعبوں میں بھی خدانخواستہ پسپائی کی نوبت آگئی تو اندلس اور اسپین کی تاریخ ایک بار پھر دنیا کی نظروں کے سامنے گھوم جائے گی۔ چنانچہ ان تین شعبوں میں 'جو کچھ بچ سکتا ہے بچا لیا جائے' کے عزم کے ساتھ کچھ مردان حُر میدان میں اترے اور یہ ان کے خلوص اور للّٰہیت کی برکت تھی کہ انہوں نے بحمداللہ تعالیٰ نہ صرف بہت کچھ بچا لیا بلکہ ایک ایسا تحفظاتی نظام کھڑا کر دیا جس میں رخنہ اندازی کی بار بار کوشش کے باوجود مغربی استعمار کو اس میں گھسنے کا کوئی راستہ آج تک نہیں مل سکا۔

یہ نظام آج دوطرفہ شکایات کی زد میں ہے ایک طرف یہ الزام اس کے سر ہے کہ وہ اس اسلامی بنیاد پرستی کا سرچشمہ اور اس کی سب سے بڑی پناہ گاہ ہے جو آج

---

☆ صدر مدرس، مدرسہ نصرۃ العلوم، سیکرٹری جنرل پاکستان شریعت کونسل، ڈائریکٹر الشریعہ اکادمی، چیف ایڈیٹر ماہنامہ 'الشریعہ' گوجرانوالہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے عالمی ماحول کے لیے قابل قبول نہیں ہے اور جب تک مسلم سوسائٹی میں اس کے اثرات کو ختم یا محدود نہیں کیا جاتا 'اسلامی بنیاد پرستی' کی رکاوٹ کو عبور کرنا مغربی ثقافت و فلسفہ کے لیے ممکن نہیں ہے جب کہ دوسری طرف دینی مدارس کے اس نظام کو اپنے گھر میں مسلمانوں کے بہت سے حلقوں کی اس شکایت کا سامنا ہے کہ وہ ملی زندگی کے دوسرے شعبوں کی ذمہ داری کیوں قبول نہیں کرتا اور جیسے ان تین شعبوں میں بنیادی اہداف تک اس نے رسائی حاصل کی ہے دوسرے شعبوں میں وہ یہ کردار ادا کرنے کے لیے کیوں تیار نہیں ہے؟

مجھے اس بات پر بہت تعجب ہوتا ہے کہ بہت سے ذمہ دار اور مقتدر حلقوں کی طرف سے دینی مدارس سے یہ تقاضا کیا جاتا ہے کہ وہ ڈاکٹر، انجینئر اور سائنس دان کیوں پیدا نہیں کر رہے؟ میں ایسے دوستوں سے عرض کیا کرتا ہوں کہ دینی مدارس نے کبھی یہ ذمہ داری قبول نہیں کی اور نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا ہے۔ ان کا ہدف تو ہمیشہ سے صرف یہ رہا ہے کہ مسلم سوسائٹی میں دینی تعلیم، عبادات، اسلامی اقدار و روایات، دعوت و تبلیغ، اصلاح و ارشاد اور مساجد و مدارس کی آبادی کا سلسلہ قائم رہے اور اس سطح کو ضرورت کے مطابق رجال کار ملتے رہیں۔ دوسرے شعبوں کے حوالہ سے ان سے سوال کرنا قطعی طور پر غیر معقول سی بات ہے۔ اس کا سوال ان افراد و طبقات سے کرنا چاہیے جنھوں نے ان شعبوں کی ذمہ داری قبول کر رکھی ہے اور جو ان کاموں کے لیے قومی دولت کا ایک بڑا حصہ صرف کر رہے ہیں۔

البتہ دینی مدارس کی قیادت اور ارباب حل وعقد اس بات کے ضرور مسئول ہیں کہ اپنے اہداف و مقاصد کے حوالہ سے ان کا نظام آج کے دور کے ناگزیر تقاضے پورے کر رہا ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ آج کے تقاضوں اور ضروریات کو پورا کرتا دکھائی نہیں دے رہا تو اس کے اسباب کیا ہیں اور اس کوتاہی کی تلافی کی عملی شکل کیا ہوگی؟

راقم الحروف ان افراد میں شامل ہے جو پورے شرح صدر کے ساتھ یہ رائے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہیں کہ دینی مدارس کا موجودہ نصاب و نظام خود ان کے مذکورہ بالا اہداف و مقاصد کے حوالہ سے آج کی تیزی سے بدلتی ہوئی دنیا میں وقت کے ناگزیر تقاضوں کو پورا نہیں کر رہا بلکہ مجھے اس سے زیادہ سخت بات کہنے میں بھی کوئی حجاب نہیں ہے کہ دینی مدارس کے ارباب حل وعقد کی غالب اکثریت سرے سے آج کی گلوبل دنیا کی ضروریات اور تقاضوں کے ادراک واحساس سے محروم ہے اور وہ اس بات کو سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کر رہی کہ آج جب کہ فاصلے سمٹ رہے ہیں، تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان تصادم اور ٹوٹ پھوٹ کے بعد مشترکہ عالمی تہذیب کی تشکیل کی طرف پیش رفت جاری ہے اور مسلم دنیا کے تجارتی، سیاسی، عسکری، تہذیبی، تعلیمی اور معاشرتی معاملات وتشخصات بتدریج ایک گلوبل سسٹم میں تحلیل ہوتے جارہے ہیں، اس صورت حال میں دینی مدارس سے تیار ہونے والی کھیپ کو ان چیلنجز کا سامنا کرنے کے لیے کس قسم کی تعلیم وتربیت کی ضرورت ہے اور ہمیں آنے والے حالات کے لیے اپنے اساتذہ وطلبہ کو کس انداز سے تیار کرنا ہے؟ اس پس منظر میں یہ بات کسی حد تک اطمینان کی ہے کہ کچھ ارباب دانش مسلسل اس طرف متوجہ ہیں اور دینی مدارس کے تاریخی کردار کا اعتراف کرتے ہوئے اور ان کے احترام کو پوری طرح ملحوظ رکھ کر انہیں ان ضروریات اور تقاضوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں جو آج کے دور میں مسلم سوسائٹی میں دینی مدارس کے تاریخی کردار کے تسلسل کو باقی رکھنے اور اس کی اثر خیزی میں اضافے کے لیے ناگزیر ہو چکے ہیں اور جن کے بغیر دینی مدارس کا اپنے اہداف و مقاصد کی طرف مثبت اور مؤثر پیش رفت کرنا اب ممکن نہیں رہا۔

ہمارے محترم دوست پروفیسر ڈاکٹر محمد امین صاحب بھی انہی اصحاب فکر و دانش میں سے ہیں جو ایک عرصہ سے دینی مدارس کے نظام و نصاب میں اصلاح اور بہتری کے لیے علمی و عملی جدوجہد میں مصروف ہیں، اور اکیلے نہیں بلکہ مختلف مکاتبِ فکر کے ذمہ دار اور سرکردہ علماء کرام کے ساتھ مل کر، ان کی مشاورت کے ساتھ، اصلاح و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ترقی کے لیے ترامیم اور تجاویز سامنے لا رہے ہیں اور تحریک اصلاح تعلیم کا باقاعدہ فورم تشکیل دے کر دینی وعصری دونوں تعلیمی نظاموں میں اصلاح اور بہتری کی ضرورت کا احساس اجاگر کرنے کی تگ ودو کر رہے ہیں۔

ان کی تصنیف 'ہمارا دینی نظام تعلیم' اس سلسلہ میں ان کے افکار وخیالات اور جذبات واحساسات کی آئینہ دار ہے اور اس حوالہ سے ان کی اب تک کی جدوجہد کی روداد بھی ہے جو اپنے اندر بہت سے امور کو سمیٹے اور سموئے ہوئے ہے۔ ضروری نہیں کہ ان کی ہر بات سے اتفاق کیا جائے اور ہر تجویز کو ضرور قبول کیا جائے لیکن یہ بہرحال ضروری ہے کہ ان کے دردِ دل سے آگاہی حاصل کی جائے اور اس محنت پر انہیں داد دیتے ہوئے اس کے ثمرات سے استفادہ کیا جائے۔

میں چاہوں گا کہ مختلف مکاتب فکر کے دینی مدارس کے وفاقوں کے پالیسی میکر بزرگوں اور ملک بھر کے بڑے دینی مدارس کے مہتممین اور سینئر اساتذہ تک یہ کتاب پہنچے اور وہ اس کا مطالعہ بھی ضرور کریں۔ اس سے انہیں دینی مدارس کے نصاب ونظام کے حوالہ سے معروضی صورت حال کا صحیح اندازہ ہوگا، عصری ضروریات اور تقاضوں سے آگاہ حاصل ہوگی اور اپنی تعلیمی جدوجہد کو زیادہ بہتر طور پر آگے بڑھانے کے لیے راہ نمائی میسر آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ی

# تاثرات

☆مولانا مفتی محمد خان قادری

'رب زدنی علما'

علم وہ بنیادی چیز ہے جس کے ذریعے بندہ خالق اور اس کی مخلوق کے حقوق اور اپنے فرائض و ذمہ داریوں سے آگاہ ہوتا ہے۔ جس قدر اس پر جہالت طاری ہو گی اسی قدر وہ غافل و غیر ذمہ دار ہو گا، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اہل علم کے بارے میں فرمایا: 'انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء' (اللہ تعالیٰ سے اس کے اہل علم و معرفت ہی ڈرتے ہیں)۔ اللہ و رسولؐ نے ہمیں ہر ضروری علم سیکھنے اور سکھانے کی تعلیم و حکم دے رکھا ہے اور اس میں دینی و دنیاوی کی ثنویت کو وہ ہرگز قبول نہیں کرتے۔ علم و معرفت سے جیسے ہماری آخرت بنتی ہے اسی طرح اس سے ہمیں اپنی دنیا سنوارنے کی تعلیم بھی ملتی ہے۔ نیز اس میں مرد و عورت اور مالک و غلام کی تفریق بھی نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جس نے اپنی لونڈی کو اچھی تربیت و تعلیم دی تو وہ اس بندے کے لیے ذریعہ نجات بن جائے گی۔ جب غلاموں کو تعلیم دینے کا اس قدر اجر ہے تو آزاد مسلمان خواتین کی تعلیم پر کس قدر اجر ہو گا؟

ہمارے معاشرہ میں کم علمی کے سبب بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو چکی ہیں۔ کوئی عصری علوم کے خلاف ہے تو کوئی خواتین کی تعلیم پر معترض ہے۔ نیز تربیت پر تو کوئی توجہ ہی نہیں، فرقہ واریت ہماری گھٹی میں شامل ہو چکی ہے اور تعلیم محض ایک رسم بن کر رہ گئی ہے۔ جب تک مسلمان اسے شعوری سطح پر سیکھتے سکھاتے تھے اس وقت ہماری

---

☆مہتمم جامعہ اسلامیہ لاہور، امیر کاروان اسلام، سرپرست ماہنامہ سوئے حجاز و مصنف کتب کثیرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ک

درسگاہوں سے امام غزالیؒ، امام رازیؒ اور امام عبدالقادر جیلانیؒ پیدا ہوتے تھے جنہوں نے فقط اپنی ذات اور اہل ہی کو نہیں بلکہ پورے معاشرے کو اعلیٰ اقدار میں ڈھال دیا تھا۔ آج مسلم قوم اس سے غافل ہوتی جا رہی ہے۔ محترم ڈاکٹر محمد امین صاحب زید مجدہ نے جو کمیاں آ چکی ہیں ان کے ازالہ کے لیے بھرپور اور نہایت ہی قیمتی آراء دی ہیں۔ انہوں نے صرف تنقید ہی نہیں کی بلکہ متبادل بھی دیا ہے اور یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ آج ایسا کام لاکھوں خرچ کر کے بھی کوئی ادارہ یا تنظیم نہیں کر سکتی جو تنہا موصوف نے کر دیا ہے۔ جب سے محترم ڈاکٹر صاحب سے نشست و برخاست ہوئی ہے انہیں امت کی تعلیم و تربیت، اتحاد اور امت کو مایوسی سے نکالنے کے لیے کوشاں پایا۔ ان کی یہ کاوش اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کام کو قبول فرمائے، انسانیت کے لیے اسے خوب مفید بنائے، اور ہمیں مل جل کر ان راہوں پر چلنا نصیب ہو تا کہ پھر امت میں شعور اور اتحاد و یگانگت پیدا ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# دینی نصاب تعلیم میں اصلاح وتبدیلی کی ضرورت

مولانا حسین احمد مدنیؒ

ہم کسی طرح اس امر کو قابل عمل نہیں قرار دے سکتے کہ پرانی کتابیں صرف اس وجہ سے ہی ضروری ہیں کہ اسلاف کی تصنیف کردہ یا اسلاف کے زیر تدریس رہا کی ہیں اور جدید تصنیف کردہ کتب صرف اس وجہ سے قابل ترک قرار دی جائیں کہ وہ زمانہ حال یا قریب کی تصنیف کی ہوئی ہیں یا اسلاف نے ان سے نفع نہیں اٹھایا......

اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلقات تحریریہ قرار دیتے ہیں کہ حضرت زید بن ثابتؓ کو زبان عبرانی سیکھنے کا حکم فرمائیں اور اگر ملوک عجم کا کسی خط کو بلا مہر قابل اعتبار نہ سمجھنا آنحضرت علیہ السلام کو آمادہ کرتا ہے کہ انگشتری اور مہر تیار کرائیں تو ہم کو زمانہ موجودہ پر نظر ڈالتے ہوئے اجنبی زبانوں اور فنون کے سیکھنے اور سکھانے کو یک قلم پس انداز کر دینا کسی طرح مناسب نہ ہوگا۔

مذہبی حیثیت بھی مثل معاشی ضرورتوں کے تقاضا کرتی ہے کہ اقوام عالم کی زبان، ان کے رسم ورواج اور ان کے علوم وفنون وغیرہ سے واقفیت حاصل کی جائے۔

اس میں شک نہیں کہ تعلیمی حالت پر پوری روشنی ڈالنا اور مکمل اصلاح وترمیم مجھ جیسے ناواقف اور کم مایہ طالب علم کا کام نہیں مگر جب کہ اکابر قوم کو اس طرف کما حقہ توجہ نہیں تو پھر کم مایہ اشخاص ہی کو قدم بڑھانا پڑتا ہے......

از مقدمہ نصاب تعلیم مرتبہ مولانا حسین احمد مدنیؒ، طبع دوم سلہٹ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مقدمہ

## ٭ جناب احمد جاوید

دینی مدارس کے نظام تعلیم کو مزید مفید اور موثر بنانے کے لیے ہماری تجاویز درج ذیل ہیں:

۱۔ تعلیم کا پورا نظام قرآن وسنت کی بنیاد پر بننا چاہیے اور اس کے نتیجے میں قرآن وسنت کا صحیح علم اور ان کے ساتھ ذہن اور طبیعت کی پوری مناسبت ہاتھ آنی چاہیے۔ مدارس کا موجودہ نظام تعلیم اس مرکزی ضرورت کو پورا نہیں کرتا۔

اس ناکامی کا بڑا سبب یہ ہے کہ دین کی ان دو بنیادوں سے ہمارے تعلق میں واسطے بہت زیادہ آ گئے ہیں۔ دین کی قانونی اور کلامی تعبیرات بہت اہم سہی لیکن ان میں محدود رہ جانے کی وجہ سے قرآن وسنت کو ہمارے مجموعی رویوں میں جس اٹل مرکزیت کا حامل ہونا چاہیے ہم نے اس کا شعور بھی گنوا دیا ہے۔ یہ تلخ بات ہے لیکن اصلاح احوال کی نیت سے اس کا اظہار ضروری ہے کہ اہل مدارس، خواہ وہ کسی بھی مکتبہ فکر سے متعلق ہوں، ان کا مزاج یکساں ہے اور اس مزاج کی تشکیل میں اصل دین یعنی قرآن وسنت کا کردار بہت کم ہے۔ اس انتہائی بنیادی کمی کا اگر ازالہ نہ کیا گیا تو دین ایک ایسے طبقے تک محدود رہ جائے گا جو دین کی ترجمانی کا مدعی تو ہوگا لیکن اس کا حقیقی مظہر بننے کی صلاحیت اس میں نہیں ہوگی۔ مقام افسوس ہے کہ دینی نمائندگی کی یہ حالت ہمارے مدرسوں ہی نے پیدا کی ہے۔ موجودہ دینی نظام تعلیم کے معلم دین کو اخلاق و کردار کی زندہ بنیاد کے طور پر اپنے طلبہ میں منتقل کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے۔ یہ کافی سمجھ لیا گیا ہے کہ ایک خاص حلیہ اختیار کر کے بعض مسائل اور چند

---

٭ محقق صوفی، مربی، ادیب اور دانشور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مقدمات، جن کی غالب حیثیت عموماً مناظرانہ ہوتی ہے، رٹوا دیئے جائیں تو طالب علم عالم کی مسند پر بیٹھنے کا استحقاق حاصل کر لیتا ہے۔ یہ تصور ہر پہلو سے مخالف دین ہے۔ دین کا مخاطب کوئی خاص ٹائپ یا محض حافظہ نہیں ہے۔ اس کا مقصود اصلی تزکیہ ہے اور عالم بننے کا مطلب اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ ایک باعمل، متقی اور مخلص مسلمان تزکیے کے علمی وسائل پر بھی دسترس حاصل کر لے۔ اس مقصود کا حصول تو دور کی بات ہے، ہمارے مدارس اس کی طرف بڑھنے کی کوئی خواہش بھی نہیں پیدا ہونے دیتے۔ ان کا زیادہ زور اپنے اپنے مسلک سے غیر مشروط اور جارحانہ وابستگی پر ہے۔ اس سلسلے میں ہماری اصل تجویز تو وہی ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں لیکن اس کی تفصیل کی طرف پیش رفت کرنے سے پہلے اہل مدارس کو اپنے مقاصد میں اساسی ترمیم کرنی پڑے گی اور وہ یہ ہے کہ قرآن وسنت پر خود کو از سر نو استوار کرنے کے لیے اس ذہن کو پیدا کرنا ہوگا جس کے لیے اس کا مسلک ہر درجہ قابل قبول ہونے کے باوجود پورے دین کا احاطہ نہیں کرتا اور اس کی حیثیت ایک امکانی طور پر درست تعبیر سے زیادہ نہیں ہے۔ ہمارے مدارس میں تعلیم وتربیت کی سطح پر یہ ماحول پیدا ہونا چاہیے کہ مقلدین غیر مقلدوں کی دینی افادیت کی تحسین کریں اور غیر مقلد مقلدوں کی۔ فقہ، مثال کے طور پر حنفیوں سے سیکھ لیں اور حدیث کی سند اہل حدیث سے لے آئیں۔ بالفاظ دیگر ہر مکتبۂ فکر کے طالب علم کو دوسرے مکتبۂ فکر کی دینی ضرورت کا ادراک، احساس اور اعتراف ہونا چاہیے۔ اختلافات کو ٹھوس تحقیقی سطح اور علمی مرتبے سے نیچے نہیں گرنے دینا چاہیے اور پھر یہ بھی کہ اکثر اختلافات کی نوعیت پہلے دن سے واضح ہونی چاہیے جو صحیح و غلط کی نہیں ہے بلکہ راجح و مرجوح کی ہے۔ جہاں صحیح اور غلط کا فرق ناگزیر ہو، وہاں بھی دوسروں کے لیے اسی رویے کا مظاہرہ کرنا چاہیے جو کسی مسلک کا پیرو اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بڑوں کے لیے روا رکھتا ہے یعنی یہ غلطی اجتہادی ہے اور اس کا مبنیٰ غلط نہیں ہے۔ اگر یہ نہ کیا تو پھر اہل مدرسہ اس الزام کے آگے اپنا دفاع نہیں کر سکیں گے کہ یہ لوگ مسلک کو دین پر اور امام کو نبی علیہ السلام پر ترجیح دیتے ہیں اور جن فطری اختلافات کی بنیاد پر مختلف مکاتب فکر وجود میں آتے ہیں یہ انہیں مستقل فرقوں میں تبدیل کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں عملی اقدامات کی تفصیل ان شاء اللہ آگے آئے گی۔

۲۔ طالب علموں کے لیے دین کو فقہ، تفسیر، کلام وغیرہ کا رنگ دینے کی بجائے ضروریات دین کا علم، اس کی تفصیل اور اس پر طبیعت کی آمادگی کے ساتھ عمل سکھانا چاہیے۔ آگے کے تعلیمی مراحل اس وقت تک شروع نہیں کروانے چاہئیں جب تک مذکورہ بالا پہلا درجہ اچھی طرح مکمل نہ ہو جائے۔ دین کا ذوق اور اُس پر عمل میں رسوخ پیدا کیے بغیر کسی طالب علم کو متخصص عالم بنانے کی کوشش بے سود ہے۔ تخصص فی العلم ایک باعمل اور باذوق مسلمان ہی کے لیے جائز ہے ورنہ اس کا نتیجہ خود دین کی رسوائی کی شکل میں نکلتا ہے۔

۳۔ مدارس میں کسی نہ کسی مسلک کی غالب حیثیت ناگزیر اور فطری ہے مگر اس نے ہمارے زمانے میں اپنے حدود سے تجاوز کر رکھا ہے۔ مسلک کی منفی گرفت کو توڑنے کا اہتمام کیے بغیر آدمی دین کی اصل روح اور دینی علم کے حقیقی مقصود یعنی اللہ ورسولؐ کی اطاعت کا دھندلا سا شعور بھی پیدا نہیں کر سکتا۔ اس صورت حال سے نکلے بغیر اول تو دینی علم کا حصول ہی محال ہے اور دوسرے معاشرے میں عالم کا مطلوبہ کردار بری طرح متاثر ہوتا ہے جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ مسلک دین اور فتویٰ نص پر غالب آ گیا ہے۔ اس سلسلے میں ہماری تجویز یہ ہے کہ استاد کی حیثیت سے بہترین آدمی کا تقرر ہونا چاہیے خواہ اس کا تعلق کسی بھی تسلیم شدہ مسلک سے ہو۔ مثال کے طور پر تفسیر حنفی پڑھا سکتا ہے حدیث حنبلی پڑھا سکتا ہے اور عربی کوئی اہل حدیث پڑھا سکتا ہے تو اس میں دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ اس طرح کے حالات پیدا کر دیئے جائیں تو تفرقے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اکثر بنیادیں خود بخود منہدم ہو جائیں گی اور یہ محض کوئی خیال نہیں ہے۔ ندوۃ العلماء میں یہ تجربہ کامیابی سے کیا جا چکا ہے۔

۴۔ اساتذہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ صرف معلم اور مدرس بننے پر اکتفا نہ کریں بلکہ مربی بننے کی اہلیت بھی پیدا کریں۔ جو معلم مربی نہ ہو وہ اسلام کا معلم نہیں ہو سکتا۔

۵۔ اہل مدارس کو دعوت کے کام پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ اس کا ایک جزء یہ ہے کہ وہ معاشرے کے طبقات بالا میں سے طلبہ کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کریں۔ اس طرح ایسی بہت سی خرابیوں کا ازالہ ہو جائے گا جو دینی مدرسوں کے طالب علموں میں عام نظر آتی ہیں مثلاً احساس کمتری، دوسروں کے لیے نفرت، کم ذہنی، حبّ دنیا وغیرہ۔ ہمارے خیال میں مدارس کا بڑا المیہ یہ ہے کہ ان میں وہی بچے بچیاں داخل ہوتے ہیں جن کے والدین یا تو ان کی کفالت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے یا پھر وہ ذہنی سطح کے اعتبار سے اتنے پست ہوتے ہیں کہ جدید تعلیم کا حصول ان کے لیے ممکن نہیں ہوتا۔ جو کسی کام نہ ہو وہ مدرسے میں بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ پوری کھیپ ایک مضبوط اور متوازن نظام تربیت کی غیر موجودگی میں اور اہل اساتذہ کے تقریباً فقدان کی صورت حال میں جو کچھ بن سکتی ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔

۶۔ تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے کیا جائے جس کی ترتیب یہ ہونی چاہیے:

- صحت ادائی
- لفظی ترجمہ
- عقائد و احکام کی تفصیل
- عربی زبان کی تعلیم
- اس کے بعد سنت و سیرت کی تفصیلی تعلیم
- پھر درجہ تخصص میں فقہ وغیرہ

قرآن کی تعلیم میں یہ بات ضرور پیش نظر رہنی چاہیے کہ صرف فہم مطلوب نہیں ہے بلکہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کلام الٰہی کا وہ تاثر بھی مطلوب ہے جس کے نتیجے میں اللہ کی عظمت، خشیت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا تعلیم کے ابتدائی مراحل ہی میں متعلم کو یہ سکھانا چاہیے کہ قرآن کو ذکر بنائے اور اس کے جو مقامات سیکھے اور یاد کرے، انہیں نمازوں میں دہرائے۔ صرف اتنی چیز کی پابندی کر لینے سے طالب علم کی ذہنی اور نفسیاتی سطح قرآن کے تابع ہو جائے گی۔ ایسا ہو گیا تو اگلے مدارج تعلیم ایک تو زیادہ آسان ہو جائیں گے اور دوسرے علم کا دینی مقصود یعنی اس کا حال اور عمل میں ڈھلنا میسر آ جائے گا۔ اس طریقے کی، مثال کے طور پر، عملی صورت اس طرح کی ہو گی: طالب علم نے سورۂ فاتحہ پڑھنی سیکھ لی، اب وہ اسے نفل نماز میں پختہ کرے اور ذکر کی نیت کر کے اسے بار بار دہرائے۔ اس کے بعد جب وہ ترجمہ بھی سیکھ جائے تو پھر اسے تعلیم کیا جائے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ کو اس طرح پڑھنے کی مشق کرے کہ مفہوم پر سے توجہ نہ ہٹنے پائے اور اس کے ساتھ ساتھ نماز کے علاوہ بھی سورۂ فاتحہ کو اس کے مفہوم پر دھیان کر کے ذکر اور دعاء کی نیت سے پڑھنے کی عادت ڈالے۔ اس مرحلے سے کامیابی سے گزرنے کے بعد اسے اس طرف متوجہ کیا جائے کہ اس سورہ کی وہ باتیں جو نفس بندگی سے متعلق ہیں انہیں اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ پورا قرآن اسی طرح پڑھایا جانا چاہیے۔ قوی امید ہے کہ اس میں ایک سال سے زیادہ وقت نہیں لگے گا اور طالب علم اپنے پورے وجود کے ساتھ ظاہر و باطن میں اس کتاب کے رنگ میں رنگ جائے گا۔ اس کے بعد چاہے تعلیم کا سلسلہ جاری نہ رہ سکے، تو بھی اس نے دینی علم کی روح اور مقصود کو بدرجۂ کمال حاصل کر لیا۔

بالکل یہی نہج سنت، حدیث اور سیرت کے باب میں بھی اختیار کی جانی چاہیے۔ ان سے عہدہ برآ ہونے کے بعد پھر جیسی فنی تعلیم مناسب سمجھی جائے، دی جا سکتی ہے۔

اس مرحلے کو مکمل کر لینے کے بعد طالب علموں کو ایک سہ ماہی یا چالیس روزہ تربیتی پروگرام سے لازماً گزارا جائے۔ اس پروگرام کے ضروری اجزاء یہ ہونے چاہئیں:

- تصحیح عقائد
- تصحیح نیت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- تصحیح اخلاق
- تصحیح اعمال

یہ چاروں اجزاء ضروری نہیں ہے کہ یکے بعد دیگرے سامنے لائے جائیں۔ ان کی کوئی ترتیب بھی لازمی نہیں ہے مقصود یہ ہے کہ دین ہمارے اندر ان چار سطحوں پر مکمل ہوتا ہے۔ انہیں فوری صورت حال کے مطابق مؤثر طریقے سے بروئے عمل لانا اہل مدارس کی بڑی ذمہ داری ہے۔ اس کا مجمل خاکہ اس طرح ہوگا:

- توحید اور دیگر بڑے عقائد کی قابل فہم اور لائق تسلیم تعلیم۔
- اسی کے ساتھ ساتھ ان عقائد کے ساتھ وابستگی کی صورتوں کی دریافت
- نیز ان عقیدوں سے وارد ہونے والے عبادات و اخلاق کا ضروری فہم۔
- اور پھر اس فہم پر اعمال کی استواری اور نفس کا تزکیہ۔

یہ ہیں وہ نتائج جو اس تربیتی پروگرام سے برآمد ہونے چاہئیں۔ اس پروگرام میں جو طلبہ ایک ضروری معیار تک پہنچنے میں کامیاب ہو جائیں تو انہیں اگلے تعلیمی درجات کے لیے منتخب کرنا چاہیے۔ اس پروگرام میں طالب علموں پر یہ بھی واضح ہو جانا چاہیے کہ دینی علم کیا ہے اور اس کی فضیلت کے اسباب اور شواہد کیا ہوتے ہیں؟ یعنی فراغت کے بعد طالب علم کا تصور علم اور مقصد حصول علم فطری اور محکم انداز سے واضح ہو جانا چاہیے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آئندہ درجات میں وہ ٹھیٹھ فنی تعلیمات ایک درست اور محفوظ تصور کے ساتھ حاصل کریں گے جس کا پہلا نتیجہ ان شاء اللہ یہ ہوگا کہ فنون وغیرہ دینی متون پر غالب نہیں آسکیں گے جو سردست ہمارا بڑا مسئلہ ہے۔ اس طرح علم کی ضرورت کے اور مقصد واضح ہو جانے کے بعد بعض علوم میں غیر ضروری اشتغال کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔

اس تربیتی پروگرام کا آغاز اس طرح ہونا چاہیے کہ اساتذہ اور طلباء نماز حاجت پڑھ کے حصول اخلاص کی دعا کریں اور ایک دوسرے کو اپنی اس نوعیت پر شاہد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بنائیں۔ بظاہر یہ رسمی بات معلوم ہوتی ہے لیکن اس کا ایک فائدہ ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ اس پروگرام میں حاضرین کے درمیان معاشرت اور ہم نشینی کے محکم اصول پہلے ہی دن طے ہو جائیں گے۔ اس طرح روحانی اور ذہنی یکسوئی کا سامان پیدا ہو سکتا ہے۔ اور شرکاء میں مسلمانوں کی مطلوبہ اجتماعیت کے عملی خدوخال بھی واضح ہو سکتے ہیں۔ اس صورت کو اختیار کر کے ہم دراصل دین کے دو بنیادی مطالبے پورے کرنے کی ایک ٹھوس کوشش کا عملی آغاز کریں گے۔ وہ مطالبے ہیں: صحت ایمان، سلامتی نیت، حسن عبادت اور حسن اخلاق۔

اپنے مقاصد کا عملی اور زبانی اظہار کرنے کے بعد اس ترتیب کو ملحوظ رکھا جا سکتا ہے گو کہ اس کی پابندی ضروری نہیں ہے:

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ اس تربیتی پروگرام سے کامیابی کے ساتھ گزرے بغیر کسی طالب علم کو خواہ وہ کتنا ہی ذہین وفہیم کیوں نہ ہو، اگلے درجے میں ترقی نہ دی جائے۔ ہمارے مذہبی نمائندوں میں اخلاق وکردار کا جو بحران عام طور پر نظر آتا ہے اس کا غالباً سب سے بڑا سبب یہی ہے کہ ان سند یافتہ لوگوں کو دینی علوم اور ان کے حقیقی مقاصد کے ساتھ اندر باہر سے وابستہ کیے بغیر انہیں فارغ التحصیل کر دیا گیا۔ اس کے نتیجے میں ان کا علم بھی قابل اعتبار نہ رہا کیونکہ اس کا دارومدار محض رٹ لینے کی صلاحیت پر تھا۔ ہمارے ارباب مدارس نے اگر اس انتہائی بڑی خرابی کا پوری طرح ازالہ نہ کیا تو ڈر ہے کہ مستقبل میں ان کے وجود کا کوئی دینی جواز نہیں رہ جائے گا۔ مدارس کے مروجہ نظام تعلیم کو نصاب کی طرف سے تبدیلی کی اتنی ضرورت نہیں جتنی کہ ان کے تصور تعلیم کو ہے۔ انہیں تصورات ونظریات اور اس کی بنیاد پر بننے والے پورے ماحول کو بدلنا ہوگا۔ اس سلسلے میں ہماری تجویز یہ ہے کہ پہلے قدم پر انہیں اپنی تنظیمی اور ادارہ جاتی شناخت کو پس پشت ڈال کر مدرسے کو محض ایک عمارت اور چار دیواری تک محدود کر لینے کی بجائے دینی علم کو دعوت کے رنگ اور اسلوب میں لوگوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تک پہنچانا چاہیے اور اپنی ساری طاقت معاشرے کے ناکارہ ترین طبقے کو اپنی طرف راغب کرنے کی بجائے ایسے لوگوں کی طرف رخ کرنا چاہیے جو دین سے کوئی مفاد عاجلہ نہیں رکھتے اور مدرسے میں داخلہ لینا ان کی معاشی یا ذہنی مجبوری نہیں ہے۔ ہر استاد کو محض کلاس تک محدود رہ کر معدودے چند طلبہ کو جن کی اکثریت نجی، بدشوق بلکہ مجرمانہ احساسات کی مالک ہوتی ہے، دین پڑھانے کی لاحاصل کوشش کرنے کی بجائے سوسائٹی کی نسبتاً مفید، موثر اور زیادہ مستحق سطحوں تک خود پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمارے خیال میں مہتممین مدارس کا دینی فریضہ ہے کہ وہ اپنے ماتحت اساتذہ کو اس داعیانہ تعلیم وترغیب کی طرف بھی مائل کریں بلکہ ایسے آدمی کو استاد بننے کا موقع ہی نہ دیا جائے جو دعوت وتبلیغ سے مناسبت نہ رکھتا ہو۔ ہاں! جب کوئی استاد معاشرے میں مرجعیت کا درجہ لمبی کوشش کے بعد حاصل کر لے تو پھر اسے ایک جگہ پر ٹک کر بیٹھنا روا ہے۔ اس سے پہلے ادھر اُدھر متحرک رہنا دین سکھانے اور پڑھانے والوں کی دینی ذمہ داری ہے۔ جو شخص اس بنیادی اور فطری ذمہ داری کا ادراک نہیں رکھتا وہ کسی فن کا استاد تو ہوسکتا ہے، دین کا نہیں۔ یہی ہمارے اسلاف کا طریقہ تھا اور اسی پر چل کر ہم دین کے عملی مقاصد کو اپنے بس بھر پورا کر سکتے ہیں۔ خود طلبہ کی تربیت میں بھی اس بات کو بطور خاص ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ان میں سچی داعیانہ صلاحیتیں اور ان کو نکھارنے والا کردار پیدا ہو جائے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین میں ایک مستقل معجزانہ شان رکھی ہے اور وہ یہ کہ کردار کی تصدیق کے بغیر اس کی تفہیم، تعلیم اور تبلیغ موثر نہیں ہوسکتی۔ جو آدمی خود اسلام کی مراد پر ڈھلنے سے گریزاں ہو وہ رازی وغزالی جیسی علمی صلاحیت پیدا کر لے تو بھی اپنے مخاطب کو دین کی طرف سچائی اور استقامت کے ساتھ راغب نہیں کرسکتا۔ ہاں! اپنی طرح کے اداکاروں کی ایک کھیپ تیار کرسکتا ہے۔ ہم مدارس کو دینی تعلیم وتبلیغ کا سردست واحد ذریعہ سمجھتے ہیں اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کی یہ حیثیت برقرار رہے۔ اس لیے پورے اخلاص کے ساتھ، جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ممکن ہے اظہار میں تلخ ہو، یہ عرض کرنے پر مجبور ہیں کہ مدارس کا موجودہ نظام شروع سے آخر تک محتاج اصلاح بلکہ متقضیٔ انقلاب ہے۔ اس ضرورت سے چشم پوشی وہی کر سکتا ہے جو دین کے ساتھ مخلص نہ ہو۔

دوسری ضرورت یہ ہے کہ مدارس سے بننے والا مذہبی ذہن جدید دنیا کے معاملات اور مسائل سے قریب قریب ناواقف ہے۔ اگر کہیں دخل دیتا بھی ہے تو اس کے نتائج ہمیشہ مضحکہ خیز برآمد ہوتے ہیں۔ اس کمی کی وجہ سے اسلام کی وہ دعوتی قوت کمزور پڑتی جا رہی ہے جو منکرین کو بھی انہی کے معیار پر قائل کر دیا کرتی تھی اور جو اپنے مخاطبین میں یہ یقین راسخ کر دیتی تھی کہ ایمانی ذہن انسانوں کی بدلتی ہوئی صورت حال کے کسی بھی مظہر سے ناواقف اور لاتعلق نہیں ہوتا۔ حقیقی مذہبی ذہن اپنے عصری مزاج اور منطق کو بھی اپنے تابع رکھنے کی قدرت رکھتا ہے۔ وہ عالم صحیح معنوں میں عالم کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو اس نظام استدلال سے واقف نہ ہو جو قرآن و حدیث کی برکت سے دین دار اذہان میں خود بخود پیدا ہو جاتا ہے اور اسلام کے فکری و عملی غلبے کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ دنیائے جدید کا مزاج یہ ہے کہ لوگ ہر دعوے کو سب سے پہلے دو بنیادوں پر پرکھتے ہیں، عقل اور افادیت۔ آج کا آدمی دین کی طرف جانے کا سرسری سا ارادہ بھی نہیں کرے گا جب تک اس پر یہ واضح نہ ہو کہ یہ دین میرے ذہنی اشکالات کو حل کر سکتا ہے اور اس سے وابستگی دنیا بھی آگے بڑھا سکتی ہے یعنی دنیاوی طور پر مفید ہونا اور عقلی مسلمات سے متصادم نہ ہونا۔ جدید دنیا کا وہ مستقل مطالبہ ہے جو وہ ہر دین سے کرتی ہے۔ اس بحث میں جائے بغیر کہ ان مطالبات کی واقعی حیثیت کیا ہے، ہم بہر حال اس سے متعلق رہنے پر مجبور ہیں۔ اگر ہم نے اسے درست بنیادوں پر بھی نظر انداز کر دیا تو ہم دین کو دنیا میں اجنبی ہو جانے سے روک نہیں سکتے۔ اس صورت حال کا پورا ادراک ہونا چاہیے اور جیسا کہ امام ابن تیمیہ یا امام غزالی نے کر کے دکھایا کہ منطق و فلسفے کا اثر توڑنے کے لیے پہلے ان پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہی کی نہج پر چل کر حاوی آنا پڑتا ہے۔ مقام افسوس ہے کہ اس وقت عالم اسلام میں مدارس سے نکلا ہوا کوئی عالم جدید افکار و مسائل سے ذرا بھی قابل اعتبار واقفیت نہیں رکھتا۔ اس کے بعد جب ان مسائل پر فقہی اور واعظانہ انداز سے کوئی حکم لگایا جاتا ہے تو مسلمانوں کو شرمندگی ہوتی ہے اور دوسرے مذاق اڑاتے ہیں۔ حاصل مدعا یہ ہے کہ دینی تعلیم کا کوئی بھی نظام اپنے زمانے پر غالب آنے کے لیے درکار علوم وفنون کو نظر انداز کر کے نہیں بنایا جا سکتا۔ ایسا کرنے سے دنیاوی تو دنیاوی بعض بڑی دینی ضروریات بھی فوت ہو جاتی ہیں۔ اس پہلو سے بھی مذہبی تعلیم کے موجودہ نظام میں بعض بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ عصری علوم اور ان کے صحیح و غلط کے بارے میں ایک بصیرت حاصل کرنا اگر دینی ضرورت نہیں ہے تو پھر نعوذ باللہ دین انسانوں کے لیے نہیں اترا۔ بندگی جس مطلق تسلیم کا نام ہے وہ بھلا کیسے میسر آئے گی جب تک میرے ماحول سے بننے والا میرا ذہن بھی دین کے تابع نہیں ہو جاتا۔ اس سلسلے میں ہماری تجویز یہ ہے کہ درجۂ وسطانی میں طلبہ کو انگریزی زبان سکھائی جائے اور پھر اس درجے کی تکمیل کر لینے کے بعد کم از کم ایک سال کے لیے ہر طالب علم کو موجودہ دنیا کی تشکیل کرنے والا کوئی علم، اس کی صلاحیت اور میلان کو دیکھ کر، بہت اچھی طرح پڑھایا جائے۔ پھر درجۂ نہائی کی تکمیل کے بعد ہر طالب علم کے ماقابل حاصل کردہ جدید علم کو اس سطح پر پہنچانے کی کوشش کی جائے جہاں وہ اس علم میں ایک ناقدانہ رسوخ بھی پیدا کر سکے۔ بعد ازاں درجۂ تخصص کے آخری مرحلے کے طور پر طالب علم کو تقابل ادیان اور اسلام کی حقانیت کے بارے میں اس نظام استدلال کی تشکیل پر مقدر کیا جائے جو جدید منطق کے لیے نامانوس نہ ہو اور اس کی حسبِ ضرورت تردید کی بھی صلاحیت رکھتا ہو۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ طالب علم کو سند تخصص اس وقت تک نہ دی جائے جب تک وہ مندرجہ بالا موضوعات پر کوئی تحقیقی کام مکمل کر کے پیش نہ کر دے۔

ہمارے مدارس کی ایک اچھی بات یہ ہے کہ ان سے فارغ التحصیل ہونے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طلبہ کی اکثریت کسی نہ کسی انداز سے اپنے اپنے مدرسے سے متعلق ضرور رہتی ہے۔ ہمارے خیال میں یہ مدارس کی بہت بڑی قوت ہے۔ اگر اس کا صحیح مصرف نکال لیا جائے تو دین سوسائٹی کی واحد اساس بن سکتا ہے۔ اور یہ کامیابی نہایت فطری انداز سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر مدرسے کو مذکورہ بالا نظام تعلیم سے فارغ ہونے والے علماء کی عملی جدوجہد کا میدان خود تجویز کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں یقیناً بڑے وسائل درکار ہوں گے مگر مدارس کے اہل اہتمام وسائل کے حصول کا خصوصی ملکہ رکھتے ہیں۔ وہ یہ وسائل بھی پیدا کر سکتے ہیں، بس عمارت سازی وغیرہ کا شوق چھوڑ دیں جس پر بڑے اخراجات اٹھتے ہیں جن کا خاصا حصہ فضول خرچی کی مد میں آتا ہے۔ ان فارغ التحصیل علماء کے لیے وسائل اس لیے درکار ہیں کہ ان کی معاشی فراغت کا سامان کر کے انہیں اپنے اپنے اختصاص کے مطابق میدان عمل میں اتار دیا جائے۔ ظاہر ہے یہ کام ریاست کبھی نہیں کرے گی۔ جو کرنا ہے انہی لوگوں اور انہی اداروں کو کرنا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر مدارس اس مابعد تعلیم ذمہ داری کو اٹھا لیں تو اسے نبھانا ان کے لیے زیادہ مشکل نہیں ہوگا اور اس کے کم سے کم نتائج بھی معاشرے میں مدارس کی ایسی افادیت ثابت کر دیں گے جس کا ظہور پہلے کبھی نہیں ہوا۔

❀❀❀❀

ڈاکٹر محمد امین صاحب کی فکر اپنی بناوٹ میں فلسفیانہ نہیں ہے لیکن مقاصد اور معانی کے اعتبار سے اس کی وقعت اور حیثیت ایک خاص مفہوم میں فلسفیانہ شعور اور ذوق کے مطالبات پورے کرتی ہے۔ ہمارے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے جدید تعلیم اور اس کے پورے نظام کو قبول تو کر لیا لیکن اپنی زندگی اور اس کے مستقل مقاصد کے ساتھ اس کی تطبیق میں مکمل طور پر ناکام رہ گئے۔ اس وجہ سے ذہن، خیال اور طرز احساس کی تمام سطحوں پر ہم ایک دو لختی میں مبتلا ہیں۔ ہمارے تعلیمی حاصلات اور مقاصد ہمارے اس شعور میں گہرائی تک رسائی نہیں رکھتے جو زندگی میں معنویت پیدا کرتا ہے اور آدمی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کی میکانکی سطح تک محدود نہیں رہنے دیتا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ ایک صدی سے زیادہ عرصے کو محیط نظام تعلیم ہمارے اندر وہ نتائج بھی پیدا نہیں کر سکا جو کسی بھی تعلیمی نظام کے فطری اور فوری لوازم میں سے ہیں یعنی ان نتائج کا ظہور خود بخود ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر یہی دیکھ لیں کہ ہم آج تک جدید علوم کے کسی معمولی سے معمولی شعبے میں بھی کوئی ایسا کردار ادا نہیں کر سکے جو اس شعبے میں کسی نئے پہلو کا اضافہ کرتا۔ ظاہر ہے کہ تعلیم خصوصاً ایک نظام کی حیثیت سے انسان کے مجموعی شعور کا اقتضا ہوتی ہے۔ ہمارے لیے وہ تمام علوم غیر مطلوب ہیں جو ہمارے مجموعی شعور سے ہم آہنگ نہیں ہیں اور ہمارے مقاصد علم سے مطابقت نہیں رکھتے۔ ہم نے سخت بے بصیرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے موجود ہونے کی غالباً سب سے بڑی بنیاد کو ایک بالکل مختلف بلکہ متصادم پس منظر رکھنے والے تمدن سے اُخذ کیا۔ چونکہ آدمی کو بنانے یا بگاڑنے والی اکثر صورتیں معمول کے ارادہ وشعور کی گرفت سے بلند ہوتی ہیں اس لیے ہمیں آج بھی اس بات کا ادراک کرنے میں دقت محسوس ہوتی ہے کہ تعلیم کے جدید نظامات وتصورات نے ہمیں وہ نہیں رہنے دیا جو ہم تھے یا جیسا ہمیں ہونا چاہیے تھا۔ اوپر سے مروجہ تعلیم نے اپنا ناگزیر ہونا جن دلائل کی بنیاد پر ہم سے منوا رکھا ہے ان دلائل کی طرف ملتفت ہونے کے لیے بھی ایک خاص نوع کی پستی درکار ہے۔ دینی تہذیب اپنی نچلی سطحوں پر بھی دنیا کو کسی بھی عنوان سے علم کا مقصود اعظم نہیں بننے دیتی۔ یہ امر مسلمانوں کی فطرت کا جوہر ہے کہ ان کے تمام مقاصد، خواہ وہ علمی ہوں یا عقلی، دنیا سے واسطہ تو رکھتے ہیں مگر اس میں صرف نہیں ہو جاتے جب کہ دوسری طرف وہ تصور تعلیم جو ہمارے اندر پوری طرح مروج ہو چکا ہے، دنیا سے اوپر اٹھنے کے کسی بھی تصور کو بے معنی گردانتا ہے۔ یہ ہے وہ اندرونی تضاد جس نے ہمیں نہ اِدھر کا رکھا نہ اُدھر کا۔

مذہبی فکر کے موجودہ مظاہر اس ضرورت کی طرف پوری طرح متوجہ نہیں ہیں کہ مسلمانوں میں انفرادی یا اجتماعی تبدیلی پیدا کرنے کا کوئی عمل موجودہ نظام تعلیم کی مکمل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تبدیلی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ یہ بات سمجھنے اور جاننے کے لیے کسی بہت بڑے ذہن کی ضرورت نہیں ہے کہ آدمی کی تشکیل میں سب سے زیادہ اثر اس تعلیم کا ہوتا ہے جو اسے میسر آتی ہے۔ یہ اثر عقائد و نظریات سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے کیونکہ تعلیم کا عمل ذہن کو ذوق بنا دیتا ہے اور کسی خاص اسلوب تعلیم سے پیدا ہونے والی ذہنیت اور ذوق اپنے حامل کے ان نظریات کو بھی اپنے رنگ میں رنگ لیتی ہے جو خود اس طریق تعلیم کی دین نہیں ہوتے۔ اسی لیے جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے خالص دینی تصورات بھی دیگر اہل دین کے مقابلے میں صورتاً ہی نہیں بلکہ حقیقتاً مختلف ہوتے ہیں۔ ان کا خدا اور ہے، ان کا قرآن اور ہے......

اس صورت حال میں ڈاکٹر محمد امین صاحب نے بالکل درست بنیادوں پر یہ منصوبہ بنایا کہ دنیاوی اور دینی تعلیم کے مروجہ نظامات اور اداروں کو اس نقطۂ نظر سے دیکھا جائے کہ ان سے مسلمانوں کی حقیقی ضروریات کس حد تک پوری ہو رہی ہیں اور کہاں تک مجروح ہو چکی ہیں۔ اس منصوبے میں چونکہ نتائج کا حصول محض نظریہ سازی سے بڑھ کر مطلوب ہے لہٰذا ڈاکٹر صاحب نے اس کے علمی اور عملی حصوں کو آپس میں ممتاز رکھنے کے باوجود خود کو ممکن العمل تصورات تک محدود رکھا ہے اور ان تصورات کے بیان کو، علمی سطح سے فروتر ہوئے بغیر، سادہ اور عام فہم رکھا ہے۔ ہمارے ذہنوں میں علمیت اور مشکل پسندی لازم وملزوم کی حیثیت اختیار کر گئے ہیں۔ اس لیے ممکن ہے کہ بادی النظر میں ان کا اسلوب گہرا اور فلسفیانہ معنی میں دقیق اور پر شکوہ نہ محسوس ہو لیکن جن لوگوں کو علم اور اس کے مقصود سے سچی مناسبت میسر ہے وہ جانتے ہیں کہ علم کا سب سے بڑا ہدف معلوم کو موجود کر دکھانا ہے اور ایسا اس وقت تک ممکن نہیں ہے جب تک ہم نظریئے کو عمل میں ڈھلنے کی راہ نہ فراہم کریں۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے اسلوب اور موضوعات میں اسی چیز کی رعایت رکھی ہے۔ بظاہر سادہ نظر آنے والی باتیں بھی معنی خیزی کی بلند ذہنی سطحوں کو محیط ہیں بشرطیکہ پڑھنے والا واقعی ایک علمی ذہن رکھتا ہو اور یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جانتا ہو کہ علمیت کا تعلق الفاظ سے نہیں بلکہ ان معانی سے ہے جو انسان کے عملی وجود کی تکمیل کرتے ہیں۔ مجھے ان کی تحریروں میں یہ بات خاص طور پر پسند ہے کہ ان کا قاری مصنف کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے پیغام کی طرف کھنچتا ہے اور خود پیغام کا بیان اس طرح ہوتا ہے کہ زیادہ تر لوگ اپنی کسی علمی مجبوری کی وجہ سے اس کے کسی ضروری حصے سے محروم نہیں رہتے۔ جو حضرات مذہبی شعور کے دروبست سے واقف ہیں وہی اس خوبی کی تحسین کر سکتے ہیں۔ مذہبی شعور محض تصور سازی کو قبول نہیں کرتا اس کا بنیادی میلان تصدیق کی طرف ہے۔ واقعیت سے عاری تصورات اور عمل سے منقطع نظریات مذہبی شعور کا موضوع نہیں ہیں۔ ویسے بھی تصورِ محض فلسفے کی رو سے بھی علم کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور یہ غیر تربیت یافتہ دماغ کی وہ فعلیت ہے جو وہ علم کی ذمے داری سے بچنے کے لیے بروئے کار لاتا ہے۔ اس بات میں کسے شبہ ہو سکتا ہے کہ چیزوں میں نامعلومیت کے عنصر کو ابھارنا اور انہیں مزید پھیلانا، انسان کی بنیادی ضرورت علم کے خلاف ہے۔ ڈاکٹر امین صاحب استدلال کو طول دینے کی بجائے نتائجِ استدلال کو محکم اور سہل انداز سے بیان کر کے اخلاقی اور عملی زندگی کے ثابت شدہ پھیلاؤ میں ان کی جگہ بنا کر دکھاتے ہیں۔ بالفاظ دیگر سیڑھی پر زیادہ وقت صرف کرنے سے بچ کر چھت تک پہنچنے کو اپنا ہدف بناتے ہیں اور وہاں پہنچ کر اس رسائی کی پوری سرگزاشت نہیں سناتے بلکہ اس سے میسر آنے والی چیزوں کا ایسا تعارف کرواتے ہیں جس سے ان کی افادیت اور مقصودیت کا جوہر کسی غیر ضروری تفصیل کی نذر نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر محمد امین صاحب تعلیم کے موضوع پر یقیناً نظریہ سازی سے بھی کام لیتے ہیں لیکن بنیادی طور پر ان کا اصل موضوع امت کا احیاء ہے۔ چونکہ ان کی نظر میں تعلیم اس مطلوبہ احیاء میں سب سے بنیادی کردار ادا کر سکتی ہے لہٰذا انہیں اس میدان میں بھی ایک تھیوری بنانے کی ضرورت پیش آئی۔ اس تھیوری کے بنیادی اجزاء یہ ہیں:

۱۔ تعلیم کا نظام مقاصد تخلیق نہیں کرتا بلکہ ان کے تابع ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ نظام تعلیم کو طریقوں کے فرق کے باوجود واحد المقصد ہونا چاہیے یعنی تعلیم چاہے دنیاوی ہو یا دینی ان کی شخصیت سازی کا منہاج ایک ہونا چاہیے۔ کالجوں اور مدرسوں کے طلبہ کی شخصیت کے بنیادی عناصر یک رنگ ہونے چاہئیں۔

۳۔ تعلیم کے دو لازمی نتائج ہوتے ہیں: کردار اور اہلیت۔ کردار ایک ہوتا ہے اور اہلیتیں زندگی کی مختلف ضرورتوں کے اعتبار سے مختلف یعنی ہر قسم کی تعلیم کے اخلاقی نتائج یکساں ہوں گے اور عملی نتائج متنوع۔

۴۔ تعلیم اس وقت تک بے معنی اور بے سود ہے جب تک وہ ہمیں چیزوں کو دیکھنے کا درست انداز نہیں سکھاتی۔ چیزوں کو جان لینا مقصود نہیں ہے بلکہ انہیں اپنے تصور زندگی میں کار آمد بنانا مقصود ہے۔ اس کے لیے ہمیں اپنی اس پوزیشن کا مستقل شعور درکار ہے جہاں کھڑے ہو کر ہمیں چیزوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اگر کوئی علم ہمیں یہ شعور نہیں دیتا تو وہ ہمارے لیے ذہن کی ایک غیر ضروری ورزش ہے۔

۵۔ تعلیم کا کوئی بھی تصور تربیت کے بغیر ناقص بلکہ مضر ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں اہلیت تو پیدا ہو جائے گی مگر کردار نہیں۔ کردار پشت پر نہ ہو تو اہلیت ایک خطرناک چیز ہے۔

۶۔ تعلیم انسانی شعور کی تمام سطحوں کا احاطہ کرتی ہے۔ ان سطحوں میں اخلاقی شعور کو مرکزیت حاصل ہے۔ جو نظام تعلیم اس مرکزیت کو ملحوظ نہیں رکھے گا وہ ہماری انفرادی اور اجتماعی دونوں بنیادوں کو منہدم کر دے گا۔

۷۔ وہ نظام تعلیم بھی ناقص ہے جو ہماری دنیاوی ضروریات کو پورا نہ کر سکے۔

۸۔ مسلمانوں میں علم ذہن کی اس صلاحیت کو کہتے ہیں جو ایمان میں رسوخ اور ترقی کے لیے درکار ہے مثلاً فزکس اور معاشیات وغیرہ کو بھی ہمارے ایمانی شعور میں اضافے اور مضبوطی کا ذریعہ بننا چاہیے ورنہ یہ بے مصرف ہیں۔ اس اصول پر کسی بھی حال میں سمجھوتہ نہیں کرنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۹۔ نظام تعلیم ہمیشہ تصور انسان کے تابع ہوتا ہے۔ ہمارا تصور انسان واضح ہے اور اگر ہمارا تعلیمی نظام مکمل طور پر اس کے تابع نہیں ہے تو ہمیں ہر کام چھوڑ کر اس کی اس کمی کو دور کرنا چاہیے۔ انسان کے تمام اقدار اس کے نظام تعلیم میں منعکس ہوتے ہیں اور پھر اسی سے پیدا ہوتے ہیں حتیٰ کہ دین، تہذیب وغیرہ بھی اسی کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ کوئی بھی نظام بناتے یا اختیار کرتے وقت اس نزاکت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے نتائج صرف تاریخی نہیں بلکہ تقدیری ہوتے ہیں۔

۱۰۔ وہ نظام تعلیم کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا جو محض ذہنی استعداد پر منحصر ہو۔ علم کی صورت کا حصول تو یقیناً دماغی صلاحیت کے فرق کی وجہ سے کامل یا ناقص رہ جاتا ہے لیکن علم محض صورت نہیں ہے۔ اس کی ایک حقیقت بھی ہے جو کم ذہنی استعداد والوں کو بھی اسی طرح اور اتنی ہی حاصل ہوسکتی ہے جس طرح اور جتنی اعلیٰ درجے کے اذہان کو۔ یہ مسلمانوں کے نظریۂ تعلیم کا عظیم الشان اختصاص اور انفرادیت ہے۔

ان تصورات کا حامل کوئی شخص جب دینی مدارس کے نظام تعلیم پر تنقیدی نظر ڈالے گا تو ایک تو اس کا کوئی ٹھوس سبب ضرور ہوگا اور دوسرے وہ تنقید معاندانہ ہرگز نہیں ہوگی۔ زیر نظر کتاب میں ڈاکٹر محمد امین صاحب نے خیر خواہی کی پوری قوت کے ساتھ اہل مدارس کو نہ صرف یہ کہ کچھ مشورے دیئے ہیں بلکہ ان مشوروں کو عمل میں لانے کی صورتیں بھی تجویز کی ہیں۔ اگر ارباب مدارس نے ان کے اخلاص اور تعاون کو کسی حد تک بھی قبول کرلیا تو امید ہے کہ دینی تعلیم کی اصلی روایت کا احیاء واقع میں بھی لائق یقین حد تک ممکن ضرور ہو جائے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ہمارا دینی نظامِ تعلیم

## ڈاکٹر کا نشتر

ڈاکو کا خنجر اور ڈاکٹر کا نشتر دونوں ایک طرح کام کرتے ہیں۔ دونوں کے نتیجے میں تکلیف ہوتی ہے، خون بہتا ہے، درد ہوتا ہے، کمزوری ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود ہر کوئی ڈاکو کے خنجر سے پناہ مانگتا ہے، اس سے دور رہنا چاہتا ہے لیکن ڈاکٹر کے پاس ہر کوئی چل کر جاتا ہے، اس سے وقت مانگتا ہے، اسے پیسے دیتا ہے، اپنے آپ کو چیرنے پھاڑنے کے لیے پیش کرتا ہے، ہر تکلیف سہنے کے لیے برضا و رغبت اپنی آمادگی ظاہر کرتا ہے اور اس سے درخواست کرتا ہے کہ اپنا نشتر چلاؤ، ہمیں تکلیف پہنچاؤ...... آخر ایسا کیوں ہے؟

اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ڈاکو کے خنجر کا نتیجہ موت ہے، اسے ہم سے کوئی ہمدردی نہیں ہوتی، وہ تو ہمارا دشمن ہوتا ہے، ہم سے چھٹکارا پانا چاہتا ہے لہٰذا اس سے ہمارا خوف فطری ہے۔ اس کے برعکس ڈاکٹر ہمارا دشمن نہیں محسن ہوتا ہے، ہمدرد ہوتا ہے، اس کی خواہش ہوتی ہے کہ مرض ہم سے دور ہو جائے، ہمیں صحت حاصل ہو جائے چنانچہ ہم اسے پیسے بھی دیتے ہیں اور آپریشن کامیاب ہو جائے تو اسے سو سو دعائیں بھی دیتے ہیں کہ اس کی وجہ سے ہمیں دوبارہ زندگی ملی، صحت ملی۔

ہم دینی مدارس کے معزز علماء کرام، مہتممین، شیوخ الحدیث، شیوخ التفسیر، مفتیانِ عظام اور اساتذہ کرام کی خدمت میں تحریک اصلاح تعلیم کی طرف سے یہ کتاب پیش کرتے ہوئے گزارش کرتے ہیں کہ یہ ڈاکو کا خنجر نہیں ڈاکٹر کا نشتر ہے۔ ہمارے پیشِ نظر خدمت اور اصلاح ہے تخریب نہیں۔ ہماری یہ خواہش ہے کہ ہمارا دینی نظامِ تعلیم مؤثر ہو جائے۔ دینی مدارس سچ مچ اسلام کے قلعے بن جائیں۔ یہاں سے ایسے علماء نکلیں جو دینی علوم میں فی الواقع رسوخ رکھتے ہوں، جو متقی ہوں، مکائدِ نفس و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شیطان سے بچ سکیں، جو معاشرے پر اثر انداز ہو کر اسے اسلام پر چلا سکیں، جن کا ہاتھ زمانے کی نبض پر ہو، جو جدید علوم سے بھی واقف ہوں، جنہیں ادراک ہو کہ امت خوار و زبوں کیوں ہے؟ جنہیں خبر ہو کہ مغربی تہذیب آج غالب و بالا دست اور اسلامی تہذیب مغلوب و مقہور کیوں ہے؟ جو ان مسائل کو حل کر سکیں جو آج مغربی تہذیب کی بالا دستی کی وجہ سے مسلم معاشرے کو درپیش ہیں! جو امت کو وہی عزت و عظمت لوٹانے میں اپنا کردار کر سکیں جو اسے صدر اسلام میں حاصل تھی...... ہم دینی مدارس کے علماء کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان عظیم مقاصد کی خاطر ہمارے نشتر کی تھوڑی سی چبھن برداشت کر لیں...... اگرچہ ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ یہ چبھن کم سے کم ہو۔

## آبروئے شیوۂ اہل نظر...... درخطر

ہم جس کم سواد زمانے میں رہتے ہیں اگرچہ اس میں ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کر لی ہے اور اب آبروئے شیوۂ اہل نظر خطرے میں ہے لیکن ہمارا ریکارڈ گواہ ہے کہ ہم ۱۹۸۷ء سے تعلیم کے شعبے میں کام کر رہے ہیں۔ ۱۹۹۰۔۱۹۹۲ء کے دوران ہم نے جدید تعلیم کے نصاب کو اسلامی تناظر میں نئے سرے سے مدون کیا (جس کی چھپی ہوئی رپورٹ موجود ہے۔) پھر جب ہم نے دینی مدارس کے نصاب پر اصلاحی غور و فکر شروع کیا تو اس سلسلے کا پہلا اجلاس ۱۲ جولائی ۲۰۰۰ء کو جامعہ اشرفیہ میں ہوا۔ پھر جن علماء کرام کے ساتھ ہم نے کام کیا وہ شاہد ہیں کہ ہم نے کس کسمپرسی کے عالم میں اس کام کا آغاز کیا اور کر رہے ہیں۔ اس لیے اس امر کا دور دور تک کوئی امکان نہیں ہے کہ ہم نے یہ کام حکومت پاکستان، کسی مغربی ایجنسی یا کسی مادی فائدے کی خاطر شروع کیا ہو...... اور ہم اس طرف اشارہ بھی نہ کرتے اگر استاد محترم ڈاکٹر سید عبداللہ مرحوم (پنجاب یونیورسٹی) کا یہ قول نہ یاد آ گیا ہوتا جس میں انہوں اس وقت کے صدر مملکت کو اپنی (اور اپنے ادارے کی) کارگزاری بتاتے ہوئے دل گرفتگی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرمایا تھا کہ جس عہد نامسعود میں ہم زندہ ہیں اس میں خاموشی، اخلاص اور محنت سے کیے گئے کام پر وہ مثل صادق نہیں آتی کہ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید، بلکہ اب تو یہ زمانہ آ گیا ہے کہ بتانا پڑتا ہے کہ ہم نے یہ کام کیا ہے اور محنت اور اخلاص سے کیا ہے...... اور پھر بھی شائد پذیرائی ملے، نہ ملے۔

## دینی مدارس کی خوبیاں اور خامیاں

بہت سے لوگ (خصوصاً جدید تعلیم یافتہ، متجددین اور وہ جن کا مبلغ علم دو چار دینی کتابوں کے مطالعہ تک محدود ہو) آج بھی دینی مدارس کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور انہیں حقارت سے جمود کے شاہکار، فرقہ واریت کے منابع اور مسیتڑ پیدا کرنے کے کارخانے...... اور نہ معلوم کیا کیا سمجھتے اور کہتے ہیں۔ ہم ان حضرات سے کہتے ہیں کہ وہ انصاف سے کام لیں اور ذرا چشم تصور سے دیکھیں کہ اگر یہ مدارس نہ ہوتے تو آج ہمارے معاشرے کا کیا حال ہوتا؟ ممکن ہے آپ مسجد میں جاتے تو نماز پڑھانے کے لیے امام نہ ہوتا اور آپ مسجد میں بیٹھے امام کا انتظار کر رہے ہوتے۔ یا آپ کے کسی عزیز کا جنازہ تیار ہوتا اور نماز جنازہ پڑھانے کے لیے مولانا صاحب نہ ہوتے یا آپ کے کسی عزیز کا نکاح ہوتا اور آپ کسی آدمی کی تلاش میں ہوتے جو نکاح پڑھا دیتا...... یہ صحیح ہے کہ یہ مدارس بہت کچھ نہیں بھی کر سکے لیکن جو کچھ انہوں نے کیا ہے، پہلے اس کا شکریہ تو ادا کر دیجیے اور یہ سوچیے کہ اگر یہ نہ ہوتے تو پھر کیا ہوتا؟ اسی وجہ سے ایک جدید تعلیم یافتہ نابغۂ عصر (مراد ہے علامہ اقبال) نے کہا تھا کہ 'ان مدرسوں کو نہ چھیڑو ورنہ ہندوستان اندلس بن جائے گا۔' آج سپین میں جا کر دیکھو نہ مسجدیں ہیں اور نہ مسجدوں کے نہ ہونے پر کوئی نوحہ خواں ...... رہے نام اللہ کا۔ لہٰذا مولوی کا شکریہ ادا کرو کہ اس نے روکھی سوکھی کھا کر تمہاری مسجدوں کو آباد رکھا، اس نے تمہارے نکاح اور جنازے پڑھائے ورنہ...... دور نہ جاؤ (کہ تمہارے کالجوں نے تمہیں اسلاف کی تاریخ نہیں پڑھائی)...... کہ تمہارا حافظہ کہیں دغا نہ دے جائے، قیام پاکستان سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پہلے صرف ایک صدی کی تاریخ کے اوراق پر نظر دوڑاؤ، تم دیکھو گے کہ مسلمانوں کی دینی اور سیاسی قیادت کے سارے مہر درخشاں انہی مدارس کی پیداوار تھے۔ وہ بھی جو بے نام راہوں میں مارے گئے اور وہ جو ۱۸۵۷ء کے جہاد آزادی میں روزانہ سیکڑوں کی تعداد میں درختوں پر لٹکا دیے جاتے تھے (اور آج ہم آزاد مملکت خداداد پاکستان میں گلچھرے اڑاتے ہوئے ان میں سے کتنوں کے نام جانتے ہیں اور کبھی ان کا ذکر بھی کرتے ہیں؟) وہ انہی مدرسوں کے فارغ التحصیل تھے، انہی مدرسوں کے استاد تھے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی مولانا عنایت احمد کاکوروی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی سید جماعت علی شاہ علی پوری، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا قاسم نانوتوی، میاں نذیر احمد دہلوی، سرسید، شبلی، حالی، ڈپٹی نذیر احمد، مولانا محمد علی مونگیری، مولانا محمود حسن، مولانا جعفر تھانیسری، مولانا عبدالجبار غزنوی، مولانا داؤد غزنوی، مولانا محمد حسین بٹالوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا انور شاہ کاشمیری، مولانا حسین احمد مدنی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولانا احمد رضا بریلوی، سید سلیمان ندوی، مولانا محمد الیاس، مولانا محمد زکریا کاندھلوی، مفتی کفایت اللہ، مولانا عبدالعلیم صدیقی، سید محمد محدث کچھوچھوی، سید دیدار علی شاہ الوری، علامہ شبیر احمد عثمانی، قاری محمد طیب، سید ابوالحسن علی ندوی، اور جو لوگ پاکستان بننے کے بعد بھی ہماری دینی اور سیاسی تاریخ کے تابندہ ستارے تھے، مولانا مفتی محمد شفیع، مولانا محمد یوسف بنوری، خواجہ قمر الدین سیالوی عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا احمد علی لاہوری، مفتی محمد حسن، مولانا خیر محمد، مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک...... وغیرھم۔ غرض کتنے نام ہیں، گنتے جائیے آپ تھک جائیں گے نام ختم نہ ہوں گے۔ اور یہ وہ نام ہیں جن پر ہم فخر کر سکتے ہیں۔ ان میں سے ایک ایک فرد اس قابل ہے کہ ہیرے جواہرات میں تول دیا جائے۔

سچ کہا تھا عرب شاعر جریر نے

**اولئك آبائی فجئنی بمثلهم**

**اذا جمعتنا یا جریر المجامع**

یہ صحیح ہے کہ مدارس بہت کچھ نہیں بھی کر سکے لیکن اس میں بھی ان کے کچھ اعذار ہیں جو ہمیں پیش نظر رکھنے چاہئیں۔ ہمیں یاد ہے ہم ریاض سعودی عرب میں زیر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیم تھے تو ایک دفعہ مولانا گلزار احمد صاحب مظاہری وہاں آئے۔ ایک بے تکلف ناشتے کی مجلس میں مولانا نے احباب کو پاکستان کے تازہ حالات سے آگاہ کیا، پھر لوگ ان سے سوالات کرنے لگے۔ ایک صاحب نے دوران گفتگو اعتراض کیا کہ پاکستان میں نفاذ اسلام میں علماء کا کوئی خاص کردار نہیں۔ اگر جدید علوم سے واقف بھاری بھر علماء کی ایک کھیپ ملک میں موجود ہوتی تو نفاذ اسلام کی منزل قریب آ سکتی تھی۔ مولانا نے سائل کو تیکھے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ نے کبھی سوچا ہے کہ ہمارا معاشرہ علماء کو دیتا کیا ہے؟ جو لڑکے لائق ہوتے ہیں، جو معاشرے کی کریم ہوتے ہیں انہیں والدین اچھے سکولوں میں بھجواتے ہیں، بھاری فیسیں دیتے ہیں، انہیں سی ایس پی افسر بناتے ہیں یا ڈاکٹر اور انجینئر بناتے ہیں اور جو بچہ نابینا ہو جائے، لنگڑا ہو جائے، اسے کہتے ہیں مدرسے چھوڑ آؤ، جو بچہ سکول میں چل نہ سکے اسے کہتے ہیں مولوی صاحب کو دے آؤ، یا والدین غریب ہوں اور بچوں کی دال روٹی کا انتظام نہ کر سکیں تو بچوں کو مدرسے چھوڑ آتے ہیں کہ چلو دال روٹی تو ملے گی، پل جائیں گے اور کچھ پڑھ پڑھا بھی جائیں گے۔ آپ ہمارا شکریہ ادا کریں کہ مانگ تانگ کر ان بچوں کو کھلاتے ہیں اور مار پیٹ کر انہیں اس قابل بنا دیتے ہیں کہ وہ آپ کو نماز پڑھا دیں، غم و خوشی کی اسلامی رسمیں پوری کر دیں، آپ کس منہ سے یہ توقع کرتے ہیں کہ ان صلاحیتوں کے حامل لوگ آپ کے معاشرے میں انقلاب برپا کر دیں گے؟

## مدارس کی اصلاح کون کرے گا؟

تاہم دینی مدارس کا نظام تعلیم چونکہ انسانوں ہی کا بنا کردہ ہے لہٰذا اہل مدارس کی بعض حدود (Limitations) اور اعذار کے سبب اس نظام میں کچھ کمزوریاں اور خرابیاں ہو سکتی ہیں تو سوال یہ ہے کہ ان خامیوں اور کمزوریوں کو کون دور کرے گا؟ ریاست کا دائرہ چونکہ بہت وسیع، منظم اور باوسائل ہوتا ہے اور یہ اس کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ معاشرے اور اس کے مختلف اداروں کی تنظیم صحیح خطوط پر کرے لہٰذا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سب سے پہلا خیال ریاست کی طرف جاتا ہے کہ اسے ان خامیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کے لیے اقدامات کرنے چاہئیں۔ لیکن پاکستان میں عملاً جس طرح کے حالات ہیں اور جس طرح کی حکومتیں یہاں بنتی رہی ہیں یا آئندہ جن کے بننے کا امکان ہے ان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اخلاص اور ہمدردی کے ساتھ دینی مدارس کے نظام تعلیم کی اصلاح کے لیے کچھ کریں گی۔ اس کے متعدد اسباب ہیں:

اس کا پہلا سبب تو یہ ہے کہ استعمار (انگریز) نے جو ریاستی ڈھانچہ ہمیں ورثے میں دیا [سوء اتفاق سے نہیں بلکہ پلاننگ سے] اس میں ہیئت مقتدرہ (جسے آج کل 'اسٹیبلشمنٹ' کہا جاتا ہے) یا تو اس کی تربیت یافتہ نوکر شاہی (سول اور فوجی دونوں) تھی یا اس کے پیدا کردہ اور وفادار جاگیردار تھے یا پھر وہ سیاستدان جو اس کے فکر و نظر کی تربیت پائے ہوئے تھے (سوائے ان چند افراد کے جو، بطور استثنیٰ، اسلام اور مسلمانوں کے سچے مخلص اور خیر خواہ تھے)۔ ان لوگوں سے یہ توقع رکھنی فضول تھی کہ وہ فرد اور معاشرے کو اسلامی تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے مخلصانہ سعی کرتے، بلکہ ان سے تو یہی توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ اس کام کی حیلے بہانے مخالفت کریں چنانچہ وہ انہوں نے کی۔ لہٰذا ہمارے حکمرانوں میں سے کسی نے آج تک یہ نہیں سوچا کہ اخلاص اور احترام کے ساتھ علماء کے ساتھ مشاورت کریں اور تالیف قلوب اور حکمت کا لحاظ کرتے ہوئے علماء میں سے ہی معتدل اور فہیم عناصر کو آگے لائیں کہ وہ اپنے نظام کی اصلاح کریں۔ اس کے برعکس جب انہوں نے یہ دیکھا کہ بعض دینی عناصر ان کے غیر اسلامی فکر و عمل پر تنقید کرتے ہیں اور ان سے ایسے اسلامی مطالبے کرتے ہیں جو ان کے لیے پورے کرنے آسان نہیں تو انہوں نے 'تقسیم کرو اور حکومت کرو' کے پرانے اصول پر عمل کرتے ہوئے ایجنسیوں کے ذریعے اور خفیہ ترغیبات کے ذریعے علماء کی مختلف جماعتوں اور گروپوں کو آپس میں لڑایا تاکہ ان کی ہوا خیزی ہو (اور وہ ہوئی) اور وہ متحد نہ ہوں اور وہ آرام سے حکومت کریں چنانچہ اسٹیبلشمنٹ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں کامیاب رہی اور تحریک پاکستان کا جوش وخروش اور اسلامی نظام کا جذبہ ٹھنڈا پڑتا چلا گیا اور مسلک پرستی میں اضافہ ہوتا گیا۔ نہ صرف یہ بلکہ ان حکمرانوں نے، جن کی اکثریت مغربی ملکوں کی پروردہ، ان کی ایجنٹ یا کم از کم ان سے مرعوب ضرور تھی، اپنے مغربی آقاؤں کی خواہش پر دینی مدارس کا ناک میں دم کیے رکھا اور ان کے خلاف معاندانہ اقدامات کرتی رہی۔

ان حالات میں اصلاح کی یہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ علماء کرام فراست مومنانہ سے کام لیں اور خود احتسابی کا ایک مضبوط نظام وضع کریں۔ سارے مسالک مل کر فہیم عناصر پر مشتمل ایک مستقل کمشن یا کمیٹی قائم کریں جو دینی مدارس کے نظام تعلیم کی اصلاح پر غور کرے، اس کے لیے اقدامات تجویز کرے اور پھر اس پر عمل درآمد کا جائزہ لیتی رہے۔ یہ محض ایک دفعہ کرنے کا کام (One shot Program) نہیں بلکہ مستقل نوعیت کا اور ہمیشہ جاری رہنے والا کام ہے۔ اسی لیے ہم نے کہا ہے کہ یہ ایک مستقل کمشن یا کمیٹی ہونی چاہیے یا اگر اہل مدارس مناسب سمجھیں تو ہم جیسے خیر خواہوں کی گزارشات پر توجہ فرما لیا کریں کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ یہ نہ دیکھو کون کہہ رہا ہے؟ یہ دیکھو کہ کیا کہہ رہا ہے؟ اور آخر کو ہیں تو ہم بھی دین ہی کے طالب علم اور دین سیکھنے سکھانے ہی میں عمر گزری ہے گو اس کا محل دوسرا رہا ہو۔

## تعلیمی ثنویت کا مسئلہ

تعلیمی میدان میں ثنویت کا مطلب ہے نظام تعلیم کا دو ایسے دھاروں میں بٹ جانا جو باہم نہ ملیں اور ان میں ہم آہنگی نہ ہو۔ ہمارے ہاں اس سے مراد ہے دینی تعلیم کا الگ نظام جس میں جدید علوم کی تدریس شامل نہیں اور جدید تعلیم کا الگ نظام جس میں دینی تعلیم حسب ضرورت شامل نہیں۔ تعلیمی ثنویت کے خاتمے کے طریق کار اور تیسرے تعلیمی ماڈل کی ضرورت پر مضامین شامل کتاب ہیں، یہاں علماء کرام سے صرف یہ عرض کرنا مقصود ہے کہ تعلیمی ثنویت کے مندرجہ ذیل دینی نقصانات پر غور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فرمائیں:

۱۔ صدر اسلام میں سیاسی نظام کے بگڑ جانے سے علماء اور حکام میں جو فاصلہ پیدا ہو گیا تھا وہ آج بھی باقی ہے اور اس کے برے اثرات آج بھی موجود بلکہ روز افزوں ہیں مثلاً حکمران آج بھی سمجھتے ہیں کہ علماء کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیے (چنانچہ مشہور واقعہ ہے کہ صدر جنرل محمد ایوب خاں نے مولانا مودودی کو لاہور کے گورنر ہاؤس میں بلا کر بڑے اخلاص سے مشورہ دیا تھا کہ آپ اسلام پر کتابیں لکھیے، تبلیغ کیجیے، فنڈز ہم دیتے ہیں، سیاست کو چھوڑ دیجیے، یہ گندا کام ہے، آپ اس میں کیوں پڑتے ہیں؟) اور عام مسلمانوں کا رویہ بھی یہ ہو گیا ہے کہ دینی مسئلہ پوچھنا ہو تو مولوی صاحب کے پاس جاتے ہیں لیکن ووٹ انہیں نہیں دیتے بلکہ وہ سیاسی لوگوں کو دیتے ہیں۔ چنانچہ خطیب بے مثل حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے اہل لاہور کو خطاب کرتے ہوئے ایک دفعہ کہا تھا 'لاہوریو! ساری رات تقریر میری سنتے ہو اور کہتے ہو واہ، شاہ جی واہ! اور صبح ووٹ جا کر مسلم لیگ کو دیتے ہو۔' یہ ایک حقیقت ہے، گو تلخ سہی کہ تعلیمی ثنویت نے اس تفریق کو مزید گہرا کر دیا ہے۔ کالجوں یونیورسٹیوں سے مسٹر نکل رہے ہیں اور مدارس سے مولوی۔ ان دونوں کے لباس، رہن سہن، گفتگو، طرز معاشرت، معیشت، سوچ، رویوں، دلچسپیوں میں اتنا بُعد ہے کہ یہ دونوں یکجا ہو ہی نہیں سکتے۔

۲۔ تعلیمی ثنویت نے مسلم معاشرے میں سیکولرزم کو مستحکم کیا ہے یعنی دین و دنیا میں تفریق کے تصور کو پختہ تر کر دیا ہے حالانکہ علماء کرام سے بڑھ کر کون جانتا ہے کہ اسلام میں دین و دنیا کی کوئی تفریق نہیں۔

۳۔ اس ثنویت سے کم سواد لوگوں کو علماء پر طعن کرنے کا موقع ملتا ہے کہ علماء کو دنیا کا اور جدید مسائل کا کیا پتا؟ اس سے نہ صرف علماء کی بلکہ اسلام کی توہین اور ہوا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خیزی ہوتی ہے۔

۴۔ اس کا ایک بڑا نقصان یہ ہوا ہے کہ معاشرے کا سارا نظام ان لوگوں کے پاس چلا گیا ہے جو دین سے بے بہرہ اور ناواقف ہیں، سیاستدان، سول اور فوجی آفیسرز، ڈاکٹرز، انجینئرز، وکلاء، جج، پولیس افسران یہ سارے لوگ جدید درسگاہوں سے فارغ ہو کر جاتے ہیں اور وہاں دینی تعلیم و تربیت برائے نام ہے۔ مدارس کے لوگ ان شعبوں میں سے کسی میں بھی نہیں جا سکتے۔ ماضی میں یہ ہوتا تھا کہ مدارس سے فارغ ہونے والے لوگ ہی وزیر، قاضی، کلکٹر، طبیب، مہندس کوتوال، مفتی ...... وغیرہ ہوتے تھے نتیجتاً وہ معاشرے پر اثر انداز ہوتے تھے اور معاشرہ نہ بگڑتا تھا، نہ دین سے دور ہوتا تھا۔ تعلیمی ثنویت کو مان کر علماء نے گویا خود اس چیز کو قبول کر لیا ہے کہ ہمارا کام صرف مسجد اور مدرسے میں نماز اور قرآن پڑھانا ہے۔ رہا دنیا چلانے کا کام تو یہ کام وہ کریں جو دین سے بے بہرہ ہیں۔ تو پھر علماء کو گلہ کس سے ہے کہ عوام معاملات زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے اور حکومت معاشرے میں شریعت نافذ نہیں کرتی؟

## دینی مدارس کا دائرہ کار

ہماری رائے میں علماء کرام اگر پاکستانی معاشرے میں دین کا غلبہ چاہتے ہیں، اگر وہ پاکستانی معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور اسے اسلام پر چلانا چاہتے ہیں تو یہ ممکن نہیں ہے اگر وہ:

۱۔ ان کروڑوں بچوں سے غفلت برتیں جو سکولوں کالجوں میں پڑھتے ہیں اور وہاں ان کی مناسب دینی تعلیم و تربیت کا انتظام نہیں ہے۔

۲۔ ان کروڑوں لوگوں کو جو جدید تعلیم سے فارغ ہو چکے ہیں اور کاروبار اور ملازمتوں میں مصروف ہیں ان کی دینی تعلیم و تربیت کا انتظام نہ کریں۔

۳۔ معاشرے کے اہم شعبوں نوکر شاہی، فوج، عدلیہ، ذرائع ابلاغ وغیرہ کو چلانے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لیے ایسے افراد تیار نہ کریں جو دیندار ہوں۔

علماء کو اگر یہ کام کرنے کے لیے کہا جائے تو وہ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ ہم تو چٹائیوں پر بیٹھ کر اور روکھی سوکھی کھا کر بڑی مشکل سے اپنے مدارس چلا رہے ہیں تم کہتے ہو کہ جدید تعلیم کی دردسری بھی ہم ہی مول لیں جب کہ ہمارے پاس اس کام کے لیے نہ سرمایہ ہے نہ وقت، بلکہ ڈر اس بات کا ہے کہ اس بکھیڑے میں پڑ کر جو کام ہم کر رہے ہیں اس سے بھی جائیں گے۔

ہم علماء کے احترام کو پوری طرح ملحوظ رکھنے اور ان کی بات کو پورا وزن دینے کے باوجود معذرت کے ساتھ عرض کرتے ہیں کہ ہمیں ان کے اس موقف سے اتفاق نہیں ہے۔ اصل مسئلہ وسائل کا نہیں سوچ اور رویے کا ہے۔ ہم لاہور کے ایک بڑے دینی مدرسے کے منتظم صاحب کے پاس گئے اور ان سے جدید سکولوں کے بارے میں بات کرنا چاہی۔ ہماری ابتدائی گفتگو سن کر ہی وہ کہنے لگے کہ سکولوں کا معاملہ واقعی اہم ہے۔ پھر کہنے لگے کہ فلاں صاحب نے (ایک سرمایہ دار کا نام انہوں نے لیا) سکول کھولا تھا، مجھے بھی اس نے شامل ہونے کی دعوت دی چنانچہ میں ایک دو دفعہ وہاں گیا بھی اور اس کے کہنے پر میں نے چند لاکھ روپے کا حصہ بھی سکول میں ڈالا لیکن وہ سکول زیادہ چلا نہیں اور اس نے مجھے کوئی منافع بھی نہیں دیا۔ (گویا سکول چلانا ایک خالص دنیاداری کا کام ہے، ایک تجارت ہے۔ ایک عالم دین اپنی شخصیت کا وزن اس میں ڈالتے ہیں تاکہ سکول چل نکلے اور خوب منافع دے اور انہیں بھی اس منافع میں سے حصہ ملے اور افسوس کرتے ہیں کہ بزنس چلا نہیں۔)

اسی طرح ایک معروف عالم دین نے جو لاہور سے باہر ایک بڑا دینی مدرسہ چلاتے ہیں، ہم سے مشورہ طلب کیا کہ وہ لاہور میں ایک اسلامی مرکز بنانا چاہتے ہیں جس میں دوسرے پروگراموں کے علاوہ وہ ایک اعلیٰ پائے کا جدید اسلامی سکول بھی کھولنا چاہتے ہیں جس میں حفظ کے ساتھ او اور اے لیول کا انتظام ہوگا۔ ہم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہیں لکھا کہ لوگ تو اس لیے ماڈرن سکول کھولتے ہیں کہ وہ بھاری فیسوں سے پیسے کمانا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے آپ کے پیش نظر پیسہ کمانا تو ہے نہیں تو پھر آپ ایک دینی مرکز میں ایسا سکول کیوں کھولنا چاہتے ہیں جس سے لوگ ذہنی اور فکری طور پر ملحد اور انگریز نما بن کر نکلیں گے۔ ہم ایک اور دینی جامعہ کو جانتے ہیں جو چل نہیں پا رہی تھی تو منتظمین نے اس کے ایک حصے میں اچھا ہائی سکول کھول دیا اور اسے عمدہ طریقے سے چلا بھی لیا اور اس سے جو آمدنی ہوتی تھی وہ مدرسے پر خرچ کرنا شروع کر دی۔

تو خلاصہ یہ کہ بہت سے علماء کرام یہ سمجھتے ہیں کہ 'دینی تعلیم' کا اہتمام تو وہ کر رہے ہیں، رہی جدید تعلیم تو وہ محض ایک مال تجارت ہے اور بہر حال ان کا دردِ سر نہیں کہ وہ یہ دیکھیں کہ اس کا نصاب کیا ہے اور اس کا نظام تربیت کیسا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ یہ رویہ مناسب نہیں۔ علماء کرام کا کام لوگوں کی دینی تعلیم و تربیت ہے خواہ وہ کہیں بھی ہوں اور یہ بات قرآن حکیم میں کہیں نہیں لکھی ہوئی کہ مدارس کا کام صرف مولوی پیدا کرنا ہے جو مسجدیں اور مدرسے سنبھالیں اور معاشرہ جائے بھاڑ میں۔ انگریز کے زمانے میں تو چلیے اس کا کوئی جواز شائد بنتا بھی ہو (ہماری رائے میں اُس وقت بھی نہیں بنتا تھا جیسا کہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا قاسم نانوتویؒ نے دیوبند کا درس نظامی کا نصاب مختصر کیا تھا تاکہ طلبہ فارغ ہونے کے بعد انگریزی اور جدید علوم سیکھ سکیں لیکن روایتی علماء کی مخالفت کی وجہ سے وہ پروگرام انہیں ختم کرنا پڑا) لیکن آج جب ہم دارالحرب میں نہیں دارالاسلام میں ہیں، مملکت خدا داد پاکستان میں ہیں تو علماء کرام کے پاس اس رویے کا کوئی جواز نہیں کہ مساجد و مدارس کو محض مولوی پیدا کرنے تک محدود رکھا جائے۔ آخر کیا ہرج ہے اگر یہ دینی مدارس اپنا دائرہ کار بڑھائیں اور:

- جو طلبہ و طالبات دن میں سکولوں کالجوں میں پڑھتے ہیں، علماء کرام ان کو سہ پہر کے بعد مساجد و مدارس میں دین کی تعلیم دیں اور ان کی دینی تربیت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کریں۔

- جو لوگ رسمی تعلیم سے فارغ ہو چکے ہیں اور کاروبار اور ملازمتوں میں مصروف ہیں یا عورتیں گھر داری میں لگی ہیں، علماء کرام مساجد و مدارس میں ان کی دینی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں۔
- علماء کرام اپنے مدارس میں دینی علوم پڑھنے والوں کو شام کے اوقات میں دنیوی علوم سکھائیں، نیز ایسے فنون سکھائیں جن سے انہیں کسبِ رزق میں مدد مل سکے۔
- علماء کرام دینی مدارس قائم کرنے کے ساتھ سکول کالج بھی قائم کریں۔
- اور سب سے بڑھ کر یہ کہ علماء کرام جدید تعلیم کو اپنا مسئلہ سمجھیں۔ یہ جدید نظام تعلیم جو ابھی تک فرنگی بنیادوں پر قائم ہے اس کی اصلاح کی کوشش کریں۔ اس کا نصاب بدلوائیں، اس کا نظام تربیت بدلوائیں، اس کے اساتذہ کی تربیت صحیح اسلامی خطوط پر کروائیں اور نہ صرف یہ کام حکومت سے کروائیں بلکہ خود بھی ماڈل اسلامی سکول قائم کریں اور انہیں اسلامی انداز میں چلا کر دکھائیں۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہمیں علماء کرام سے اتنی بلند توقعات وابستہ نہیں کرنی چاہئیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر علماء کرام معاشرے کی قیادت کرنا چاہتے ہیں، اگر وہ پاکستانی معاشرے کو صحیح اسلامی معاشرہ بنانا چاہتے ہیں، اگر وہ اس معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں، یہاں اسلامی نظام نافذ ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں تو انہیں یہ سب کچھ کرنا ہوگا اور دینی مدارس کا دائرہ کار بدلنا ہوگا۔

ویسے یہ کوئی انہونی توقعات بھی نہیں ہیں۔ ہمارے علم میں ہے کہ کئی دینی مدارس نے شام کے اوقات میں اپنے طلبہ کو دنیوی علوم سیکھنے کی اجازت دے دی ہے اور بعض نے ان کی دنیوی تعلیم کا انتظام کر رکھا ہے۔ ہمارے علم میں ہے کہ جامعہ اشرفیہ لاہور اپنے بعض فارغ التحصیل طلباء کو ایل ایل بی کروا رہی ہے۔ ہم نے دار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



العلوم الاسلامیہ کامران بلاک لاہور کا تازہ نصابی کتابچہ دیکھا ہے جس میں انہوں نے اپنے زیر تعلیم طلباء کو دینی علوم کے ساتھ ایم اے اکنامکس، ایم اے انگریزی، ایم اے پولیٹیکل سائنس...... وغیرہ کروانے کا اعلان کیا ہے تا کہ ان کے طلباء مستقبل میں معاشی، عدالتی، قانونی اور سماجی شعبوں میں قائدانہ کردار ادا کر سکیں۔ ہم نے چند روز پہلے مولانا عبد القیوم حقانی صاحب کا رسالہ صوبہ سرحد کے ایک دور دراز قصبے سے وصول کیا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں انہوں نے درس نظامی کے لیے مدرسہ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کے دو اسلامی سکول بھی قائم کیے ہوئے ہیں۔ اور یہ محض چند مثالیں ہیں جو ہمارے علم میں آئیں۔ یقیناً ان خطوط پر کام ملک کے بعض دوسرے مدارس میں بھی ہو رہا ہوگا۔ تو ان حالات میں ہم علماء کرام سے کون سا انوکھا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ اس بات کو تحریک بنا دیا جائے تا کہ مدارس کی اکثریت کی جھجک ختم ہو جائے اور سب مدارس اپنا دائرہ کار بڑھانے پر برضا و رغبت آمادہ ہو جائیں۔

اس بحث کو سمیٹنے سے پہلے یہاں اس امر کی طرف اشارہ ناگزیر ہے کہ اگرچہ اس مرحلے پر دینی مدارس کی طرف سے یہ پیش رفت قابل تحسین ہے کہ انہوں نے شام کے اوقات میں دنیوی علوم سکھانے کا اہتمام شروع کر دیا ہے (اس لیے نہیں کہ یہ مغربی ممالک یا حکومت پاکستان کا تقاضا ہے بلکہ اس لیے کہ یہ خود اسلام کا تقاضا ہے جیسا کہ ہم نے اوپر بدلائل ذکر کیا ہے) لیکن علماء کرام کو یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ ہرگز کافی نہیں ہے بلکہ ایک لحاظ سے خطرناک بھی ہے کیونکہ جدید علوم سارے کے سارے مغربی فلسفۂ حیات پر مبنی ہیں اور یہ اپنے پڑھنے والے کو حتماً ذہنی الحاد کی طرف لے جاتے ہیں اور مغربی تہذیب کو نہ صرف قابل قبول بناتے ہیں بلکہ اس کی بالادستی اور غلبے کے مظہر بھی ہیں اور مسلمانوں کو اس سے مرعوبیت اور اس کی نقالی سکھاتے ہیں۔ لہٰذا یہ ہرگز کافی نہیں کہ علماء کرام اپنے طلبہ کو جدید علوم پڑھائیں بلکہ یہ انتہائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضروری اور ناگزیر ہے کہ علماء کرام جدید تعلیم کے سانپ کا زہر بھی نکالیں۔ اس کے لیے یہ بالکل ناگزیر ہے کہ جدید علوم کی اسلامی تناظر میں اور اسلامی تصور علم کے مطابق تشکیل نو کی جائے، نئے نصابات مرتب کیے جائیں، نئی کتابیں لکھی جائیں، تربیت طلبہ اور تربیت اساتذہ کے مناہج بھی اسلامی تناظر میں نئے سرے سے مدون کیے جائیں اور انہیں عمل کی سان پر چڑھایا جائے۔

کوئی پھر ٹوک سکتا ہے کہ تم اتنے بڑے بڑے کاموں کی توقع علماء کرام سے کیوں کرتے ہو؟ ہم کہتے ہیں کہ بلاشبہ یہ عظیم کام ہیں اور چیلنجنگ بھی ہیں اور مشکل بھی، لیکن علماء کرام کو اگر اعلائے کلمۃ اللہ مطلوب ہے، اگر وہ اسلام کو پاکستانی معاشرے میں غالب و نافذ دیکھنا چاہتے ہیں تو پھر یہ کام انہیں کرنے پڑیں گے...... اور اگر وہ نہیں کریں گے اور انہیں کرنے کا احساس ان کے اندر نہیں جاگے گا...... تو معاف کیجیے گا زمانہ ہمیں روندتا ہوا گزر رہا ہے، ہم بھی قرطبہ و غرناطہ کی طرح ایک کہانی بن کر رہ جائیں گے۔ (اعاذنا اللہ من خزی الدنیا والآخرۃ)

## اعلیٰ تعلیم

اس وقت دینی مدارس کی بہت بڑی اکثریت ناظرہ، حفظ و تجوید یا ابتدائیہ، متوسطہ اور درس نظامی کے ابتدائی مدارج ثانویہ عامہ و خاصہ وغیرہ تک تعلیم دیتی ہے۔ بہت تھوڑے مدارس ایسے ہیں جن میں دورۂ حدیث یعنی مکمل درس نظامی کا اہتمام ہوتا ہے اور چند گنتی کے بڑے مدارس ہیں جن میں درس نظامی کی تکمیل کے بعد تخصص کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ عالمیہ میں چونکہ زور دورۂ حدیث پر ہوتا ہے لہٰذا تحقیقی مقالہ لکھنے کی طرف توجہ بہت کم دی جاتی ہے یا تو لکھوایا ہی نہیں جاتا یا محض خانہ پری ہوتی ہے۔ مدارس میں عمدہ لائبریریوں کی کمی ہے، اصول تحقیق اور طرق تحقیق کی تدریس و مشق کا مناسب اہتمام نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں طلبہ میں تحقیقی صلاحیتیں پروان نہیں چڑھتیں جب کہ جدید نظام تعلیم میں ایم اے کے بعد یونیورسٹیاں جو ایم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



فل اور پی ایچ ڈی کی ڈگریاں دلواتیہیں وہ دونوں بنیادی طور تحقیقی ڈگریاں ہیں۔ اس لیے دینی مدارس کو بھی چاہیے کہ وہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کی طرز پر اپنے ہاں تحقیقی ڈگریاں متعارف کروائیں۔ یہ صحیح ہے کہ اس کے لیے مزید مالی وسائل درکار ہوں گے اور وہ ڈگریاں حکومت سے منظور شدہ بھی نہ ہوں گی لیکن دینی مدارس نے جس طرح اپنے درس نظامی کے مرکزی تعلیمی دھارے میں ان دو مشکلات پر قابو پایا ہے، اسی طرح، ان شاء اللہ، اعلیٰ تعلیم میں بھی وہ ان دونوں مشکلات پر قابو پالیں گے۔ عارضی مرحلے کے طور پر اس کی ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مدارس اپنے طلبہ کی حکومتی یونیورسٹیوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی میں تسجیل کروالیں اور طلبہ کو اپنے پاس رکھ کر ان کی تیاری کروائیں نیز علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بھی عربی و اسلامیات وغیرہ میں گھر بیٹھے ایم فل و پی ایچ ڈی کروارہی ہے، اس سے بھی دینی مدارس فائدہ اٹھا سکتے ہیں)۔ اصل چیز سوچ اور رویے کی تبدیلی ہے۔ اگر بڑے دینی مدارس یہ طے کرلیں کہ انہوں نے دین کے محقق پیدا کرنے ہیں کیونکہ یہ وقت اور معاشرے کی ضرورت ہے تو اس راہ کی مشکلات بھی ان شاء اللہ بتدریج دور ہوتی جائیں گی۔

## نصاب

دینی مدارس کے نصاب پر ایک طویل رپورٹ شامل کتاب ہے جس کے مباحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا نظام تعلیم کوئی جامد شے نہیں بلکہ ہر عہد میں اس میں حسب ضرورت حک و اضافہ ہوتا رہا ہے۔ نصاب کا ایک حصہ تو مستقل نوعیت کا ہے جس میں کسی حذف کا کوئی امکان نہیں۔ ہمارا مطلب علوم نقلیہ سے ہے یعنی قرآن، حدیث، فقہ، عربی زبان کی تدریس وغیرہ اور دوسرا حصہ علوم دنیویہ کا ہے جنہیں علوم عقلیہ، علوم مکتسبہ، علوم کفایہ اور معاون علوم بھی کہا جاتا ہے یعنی طب، ہندسہ، مساحہ، فلکیات، کیمیا، طبعیات، حیاتیات، ریاضی، الجبرا، فلسفہ، منطق، علم النفس، تاریخ، جغرافیہ اور لسانیات وغیرہ اور فنون جیسے عمارت سازی، ظروف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سازی، زیورات بنانا، لکڑی (بڑھئی) اور لوہے (لوہار) کا کام، مشین سازی ..... وغیرہ۔ ان کی کمیت و کیفیت حسب ضرورت بدلتی رہتی ہے بلکہ دیکھا جائے تو علوم نقلیہ مسلمانوں کے نصاب کا حصہ تو ہر عہد میں رہے ہیں لیکن نصاب میں کمیت و کیفیت ان کی بھی بدلتی رہی ہے۔ درس نظامی ہی کو دیکھیے۔ ملا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جب اسے ترتیب دیا تھا تو اس میں حدیث کی صرف ایک کتاب مشکوٰۃ تھی، اب صحاح ستہ کے علاوہ مشکوٰۃ، ریاض الصالحین اور طحاوی وغیرہ بھی شامل نصاب ہیں۔ پاکستان بننے سے پہلے مدارس میں مکمل ترجمہ قرآن رائج نہ تھا، اب ہے۔

اس تمہیدی گفتگو کے بعد نصاب کے حوالے سے چند اہم باتوں کی طرف ہم علماء کرام کی توجہ مبذول کروانا چاہتے ہیں:

۱۔ درس نظامی کے مضامین میں کچھ مضامین کے اضافے کی ضرورت ہے جیسے مطالعۂ امت (مسلمانوں کی ماضی اور حال کی تاریخ اور جغرافیہ بشمول مطالعۂ پاکستان)، تقابل ادیان، فقہ و اصول فقہ کا تقابلی مطالعہ (ائمہ اربعہ کے علاوہ ظاہریہ و اہل تشیع بلکہ بشمول جدید اصول قانون اور مغربی قوانین بھی)۔ تفسیر میں قدیم و جدید مختلف الوان کی تفاسیر کا منتخب مطالعہ، فقہ القرآن، دورۂ قرآن، علوم القرآن وغیرہ۔ حدیث میں بخاری و مسلم کا بالاستیعاب تحقیقی مطالعۂ، اور علوم الحدیث میں حجیت حدیث، تحقیق و تخریج احادیث وغیرہ۔ عربی زبان کے بولنے اور لکھنے کی صلاحیت، فلسفے کے مضمون میں فلسفۂ مغرب کا اضافہ، اسلام بحیثیت تہذیب اور نظام زندگی، عصر حاضر کے جدید مسائل وغیرہ۔

۲۔ جدید علوم کا تعارفی مطالعہ جیسے مغربی فکر و تہذیب کی اساسات کیا ہیں؟ جدید سماجی علوم (جیسے معاشیات، سیاسیات، معاشرت (سوشیالوجی)، قانون، تعلیم، فلسفہ، نفسیات، ابلاغیات وغیرہ) اور جدید سائنسی علوم (جیسے کیمیا، طبیعیات، حیاتیات، فلکیات وغیرہ) کا تعارفی مطالعہ جس میں ان علوم کے بنیادی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تصورات سامنے آ جائیں۔ انگریزی زبان اور کمپیوٹر وغیرہ۔ ان علوم کا مطالعہ ہم نے اس لیے نہیں کرنا کہ یہ یورپ وامریکہ کی خواہش ہے یا یہ ان کے دباؤ پر حکومت پاکستان کا مطالبہ ہے بلکہ علماء کرام کو ان علوم کا تعارفی مطالعہ اس لیے کرنا ہے کہ اس میں اسلام اور مسلمانوں کا فائدہ ہے۔ ظاہر ہے جب تک علماء مغرب کے افکار کو سمجھیں گے نہیں ان کا رد کیسے کریں گے۔ نیز یہ کہ مغربی تہذیب آج کی غالب تہذیب ہے اور مسلمان معاشرے طوعاً و کرہاً اس کی تقلید کر رہے ہیں لہٰذا مغربی تہذیب کی پیروی کی وجہ سے مسلمان معاشرے بہت سے مسائل کا شکار ہیں۔ علماء کرام کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ مسلم معاشروں کی رہنمائی کریں، ان کو مغربی تہذیب کی گرفت سے نکالیں، ان کو مغربی تہذیب کے مضر اثرات سے بچائیں، مغربی تہذیب کی وجہ سے پیدا ہونے والے مسائل کا حل ان کو بتائیں۔ ظاہر ہے ان میں سے کوئی کام بھی علماء کرام نہیں کر سکتے جب تک وہ مغرب کی فکر اور اس کی تہذیب کو سمجھتے نہ ہوں لہٰذا اسلام کے غلبے اور مغربی تہذیب کو رد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ علماء کرام انگریزی سیکھیں اور مغربی علوم کو سمجھیں تا کہ دلیل کی قوت سے ان کو رد کر سکیں اور مسلم عوام کو اس کے زہر سے بچا سکیں لہٰذا جدید مغربی علوم کو سمجھنا علماء کرام کے لیے انتہائی ضروری ہے اور اسی میں اسلام اور مسلمانوں کا بھلا ہے۔

دینی مدارس کے طلبہ میں ایک رجحان یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ خلاصے اور گائیڈیں پڑھ کر ایف اے، بی اے اور ایم اے کی ڈگریاں لے لو تا کہ ملازمت ملنے میں آسانی ہو جائے لیکن جدید علوم کی فکری اساسات کیا ہیں، وہ اسلام سے کس طرح متصادم ہیں اور اسلامی شخصیت کو کس طرح برباد کر رہی ہیں، اس کا علم اور احساس ذرا بھی پیدا نہیں ہوتا۔ حالانکہ مغربی علوم سے واقفیت کی علماء کو جو اشد ضرورت ہے وہ اس لیے ہے کہ وہ مغرب کی گمراہی کو سمجھ سکیں تا کہ مسلمان معاشرے کو اس سے بچا سکیں نہ یہ کہ جدید ڈگری لے کر نوکری کر سکیں۔ لہٰذا اس کا تنبہ ضروری ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ ایک اور چیز جو ہمارے مشاہدے میں آئی ہے وہ یہ کہ دینی مدارس کے فہیم اور معتدل عناصر نصاب میں تبدیلی کی ضرورت محسوس کرتے ہیں خصوصاً وہ جن کو کبھی بیرون ملک جانے کا موقع ملتا ہے یا حکومت سے گفت وشنید کرنی پڑتی ہے اور دنیا واصحاب دنیا سے خلط ملط ہونا پڑتا ہے یا وہ جن کے مدارس بڑے شہروں میں واقع ہیں، لیکن جب سے وفاقوں کا موجودہ سلسلہ قائم ہوا ہے یہ مدارس چاہنے کے باوجود اپنے نصاب میں تبدیلی نہیں لاسکتے کیونکہ ان کے طلبہ نے وفاق کا امتحان دے کر ڈگری لینا ہوتی ہے۔ پھر وفاقوں میں عددی لحاظ سے اکثریت ان مدارس کی ہے جو مضافات اور قصبات ودیہات میں واقع ہیں۔ یہ اصحاب اپنی پرانی روایت کو 'حق' سمجھتے ہوئے نصاب میں تبدیلی کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ پھر یہ مدارس پورے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ شوریٰ کا اجلاس سال میں ایک آدھ دفعہ ہوتا ہے اور اتنے بڑے مجمع میں رائے سازی کا عمل جو وقت، سنجیدگی، مطالعے اور ٹھنڈے غور وخوض کا متقاضی ہوتا ہے، وجود پذیر ہی نہیں ہو پاتا۔ اس طرح یہ وفاق گویا نصاب میں اصلاح کے معاون بننے کی بجائے اس کی راہ میں رکاوٹ بن کر رہ گئے ہیں۔ ہم نے مسئلے کی نشاندہی کر دی ہے اب یہ دینی مدارس اور وفاقوں کے فہیم عناصر کا کام ہے کہ اس صورت حال کو بدلنے کے راستے سوچیں اور نکالیں۔

۴۔ درس نظامی کے ابتدائی نصابی ڈھانچے پر اگر ایک نظر ڈالیں تو یہ نظر آتا ہے کہ اس میں قرآن وسنت پر ترکیز نہیں تھی بلکہ اصل زور معاون علوم پر اور وہ بھی ان کی مشکل اور منتہی کتابوں پر تھا۔ غالباً بزرگوں کے پیش نظر یہ تھا کہ معاون علوم کے اہم اور مشکل متون سے طلبہ کو گزار دیا جائے تو باقی عمر کتاب وسنت پر غور وتحقیق کا دروازہ ان کے لیے کھل جائے گا۔ یہ بات بزرگوں کی فراست اور دور بینی پر دال تھی لیکن تجربے ومشاہدے نے یہ بتایا ہے کہ اب متفرغین دوں ہمت ہوگئے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے جو پڑھنا تھا مدارس میں پڑھ لیا، وہ عملی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زندگی میں داخل ہونے کے بعد مطالعہ وتحقیق کی طرف آتے ہی نہیں جب کہ دوران مطالعہ قرآن وسنت پر ترکیز موجود ہی نہ تھی۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایک اہم نکتہ ہے جس کی طرف بارسوخ علماء اور منتظمین مدارس کو توجہ دینا چاہیے۔

اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری گزارش میں وزن ہے تو دینی مدارس میں تعلیم کی پالیسی میں بنیادی تبدیلی لانی چاہیے یعنی علوم آلیہ کی بجائے علوم قرآن وسنت پر ترکیز ہونی چاہیے۔ اس میں شک نہیں کہ پچھلی ڈیڑھ صدی میں اس حوالے سے درس نظامی کے نصاب میں کچھ تبدیلیاں آئی ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ یہ تبدیلیاں ناکافی ہیں خصوصاً قرآن حکیم کا حصہ ہمارے درس نظامی میں آج بھی بہت تھوڑا ہے جو افسوس ناک ہے۔ حدیث کا حصہ بلاشبہ بڑھ گیا ہے اور معقولات کے حجم میں بھی کمی واقع ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود متذکرہ نقطۂ نظر سے پورے نصاب پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

۵۔ ایک اور توجہ طلب بات یہ ہے کہ درس نظامی کے نصاب میں 'کتاب' کو مرکزی حیثیت حاصل ہے حالانکہ علم کو اور نصاب کو (نصاب اور نصابی کتاب میں فرق پیش نظر رہے) مرکزی حیثیت حاصل ہونی چاہیے۔ کتاب علم حاصل کرنے کا محض ایک ذریعہ ہے۔ آخر اکتساب علم کے دوسرے ذرائع کو کیوں نظر انداز کیا جائے مثلاً جدید تعلیمی اداروں میں پروفیسر ایک موضوع پر لیکچر دیتا ہے، وہ کئی کتابیں پڑھ کر آتا ہے، انٹرنیٹ سے مدد لیتا ہے، طلبہ کو اس موضوع سے متعلق کئی کتب یا ان کے بعض حصوں کی مراجعت کی طرف توجہ دلاتا ہے جب کہ مدارس کا اب یہ حال ہو گیا ہے کہ طلبہ کو کتاب کے متن کے علاوہ کچھ بھی نہیں آتا کیونکہ وہ کتاب کے متن کے علاوہ کسی چیز کی طرف دھیان ہی نہیں دیتے۔

## تربیت طلبہ

تربیت کو شرعی اصطلاح میں تزکیہ کہتے ہیں۔ تزکیہ تعلیم کی غایت بھی ہے اور اس کا حاصل بھی۔ یہ بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ تعلیم کا لازمی نتیجہ تربیت ہے اور جس قسم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کی تعلیم ہو اسی طرح کی تربیت ہوتی ہے اور اسی قسم کی شخصیت وجود میں آتی ہے۔ گویا تعلیم ایک خاموش انقلاب ہوتی ہے۔ یہ بغیر شور شرابے اور ڈھول ڈھمکے کے انسانوں کو بدل دیتی ہے۔ آپ کسی معاشرے کو بدلنا چاہتے ہوں تو اس کا نظام تعلیم وتربیت بدل دیں، معاشرہ بدل جائے گا۔ کیونکہ اس حقیقت کو اسلام بھی تسلیم کرتا ہے اور جدید سائنس بھی کہ انسانی عمل کی بنیاد اس کی فکر (عقائد) ہوتی ہے۔ جیسی فکر ہوگی ویسے اعمال ہوں گے اور جیسے اعمال ہوں گے ویسی ہی شخصیت بنے گی اور معاشرہ چونکہ افراد کے مجموعے ہی کا نام ہے لہٰذا کہا جاسکتا ہے کہ جیسی فکر ہوگی ویسا ہی معاشرہ بنے گا۔

یہ بات سمجھنے میں 'ممکن ہے' کسی اور کو دشواری پیش آئے لیکن علماء کرام کو پیش نہیں آسکتی کیونکہ وہ قرآن حکیم میں پڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء مبعوث فرمائے وہ تزکیہ ہی کے لیے فرمائے تھے۔ (الاعلیٰ ۸۷:۱۴۔۱۹ وغیرہ) اور آخری پیغمبر ﷺ کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ بھی اسی لیے مبعوث کیے گئے تھے۔ (البقرہ ۲:۱۲۹، ۱۵۱ وغیرہ) لیکن اس کے باوجود ہمارے دینی عناصر تعلیم وتربیت کی اہمیت بھول گئے۔ وہ ملک میں اسلام (اور اسلامی انقلاب) لانے کے لیے سیاسی جدوجہد کرتے ہیں۔ انہوں نے کچھ مدرسے بھی کھول رکھے ہیں۔ اکنامکس سروے آف پاکستان کے مطابق پچھلے سال تقریباً دو کروڑ بچوں نے پرائمری میں داخلہ لیا۔ اس عمر کے کتنے بچے دینی مدارس میں جاتے ہیں؟ چلیے فرض کرتے ہیں دو لاکھ۔ تو واجب الاحترام علماء کرام! آپ نے دو لاکھ بچوں کو دینی تعلیم دے دی بہت اچھا کام کیا، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے لیکن ان دو کروڑ بچوں کی دینی تعلیم کا کیا بنے گا؟ ان کی صحیح دینی تعلیم وتربیت کا انتظام کون کرے گا اور کیسے کرے گا؟ اگر آپ کو اس کی پرواہ نہیں ہے اور وہ پہلی جماعت سے انگریزی پڑھیں گے اور مغربی علوم پڑھیں گے تو اسی طرح کا ان کا ذہن بنے گا، اسی طرح کی شخصیت بنے گی۔ پھر پاکستانی معاشرے میں اچھے انسان، اچھے مسلمان کہاں سے آئیں گے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خیر یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا جو بیچ میں آ گیا۔ بات یہ ہو رہی تھی کہ تعلیم کا لازمی نتیجہ ہے تربیت اور اسلامی تعلیم کا نتیجہ ہونا چاہیے اسلامی تربیت اور اسلامی شخصیت۔ تعلیم سے مراد یہاں صرف کتاب پڑھنا نہیں بلکہ تعلیم کے سارے شعبے اور متعلقات ہیں۔ طلبہ صرف سبق ہی نہیں پڑھتے استاد کے کردار کی نقل کیا کرتے ہیں، تعلیم گاہ کے ماحول سے بھی سیکھتے ہیں، ریڈیو اور ٹی وی سے بھی متاثر ہوتے ہیں، والدین، اعزہ واقارب، گلی محلے اور معاشرے سے بھی اثرات قبول کرتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں مل کر تربیت کرتی ہیں۔ بعض دینی مدارس کے ماحول میں جو اخلاقی خرابیاں ہوتی ہیں ہم ان کا ذکر نہیں کریں گے۔ اہل نظر انہیں جانتے ہیں۔ مدارس کے منتظمین کو ان خرابیوں کے تدارک کی بڑی سخت فکر کرنی چاہیے۔ اسی طرح بعض علماء نے مدارس چلانے کو 'کاروبار' بنا رکھا ہے اور اس کاروبار کو چلانے کے لیے ہر طرح کے جائز و ناجائز ہتھکنڈے روا رکھے جاتے ہیں۔ ایسے میں کہاں کا دین اور کہاں کی تربیت۔ ان امور سے صَرف نظر کرتے ہوئے ہم یہاں چند قابل گفتنی پہلوؤں کی طرف اشارات پر اکتفا کریں گے (کہ تفصیلی مضمون کتاب کے اندر موجود ہے):

۱۔ تربیت سے مراد صرف اخلاقی تربیت نہیں ہے بلکہ پوری شخصیت کی ہمہ جہتی تربیت ہے تاکہ ایک بچہ ہر لحاظ سے ایک مکمل اور کامیاب عملی مسلمان بنے۔

۲۔ دینی مدارس میں تربیت کے مسائل جدید تعلیم کے اداروں سے مختلف ہیں لہٰذا ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ دینی مدارس میں صحیح تربیت کی کمی اور بقول بعض اشخاص کے بے برکتی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ یہ مدارس کھاتے پیتے مسلمانوں کے مال زکوٰۃ وعطیات سے چلتے ہیں۔ ہمارے اہل سرمایہ کی جو اخلاقی حالت ہے وہ ڈھکی چھپی نہیں اور رزق حلال پر اصرار کرنے والے بہت کم ہیں لہٰذا مال حرام یا مال مشکوک کے اپنے اثرات ہوتے ہیں جن سے انکار ممکن نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسی طرح مدارس اگر مانگ تانگ کر گزارا نہ کریں تو کیا کریں؟ بلکہ پنجاب کے بعض دیہات میں تو اب بھی بعض جگہ طلبہ کو (معاف کیجیے گا گداگروں کی طرح) روٹی در در سے مانگ کر لانا پڑتی ہے یا اس کے لیے گھر مقرر ہیں وہاں جانا پڑتا ہے۔ اس سے ظاہر ہے خودداری اور حمیت مجروح ہوتی ہے اور احساس کمتری پیدا ہوتا ہے۔

لیکن مذکورہ دونوں باتوں میں علماء کرام کا قصور کیا ہے؟ یہ ان کی نہیں سسٹم کی کمزوری ہے۔ ہماری حکومتیں بے حمیت اور بے عقل ہیں۔ پورے احترام اور وقار کے ساتھ علماء اور طلباء کی کفالت مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے (جیسا کہ ماضی میں ہوتا رہا ہے) لیکن ہماری مغرب پرست حکومتیں اس احساس ہی سے عاری ہیں۔ ہم نے امریکہ میں دیکھا ہے کہ کروڑوں نہیں اربوں ڈالروں کے تعلیمی وقف وہاں قائم ہیں۔ بڑی بڑی یونیورسٹیاں جن کا بجٹ اربوں روپے سالانہ ہے، اسی طرح کے اوقاف سے چلتی ہیں۔ طلبہ واساتذہ کو خبر ہی نہیں کہ فنڈز کون دیتا ہے اور کب دیتا ہے اور سارا نظام انتہائی عمدگی سے چلتا ہے۔ بجائے اس کے کہ ہمارے مدارس کے منتظمین کو در در کے دھکے کھانے پڑیں کیوں نہیں ہمارے ہاں کے اہل خیر اس طرح کے بڑے بڑے وقف قائم کرتے تاکہ طلبہ واساتذہ کی خودداری مجروح نہ ہو؟

۴۔ دینی تعلیم کا حاصل کیا ہونا چاہیے؟ اخلاص، خشیت، تقوی، فکر آخرت۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ فکر معاش میں کوئی برائی نہیں۔ دینی محنت کے نتیجے میں روٹی مل جانا بھی قابل گرفت نہیں لیکن دنیا کا بندہ بن جانا اور دین کو کاروبار بنا لینا بہرحال افسوسناک ہے۔ ہمارے ایک بھائی نے کمپوزنگ اور پرنٹنگ کا کاروبار چند سالوں تک کیا۔ وہ کہا کرتے ہیں کہ میں نے دینی لوگوں کی اکثریت کو بدمعاملہ پایا اور بے ریش و بے نمازی عامۃ الناس کو معاملات میں ان دینی لوگوں سے بہتر پایا۔ اب اس کو کیا کہا جائے؟

۵۔ ہماری دینی تعلیم کا ایک تحفہ ہے تقلید اور جمود۔ حریت فکر کا دور دور تک پتہ نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تحقیق کی رسم ہی نہیں ۔ اچھی لائبریریاں ہی نہیں ۔ مخالف کے نقطۂ نظر کے دلائل معلوم ہیں نہ ان کے سننے کا یارا ہے ۔ خدانخواستہ ہم مادر پدر آزادی کی حمایت نہیں کر رہے ، بے ادبی پر نہیں اُکسا رہے ، لیکن طلبہ کو کھل کر سوچنے کی حوصلہ افزائی تو ہونی چاہیے ۔

۶۔ ایک اور علمی اور اخلاقی بیماری ہمارے مدارس میں پائی جاتی ہے جس کا نام ہے مسلک پرستی اور فرقہ واریت ۔ ظاہر ہے یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں کہ کوئی حنفی ہو یا شافعی ، مقلد ہو یا غیر مقلد ۔ علمی اختلاف بھی ، اگر دلائل کے ساتھ ہو ، تو مذموم نہیں لیکن جو چیز قابل اعتراض ہے وہ ہے مسلک کو دین بنا لینا اور مسلک کو دین پر غالب کر دینا ، مسلک کی بنیاد پر جڑنا اور کٹنا اور اسے بناءِ تعصب بنانا ۔ اس سے احتراز واجب ہے ۔ اس پر تفصیلی گفتگو الگ سے موجود ہے ۔

۷۔ تربیت کی دو بڑی قسمیں یا شاخیں ہیں ۔ ایک ہے بنیادی انسانی صلاحیتوں کی نموء اور پرداخت جیسے لکھنا ، بولنا ، تقریر کرنا ، صفائی ، انتظام وانصرام وغیرہ اور دوسرے زندگی کے سارے شعبوں میں اطاعت رب ۔ پہلی قسم کی تربیت کا حاصل ہے اچھا انسان بننا اور دوسری نوع سے مطلوب ہے اچھا مسلمان بننا تاکہ احکام الٰہی پر عمل آسان ہو جائے یا دوسرے لفظوں میں شریعت طبیعت بن جائے ۔

۸۔ پہلے بعض بزرگوں کا طریقہ یہ رہا ہے کہ وہ طالب علموں سے کہا کرتے تھے کہ پہلے تعلیم سے فارغ ہو لو پھر فراغت ودلجمعی سے ذکر واذکار سیکھنا ۔ ہم اس سے مختلف بات کہہ رہے ہیں کہ تربیت وتزکیہ کو تعلیم سے الگ کیوں کیا جائے ؟ یعنی پہلے ہم انتظار کریں کہ بچہ بڑا ہو کر اصلاح طلب عادتیں اپنا لے پھر اس کی تربیت کی جائے تاکہ اس کی اصلاح ہو جائے ، بلکہ ہمارا مدعا یہ ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت بھی کی جائے اور تعلیم اور تربیت کا عمل بیک وقت جاری ہو ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ ناممکن نہیں مشکل ضرور ہے۔ تو پھر کیا؟ نفس کی تربیت کبھی بھی سہل کام نہیں رہا اور مخلص مردان کار اس سے گھبراتے کب ہیں؟ تاہم یہ کام بڑوں کی تربیت سے مختلف ضرور ہے۔ لہٰذا اس کا منہاج بڑوں کی تربیت سے الگ ہونا چاہیے۔ اس کے لیے عقل، فراست بلکہ اجتہادی صلاحیت درکار ہے اور محقق صوفیاء اس سے محروم نہیں ہوتے۔

۹۔ جدید تعلیم میں ایک چیز ہے، جنہیں 'ہم نصابی سرگرمیاں' کہتے ہیں (پہلے انہیں 'غیر نصابی سرگرمیاں' کہا جاتا تھا) دینی مدارس میں ان کے ذریعے تربیت سے اعتناء نہیں کیا جاتا جو غلطی ہے مثلاً طلبہ کو سیر و تفریح اور مشاہدے کے لیے بیرون شہر لے جانا، بڑے شہروں کی صنعتوں، لائبریریوں، یونیورسٹیوں، اخبارات، عجائب گھروں، چڑیا گھروں ...... وغیرہ میں لے جانا۔ درسی کتب کے علاوہ دوسری چیزیں پڑھوانا، تقاریب وغیرہ کے انعقاد میں ان سے مدد لینا، انہیں کھیل کود اور ورزش میں مشغول کرنا ...... یہ سارے اعمال مفید ہیں اور ان سے استفادہ ضروری ہے۔

## تدریب المعلمین

ساری دنیا کی طرح پاکستان میں بھی جدید تعلیم میں ہر سطح پر اساتذہ کی تربیت کا انتظام موجود ہے اس کے علاوہ بھی تقریباً ہر محکمے میں تربیت (ٹریننگ) کا نظام ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے دینی مدارس میں تربیت اساتذہ کا کوئی انتظام اور اس کی کوئی روایت موجود نہیں ہے۔ علماء سے بات کریں تو وہ کہیں گے کہ ہمارے پاس ان نخروں کے لیے وسائل نہیں ہیں۔ ان کی اس بات میں وزن موجود ہے کہ ان کے لیے پاس وافر مالی وسائل نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ ادھر توجہ بھی نہیں ہے۔ اگر مدارس کے مہتممین اس کام کی اہمیت کو سمجھتے تو یہ کام اس طرح بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں زیادہ خرچ نہ اٹھے مثلاً اپنے مدرسے ہی میں سینئر اساتذہ نئے آنے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نوجوان اساتذہ کی تربیت کر سکتے ہیں۔ سال آخر کے طلبہ کو تربیت دی جا سکتی ہے۔ ایک ہی شہر اور ایک ہی علاقے کے مدارس مل کر تدریب المعلمین کا کورس کروا سکتے ہیں۔ بڑے شہروں میں تربیت اساتذہ کے جدید تعلیم کے حکومتی ادارے اکثر جگہ موجود ہیں وہاں کے دین دار اساتذہ سے فن تدریس پر لیکچر دلوائے جا سکتے ہیں۔ ممکن ہے ایسے اساتذہ فی سبیل اللہ ہی یہ کام کر دیں یا ان کی تھوڑی بہت خدمت کر دی جائے تو وہ اسے قبول کر لیں۔ گرمیوں کی چھٹیوں کے دوران یا امتحان سے فراغت کے بعد اور نئی کلاسیں شروع ہونے سے پہلے اس طرح کے مختصر تربیتی کورسز رکھے جا سکتے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بی ایڈ کی طرز پر ایک سالہ کورس شروع کر دیا جائے اور اس کی ڈگری حکومت سے منظور کروالی جائے تو طلبہ کو ملازمتوں میں بھی سہولت ملنی شروع ہو جائے گی اور طلبہ کا رجحان بھی اس طرف بڑھ جائے گا۔ کئی بڑے دینی مدارس اپنی سند جاری کرنے کا اختیار (Degree Awarding Status) رکھتے ہیں وہ اس طرح کے کورس کی ابتداء کر سکتے ہیں اور اعلیٰ تعلیمی کمشن (Higher Education Commission) سے اپنی سند منظور کروا سکتے ہیں۔ غرض اس طرح کی کئی صورتیں ممکن ہیں لیکن خواہش اور ارادہ تو ہو۔

تدریب المعلمین کا بنیادی مقصد تو یہی ہے کہ دینی مدارس کے موجودہ اساتذہ یا ان فارغ التحصیل طلبہ کو جو آئندہ زندگی میں استاذ بننا چاہتے ہیں فن تدریس سے آگاہ کر دیا جائے تاکہ وہ دینی علوم زیادہ مؤثر انداز میں پڑھا سکیں لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان خامیوں اور کمیوں کو بھی پورا کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے جو دوران تدریس رہ گئی تھیں مثلاً عربی بول چال اور انشاء۔ اسی طرح فقہ اصول فقہ کا تقابلی مطالعہ، قرآن وحدیث کے وہ مباحث جو مدارس میں عموماً نہیں پڑھائے جاتے، سیرت النبیؐ، تاریخ، جغرافیہ، مطالعۂ پاکستان، تقابل ادیان، اسلام اور جدید مسائل، اسلام اور جدیدیت وغیرہ ...... ضروری نہیں کہ یہ ساری چیزیں تفصیل کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ساتھ پڑھائی جائیں (کہ اتنا وقت تو میسر ہی نہیں ہوگا) لیکن ان میں سے کچھ چیزیں منتخب کر کے پڑھائی جا سکتی ہیں یا ان پر کچھ لیکچرز کا انتظام کیا جا سکتا ہے۔

اسی طرح انگریزی زبان پر گرفت مضبوط کروائی جا سکتی ہے۔ مغربی فکر و تہذیب کا تعارفی مطالعہ کروایا جا سکتا ہے۔ مغرب کے سماجی علوم (جیسے معیشت، معاشرت، قانون، تعلیم، نفسیات وغیرہ) اور سائنسی علوم (جیسے کیمیا، طبیعیات، حیاتیات وغیرہ) کے بنیادی تصورات سے طلبہ کو روشناس کروایا جا سکتا ہے۔ انہیں کمپیوٹر کی ابتدائی مہارتیں سکھائی جا سکتی ہیں، تاکہ ان سب کے نتیجے میں وہ مغرب کو بہتر طریقے سے سمجھنے لگیں اور اس چیلنج سے نمٹنے کی کچھ صلاحیت اپنے اندر پیدا کر لیں جو مغرب نے مسلم معاشرے کے لیے پیدا کر رکھا ہے۔

## دینی تعلیم اور فرقہ واریت

فقہ، کلام، سیاست ...... وغیرہ کسی شعبے میں کوئی مذہب و مسلک رکھنا یا کسی شعبۂ زندگی کے کسی بڑے امام سے متفق ہو جانا یا اس کی رائے کو راجح سمجھ کر قبول کرنا اور اس کا اتباع کرنا بالکل فطری ہے اور ہرگز قابل مذمت نہیں۔ اس لحاظ سے یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں کہ کوئی صاحب امام ابو حنیفہؒ کی پیروی کریں اور کوئی امام احمدؒ بن حنبل کی یا امام ابن تیمیہؒ کی ...... اور یہی ہمارے اسلاف کا طریقہ تھا اور آج تک اس کے اچھے اثرات موجود ہیں مثلاً ہمارے ملک میں، جہاں احناف کی اکثریت ہے، کوئی شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے اس لیے تعصب نہیں رکھتا کہ وہ حنبلی تھے اور نہ صحیح بخاری پڑھتے پڑھاتے کسی حنفی کو یہ بات چبھتی ہے کہ امام بخاری شافعی المسلک تھے اور نہ مسند احمد بن حنبل سے استفادے میں یہ امر مانع ہوتا ہے کہ وہ حنبلی مسلک کے موسس تھے لیکن بدقسمتی سے مرور زمن کے ساتھ ساتھ لوگوں نے اپنے اپنے مسلک کو معیار حق و باطل بنا لیا ہے اور اسے مسلک کی بجائے دین سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ اس کے مظاہر اور اسباب مندرجہ ذیل ہیں:

www.KitaboSunnat.com



۱۔ ہمارے ہاں ہر مسجد اور ہر مدرسہ لازماً کسی مسلک کا علمبردار ہوتا ہے اور یہ بات ہمارے روزمرہ کا جزو بن گئی ہے اور کسی کو اس پر اچنبھا یا اعتراض نہیں ہوتا جب یہ کہا یا سنا جائے کہ یہ مسجد اہل حدیثوں کی ہے۔ یہ مدرسہ بریلویوں کا ہے اور فلاں مدرسہ دیوبندیوں کا ہے اور فلاں جامعہ شیعوں کی ہے۔ حالت یہ ہے کہ اس طرح کے کسی لیبل کے بغیر کوئی مسجد اور مدرسہ بنانا اور چلانا تقریباً ناممکن ہو کر رہ گیا ہے۔

۲۔ فقہی مسلک وہ محور و مرکز ہے جس کے گرد ہر مدرسے کا نظام تعلیم گھومتا ہے۔ قرآن کی تفسیر پڑھائی جاتی ہے اپنے مسلک کے مطابق۔ احادیث کی تشریح کی جاتی ہے اپنے مسلک کے مطابق اور دوسروں کے موقف کی تغلیط کے لیے۔ اصول فقہ اور فقہ پڑھائی جاتی ہے تو صرف اپنے مسلک کی۔ عقائد کی کتابیں بھی وہ زیر درس آتی ہیں جو اپنے مسلک کی ہیں۔ یہی حال فلسفہ و منطق کا ہے یہاں تک کہ عربی زبان پڑھاتے وقت بھی اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ گویا ہر علم کا عمود اور محور فقہی مسلک ہے اور ہر مدرسہ اپنے مسلک کے آدمی پیدا کرنے کی فیکٹری ہے جس کے سانچے سے صرف اسی مسلک کے آدمی ڈھل کر نکلتے ہیں، دوسرا کوئی نمونہ نکل ہی نہیں سکتا اور یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ایک بریلوی مدرسے سے فارغ التحصیل ہونے والا طالب علم بریلوی نہ ہو یا ایک دیوبندی مسلک کے مدرسے سے فارغ ہونے والا طالب علم دیوبندی نہ ہو۔

۳۔ اور صرف یہی نہیں کہ ہر شعبۂ علم میں اپنے مسلک کے مصنفین کی کتابیں پڑھائی جاتی ہیں اور اگر کسی دوسرے مسلک کے مصنف کی کتاب ہو تو اس کی تشریح اپنے مسلک کے مطابق کی جاتی ہے بلکہ یہ بھی کہ تقابلی مطالعے کا اہتمام کسی سطح پر نہیں ہوتا۔ گویا اپنے مسلک سے مختلف نقطۂ نظر کے بارے میں معلومات ہی نہیں ہوتیں اور اگر ہوں بھی تو وہ معروضی انداز لیے ہوئے نہیں ہوتیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسرے نقطۂ نظر کے دلائل پر سنجیدگی سے غور کرنے کا موقعہ ملے بلکہ صرف ان کا رد کرتے ہوئے مجملاً ان کے موقف کا ذکر آ جاتا ہے۔

۴۔ مسلک کی یہ تفریق اور تقسیم اگر صرف اہل علم کے درمیان رہتی تو شاید اتنا نقصان نہ ہوتا لیکن اس تقسیم کو مسلم عوام کی سطح پر سخت محنت سے اتنا گہرا کر دیا گیا ہے کہ سارا معاشرہ بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث...... میں تقسیم ہو کر رہ گیا ہے اور اس کے بغیر کسی کی شناخت ہی قائم نہیں ہوتی۔

۵۔ اس مسلکی تقسیم کو مزید گہرا کر دیا ہے ہمارے علماء دین نے اپنے اپنے مسلک کی سیاسی جماعت قائم کر کے حالانکہ یہ بات قانون کے بھی خلاف ہے اور سیاسی حکمت عملی کے بھی۔ کیونکہ کسی ایک فقہی مسلک پر سیاسی جماعت کی بنیاد رکھنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ دوسرے مسلک والے آپ کو ووٹ نہ دیں۔ اسی وجہ سے کوئی مسلکی سیاسی جماعت آج تک اپنے ووٹوں کی بنیاد پر حکومت نہیں بنا سکی اور نہ کبھی آئندہ بنا سکے گی (اِلاّ یہ کہ وہ کسی دوسری سیاسی یا دینی جماعت سے اتحاد کر لے)

۶۔ مسلک پرستی کو فروغ دینے میں اس بات نے بھی اہم کردار ادا کیا ہے کہ ہر فقہی مسلک نے حکومت پاکستان کے پاس اپنا اپنا الگ وفاق رجسٹرڈ کروالیا ہے جو اپنے مسلک کے مدارس کے طلبہ کے امتحان لیتا ہے اور انہیں ڈگریاں بھی جاری کرتا ہے۔

۷۔ مندرجہ بالا نکات سے ظاہر ہے کہ ہمارے علماء کرام نے دینی تعلیم کا نظام اس طرح سے قائم کر رکھا ہے کہ جب تک یہ مدارس اور ان کا یہ نظام تعلیم قائم ہے اس میں سے صرف مسلک پرست طلباء وعلماء ہی پیدا ہو سکتے ہیں اور اس صورت حال کے ذمہ دار ظاہر ہے خود علماء کرام ہی ہیں اور وہی اس کا علاج کر سکتے ہیں۔

لیکن یہاں ہم اس طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس صورت حال کو یہاں تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پہنچانے اور اسے اس نہج پر برقرار رکھنے میں ہماری اسٹیبلشمنٹ کا بھی بہت بڑا کردار ہے۔علماء کی مسلکی سیاسی جماعتوں کی رجسٹریشن بھی حکومت نے قبول کی ہے (حالانکہ اگر وہ چاہتی تو رجسٹریشن سے انکار کر سکتی تھی) اور ہر دینی مسلک کے الگ وفاق کی منظوری بھی حکومت نے دی ہے (حالانکہ اگر حکومت چاہتی تو ان سب کا صرف ایک وفاق بھی منظور کر سکتی تھی) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ہماری اسٹیبلشمنٹ یہ چاہتی ہے کہ مسلک پرستی اور فرقہ واریت باقی رہے۔ یہ علماء لوگ آپس میں لڑتے رہیں، کمزور رہیں، کبھی اکٹھے نہ ہوں تاکہ وہ آسانی سے انتخابات میں کامیاب ہوتے رہیں اور دینی جماعتیں منتشر ہو کر شکست کھاتی رہیں۔گویا وہی پرانا استعماری نسخہ ہے Divide and Rule کا کہ عوامی طاقتوں کو پھاڑے رکھو اور آرام سے حکومت کرو۔

اس موضوع پر حرف آخر یہ (تفصیلی مضمون کتاب کے اندر موجود ہے) کہ یہ امتحان ہے ہمارے علماء کرام کی فراست کا اور دینی عناصر کی دانشمندی کا کہ وہ شیطان اور نفس کی چالوں سے کس طرح بچتے ہیں اور اسٹیبلشمنٹ کے مکروفریب کے جال سے کس طرح نکلتے ہیں؟ کیا ہمیں علماء کرام کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ اتحاد میں برکت ہوتی ہے اور امت صرف اس لیے خوار وزبوں ہے کہ وہ منتشر اور متفرق ہے؟ علماء کا تو یہ کام تھا کہ وہ مسلم امت کو متحد کرتے، مسلمان عوام کو متحد کرتے، سیاسی قوتوں کو متحد کرتے چہ جائیکہ وہ خود انتشار وافتراق کے علمبردار بن کر رہ گئے ہیں اور ان کی وجہ سے افتراق وانتشار کی فضا قائم ودائم ہے۔

ہم تعلیم کے طالب علم تو یہ جانتے ہیں کہ نصاب ایک ہو تو قوم ایک ہو جاتی ہے۔ نصاب چار ہوں تو قوم چار حصوں میں بٹ جاتی ہے۔اگر دینی مدارس کا نصاب اور تعلیمی نظام ایک ہو جائے تو ساری دینی قوتوں میں خود بخود اتحاد قائم ہو جائے گا۔ کاش علماء کرام بھی اس نکتے کو سمجھیں اور اس پر عمل کریں!

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## بنیادی ہدف: دعوت وتربیت

بعض اوقات کاموں کی ظاہری صورت میں الجھ کر آدمی یہ بھول جاتا ہے کہ وہ جو کچھ کر رہا ہے اس کا آخری ہدف کیا ہے؟ ظاہر ہے علماء وارثان انبیاء ہیں اور خود قرآن حکیم نے کئی جگہ وضاحت کی ہے کہ سارے انبیاء خصوصاً آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد بعثت یہ تھا کہ وہ لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیں اوران کا تزکیہ کریں تاکہ وہ اپنی زندگی اللہ کے احکام کے مطابق گزاریں اور آخرت میں اس کی خوش نودی حاصل کرنے میں کامیاب ہوں۔

تعلیم وتربیت کا یہ دو نکاتی فارمولا، اگر ہم غور کریں تو ہمارے سارے مسائل کے حل کی شہ کلید ہے۔ یہ گویا فرد کی دنیا وآخرت میں کامیابی اور دنیوی عروج کا ایٹمی فارمولا ہے۔ تعلیم کتاب میں ہر طرح کی دینی تعلیم جو آدمی کو اللہ سے جوڑ دے اور تزکیہ میں ہر طرح کی تربیت جو اس علم پر عمل سکھا دے اور حکمت کی تعلیم میں ہر طرح کی تحقیق اور سائنس وٹیکنالوجی میں برتری جو دنیا کی ضرورت ہے اوران سب پر باحسن وجوہ عمل کر کے دکھا دیا اللہ کے آخری نبی (حضرت محمد ﷺ) نے اور جس طرح کے آدمی اللہ کو مطلوب ہیں وہ بنا کر دکھا دیے۔ گویا اب ہمارے کرنے کا کام واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ کے اتباع میں آپ ﷺ کے نظام تعلیم وتربیت کی نقل کر کے اس طرح کے آدمی پیدا کریں جس طرح کے آپ ﷺ نے کیے تھے۔ اس سے ہمارے آج کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ یہ خلاصہ ہے اس مضمون کا جو 'ہمارے مسائل کا واحد حل' کے عنوان سے شامل کتاب ہے۔

ہماری رائے کا ماحصل یہ ہے کہ دینی مدارس کے موجودہ طریق کار سے یہ مقاصد عالیہ حاصل نہیں ہو سکے اور نہیں ہو رہے ہے بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ:

۱۔ دینی تعلیم کے موجودہ نظام کے استمرار کے ساتھ ساتھ دینی کام کو ایک دعوتی تحریک بنا دیا جائے جس کا طریقہ یہ تجویز کیا گیا ہے کہ سارے ملک میں، ہر گلی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



محلے میں قرآنی مراکز قائم کیے جائیں جن میں قرآن حکیم کا ترجمہ سکھایا جائے تاکہ فرقہ واریت کم ہو اور لوگ قرآن سے جڑ جائیں۔

۲۔ دینی مدارس میں متخصص علماء تیار کرنے کے علاوہ دینی مدارس کو چاہیے کہ جدید سکولوں کے طلبہ وطالبات اور فارغ التحصیل خواتین ومرد حضرات کی دینی تعلیم کا انتظام کریں۔ اسی طرح عامۃ الناس کی تربیت وتزکیہ کے لیے جدید طرز کی تربیت گاہوں (خانقاہوں) کا جال پھیلایا جائے جس میں تزکیے کا کام خالص قرآن وسنت کی بنیاد پر کیا جائے۔

۳۔ جدید علوم کی تدریس وتحقیق، خصوصاً سائنس وٹیکنالوجی کی انتہائی اعلیٰ پیمانے پر اور انتہائی اعلیٰ معیار کی ہونی چاہیے اس طرح کہ طلبہ یکسو اور عملی مسلمان بھی ہوں۔

دعوت وتعلیم وتربیت کے اس فارمولے پر عمل کون کرے اور کون کروائے؟

سوال یہ ہے کہ علماء اور دینی مدارس ملت کی قیادت کے لیے آگے کیوں نہیں بڑھتے یا کم از کم اپنے حصے کا کام کیوں نہیں کرتے؟

## ہم نصابی سرگرمیاں

ہم نصابی سرگرمیاں (جنہیں کسی زمانے میں غیر نصابی سرگرمیاں بھی کہا جاتا تھا) طالب علم کی شخصیت کی تکوین میں اہم کردار ادا کرتی ہیں لیکن بدقسمتی سے دینی مدارس میں ان کے اہتمام کی طرف کبھی توجہ نہیں رہی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب دال روٹی کے لالے پڑے ہوئے ہوں تو اس وقت پھل اور کیک کی نہیں سوجھتی۔ تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت سی ہم نصابی سرگرمیاں ایسی ہیں جن پر کچھ خرچ نہیں آتا، یا اتنا تھوڑا خرچ آتا ہے کہ معاشی تنگی کے باوجود مدارس اسے برداشت کر سکتے ہیں صرف توجہ کی ضرورت ہے مثلاً:

۱۔ مدرسے میں بزم ادب کا قیام، مدرسے کے اندر ماہانہ تقریری مقابلے اور بین المدارس سالانہ تقریری مقابلے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ تحریری مقابلے اور عمدہ تحریروں کی اشاعت کا انتظام

۳۔ مندرجہ بالا تقریری و تحریری مقابلے اردو کے علاوہ عربی، فارسی اور انگریزی زبانوں میں بھی منعقد کیے جانے چاہئیں جس کے نتیجے میں زبان دانی کا ملکہ ترقی کرے گا اور لائبریری کا استعمال بھی بڑھ جائے گا۔

۴۔ مدرسوں میں کھیلوں کا انتظام ہونا چاہیے۔فٹ بال، ہاکی، والی بال، بیڈمنٹن، کرکٹ، کبڈی، کشتی رانی وغیرہ میں سے کوئی بھی کھیل بہت مہنگا نہیں ہے۔ مدرسے کے پاس اپنا کھیل کا میدان نہ ہوتو شہری انتظامیہ اور مقامی کھیل کلبوں سے تعاون لیا جاسکتا ہے۔ بین المدارس مقابلے بھی کروائے جانے چاہئیں۔

۵۔ مقامی صنعتوں، اخبارات کے دفاتر، لائبریریوں، چڑیا گھر، عجائب گھر، سائنس میوزیم...... وغیرہ کی سیر۔

۶۔ تفریح و مطالعاتی دورے۔اگر شمالی علاقہ جات یا دوسرے صوبوں میں جانے کے وسائل نہ ہوں تو قرب وجوار میں واقع اور مقامی تفریحی مقامات کی سیر کے لیے جایا جاسکتا ہے۔

۷۔ طلبہ کی انتظامی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے مدرسہ میں تقریبات کا اہتمام ان کے سپرد کیا جاسکتا ہے، دارالاقامۃ کی کچھ ذمہ داریاں ان کو دی جاسکتی ہیں۔

۸۔ مخطوطات، پرانی کتب، قدیم سکے اور مختلف ملکوں کے ڈاک ٹکٹ جمع کرنا اور اسی طرح کے دوسرے دلچسپ اور مفید مشغلے اختیار کرنا۔

۹۔ کمرۂ جماعت کی آرائش، خطاطی کے مقابلے وغیرہ

۱۰۔ مندرجہ بالا سرگرمیوں میں حصہ لینے والے طلبہ کو حوصلہ افزائی کے انعامات دینا تاکہ دوسروں میں بھی شوق پیدا ہو۔

...... وتلک عشرۃ کاملۃ۔اس طرح کی مزید کئی باتیں سوچی جاسکتیں اور ان پرعمل کیا جاسکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## حکومتوں کے ساتھ تعلقات

اِس وقت تک دینی مدارس نے حکومتوں کے ساتھ مدافعت اور مزاحمت کا جو رویہ اختیار کر رکھا ہے، سچی بات یہ ہے کہ وہ اس میں حق بجانب نظر آتے ہیں اور اگر وہ یہ نہ کرتے تو اب تک ختم ہو گئے ہوتے۔ کیونکہ بدقسمتی سے ہمارے اکثر حکمران اخلاص اور ہمدردی سے مدارس کی اصلاح نہیں کرنا چاہتے بلکہ بیرونی قوتوں کے زیر اثر مدارس سے مخاصمت کا رویہ اختیار کرتے ہیں اور جس طرح جامعہ عباسیہ بہاولپور کا اور اوقاف کے زیر اہتمام چلنے والے دیگر دینی تعلیمی اداروں کا حال ہوا ہے، اگر سارے مدارس دینیہ بفرض محال حکومت کی تحویل میں دے دیئے جائیں تو بلاشبہ یہ ختم ہو جائیں گے۔ لہٰذا مدارس حکومت پاکستان کے معاملے میں سخت رویہ رکھنے پر مجبور ہیں۔

مندرجہ بالا صورت حال ایک امر واقعہ ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اس اصولی بات کی طرف علماء کرام کی توجہ مبذول کروانا بھی ضروری ہے کہ سلطان اور ولی الامر کی شرعی حیثیت اور اس کی اطاعت کے بارے میں احکام شرعیہ کو ان سے بڑھ کو کون جانتا ہے۔ اس لیے اگر حکومت وقت کی طرف سے کوئی مفید مشورہ اور عمدہ اصلاحی تجویز سامنے آئے تو اس کے قبول کرنے میں بھی کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہیے اور یہ موقف اختیار کرنا غالباً مناسب نہ ہوگا کہ حکومت کو ہمارے معاملات میں دخل دینے کا کوئی حق نہیں۔ کیونکہ اس موقف کے نقصانات بھی ہیں اور یہ سیکولرزم کو پختہ کرنے والی بات بھی ہے کہ حکومت ہمارے معاملات میں مداخلت نہ کرے اور ہم اس کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتے ...... جب کہ حقیقت یہ ہے کہ سب دینی عناصر نے سیاسی جماعتیں بنائی ہوئی ہیں اور وہ حکومت کے ہر معاملے میں مداخلت کرتی ہیں۔

## نظام امتحانات

کسی بھی نظام تعلیم کی جان اس کے نظام امتحانات میں ہوتی ہے۔ ہم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مدارس کے بہی خواہ بعض بیرونی اور اندرونی اصحاب کو مدارس کے نظام امتحانات پر حرف گیری کرتے سنا ہے۔ ہم وفاقوں کے منتظمین سے یہی گزارش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ نظام امتحانات پر اعتماد قائم ہونا بہت ضروری ہے۔ یہ امانت کے ساتھ انتظامی صلاحیت کا بھی امتحان ہوتا ہے لہٰذا امتحانات کا ایک ایسا نظام قائم کرنا ضروری ہے جو قابل اعتماد ہو اور کسی کو شکایت کا موقع نہ ملے۔

## اساتذہ کی تنخواہ...... ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

ہمارے دینی مدارس کی جو مالی حالت ہے (اگرچہ بعض مہتمم حضرات کی دولت و ثروت کے قصے بھی عام ہیں) اس کے پیش نظر ہم ان سے کوئی مطالبہ نہیں کرتے لیکن دل کی یہ بات زبان پر لانے سے رہ بھی نہیں سکتے کہ دینی مدارس کے اساتذہ کی تنخواہیں بڑھنی چاہئیں اور طلبہ کی کس مپرسی کے ازالے کی بھی کوئی صورت نکلنی چاہیے۔ دینی مدارس کے اساتذہ کی تنخواہیں اتنی قلیل ہیں کہ اس میں سفید پوشی کے ساتھ گزارا کرنا تقریباً ناممکن ہے اور طلبہ کی حالت بھی اس دال کی طرح پتلی ہے جو وہ اکثر کھاتے ہیں۔ مہتمم حضرات اور معاشرے کے ذمہ دار افراد سے استدعا کرنے کے ساتھ ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور بھی دعا گو ہیں کہ وہ ان حالات کو بدلیں اور دینی کام کرنے والوں کے لیے فراخی کی کوئی صورت پیدا فرمائیں۔

وما ذلک علی اللہ بعزیز

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دینی مدارس کے نام
## ایک اہم پیغام

ہمارے معاشرے میں دینی مدارس بلاشبہ اسلام کے قلعے ہیں۔ پچھلی نصف صدی میں ہمارے تعلیمی، سماجی، سیاسی اور قانونی ڈھانچے نے جس تیزی سے مغربی فکر وتہذیب کی بالادستی کو قبول کیا ہے اور اسلامیت اور پاکستانیت کو خیرباد کہا ہے اگر ہمارے دینی مدارس اور ان کا استقامت پر مبنی رویہ نہ ہوتا تو پاکستانی معاشرہ نہ معلوم آج کس ہیئت میں ہوتا! لہٰذا یہ بات بلا خوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اس وقت ہمارے معاشرے میں دین سے جذباتی وابستگی کی جو فضا ہے اور ہماری زندگیوں میں اسلام کے اثرت جتنے کچھ باقی ہیں وہ بڑی حد تک ان مدارس اور علماء کی جدوجہد کی وجہ سے ہیں۔

جس طرح ایک ذہین اور محنتی طالب علم سے استاذ کی توقعات بڑھ جاتی ہیں اور اس ضرب المثل کے بقول کہ 'اس کو چھٹی نہ ملی جس کو سبق یاد ہوا' علماء کرام سے بھی اہل درد کی توقعات فزوں تر ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ فرد اور معاشرے کی تعمیر میں علماء کا کردار پہلے سے بھی زیادہ مؤثر ہو جائے اور معاشرے کو اسلام پر قائم رکھنے اور مغربیت کے سیلاب میں بہہ جانے سے بچانے کے لیے ان کا کردار مستقبل میں پہلے سے بھی بہتر ہو جائے۔ اسی تناظر میں دینی مدارس کے نظام کو خوب سے خوب تر بنانے اور ان کے ذریعے مؤثر علماء تیار کرنے کے ضمن میں چند تجاویز پیش کی جا رہی ہیں۔ امید ہے کہ علماء کرام اور دینی مدارس کے منتظمین اور معلمین ہماری ان گزارشات پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے اور ان میں کوئی بات انہیں اچھی اور حسب حال لگے تو اسے قبول کریں گے اور جو بات پسند نہ آئے اس سے درگزر کریں گے کہ کہنے والے نے جو کچھ کہا ہے وہ دین کے درد اور ان کی محبت اور خیر خواہی میں کہا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## چند اصولی باتیں

ابتداء میں ہم ان چند اصولی باتوں کا ذکر کریں گے جن سے شائد ہی کسی کو اختلاف ہو لیکن عام طور پر ان کی طرف دھیان نہیں جاتا اور ان پر عمل نہیں ہو پاتا:

۱۔ علماء کرام کا اتحاد وقت کی ضرورت ہے، ان کے افتراق اور تشتت سے دین کی ہوا خیزی ہوتی ہے، اس لیے ہر ایسے اقدام سے گریز ضروری ہے جس سے علماء کی صفوں میں انتشار پیدا ہو۔

۲۔ علماء کرام کا اختلاف، جو علمی حدود میں ہو، ہرگز قابل مذمت نہیں لیکن حق کو اپنے مسلک میں منحصر سمجھنا اور اپنے علاوہ دوسروں کو گمراہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح علماء کرام کا منصب یہ ہے کہ امت کو دین پر جمع کریں اور عوام کے درمیان اخوت ومحبت کو فروغ دیں۔ لہٰذا امت کو مسلک پرستی کی تعلیم دینا اور ان میں انتشار پیدا کرنا صحیح رویہ نہیں ہے۔

۳۔ بلاشبہ آج کے دور میں مدارس چلانا اور مساجد کا آباد رکھنا معمولی کارنامہ نہیں لیکن علماء کرام کا کام اتنا ہی نہیں کہ مساجد اور مدارس کو آباد رکھیں بلکہ ان کا کام یہ بھی ہے کہ وہ عوام وخواص تک دین پہنچائیں اور ان کی دینی تربیت کریں تاکہ فرد اور معاشرے کی اصلاح ہو اور زندگی کے ہر شعبے میں لوگ دین کی تعلیمات پر عمل کرنے لگیں اور ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں دین نافذ ہو جائے۔

۴۔ غیر اسلامی افکار کو اس وقت تک ناکام نہیں بنایا جاسکتا جب تک مخالفین کی سوچ اور منصوبہ بندی کو نہ سمجھا جائے اس لیے ضروری ہے کہ مخالفین کی زبان سیکھی جائے اور ان کے علوم کا مطالعہ کیا جائے تاکہ ان کے زہر کا تریاق پیش کیا جاسکے۔ نیز جن ہتھیاروں، ٹیکنالوجی اور ٹیکنیکس کو وہ استعمال کرتے ہیں اس سے بہتر ہتھیار، ٹیکنالوجی اور ٹیکنیکس ہم استعمال کریں تاکہ ان کو شکست دی جاسکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ کوئی مفتی اور فقیہ کسی واقعے کے بارے میں فتویٰ اور رائے نہیں دے سکتا جب تک وہ ان حالات کو نہ سمجھے جن میں وہ واقعہ پیش آیا ہو۔ اس لیے مجتہد کی متفق علیہ شروط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ حالات حاضرہ کو سمجھتا ہو۔ لہٰذا علماء کرام کے لیے ضروری ہے کہ عصر حاضر کے حالات وواقعات پر ان کی گہری نظر ہو۔

۶۔ ہر تعلیمی نظام کے نصاب میں کچھ باتیں اصولی اور دائمی ہوتی ہیں اور کچھ وقتی اور تغیر پذیر۔ اسلامی نظام تعلیم میں یہ بات تو دائمی ہے کہ اس میں قرآن، حدیث، فقہ اور عربی زبان کی تعلیم دی جائے گی لیکن ان علوم کی تعلیم کیسے دی جائے گی اور کب اور کتنی دی جائے گی؟ یہ اجتہادی بات ہے جو وقت کے ساتھ بدل سکتی ہے۔ اسی طرح ان علوم کے ساتھ کون سے دوسرے معاون علوم پڑھائے جائیں گے، یہ بھی تغیر پذیر امر ہے۔

اسی طرح یہ بات بھی اہم ہے کہ اسلام میں دین و دنیا کی کوئی تفریق موجود نہیں لہٰذا جو دنیوی علوم مسلمان معاشرے کی بقاء اور ترقی کے لیے ضروری ہوں وہ بھی اسلامی ہیں اور ان کا سیکھنا بھی ضروری ہے۔ تاہم ایک تخصص کے طور پر صرف اسلامی علوم میں مہارت حاصل کرنا بھی ایک دینی فریضہ ہے اور یہ مسلم معاشرے کی ضرورت بھی ہے۔ اس بات کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان نظام تعلیم میں وحدت کے قائل ہیں چنانچہ ماضی میں ان کے مدارس سے جو لوگ فارغ ہوتے تھے وہ مدارس کے معلم، مساجد کے خطیب، قاضی (جج)، طبیب (ڈاکٹر)، تحصیلدار (کلکٹر)، محتسب، مہندس (انجینئر)، منتظم (یعنی حکومت چلانے والے بیوروکریٹ)، ماہر فلکیات وکیمیا و ریاضی (سائنسدان)، شاعر، ادیب اور فلسفی ہوتے تھے۔ گویا کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے مدارس زندگی کے سارے شعبوں کے ماہرین پیدا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا نصابِ تعلیم بھی ہمیشہ بدلتا رہا ہے اور ان کے طریق تدریس میں بھی تبدیلیاں آتی رہی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۷۔ تعلیم سے اصل مقصود تزکیہ و تربیت ہے لہٰذا تعلیم اس طرح دی جانی چاہیے کہ تربیت بھی ہو۔ اور تربیت کے لیے خصوصی مطالعہ اور ضروری تربیتی اقدامات بھی کیے جانے چاہئیں تاکہ سیرت و کردار کی تعمیر ہو اور تقویٰ کا حصول ممکن ہو جائے۔

۸۔ 'احسان' اور حصول کمال (Excellence) کی سپرٹ تعلیم میں بھی جاری ہونی چاہیے۔ مطلب یہ کہ دینی تعلیم اس احسن ترین اور انتہائی معیاری انداز میں دی جائے کہ علوم دینیہ میں فی الحقیقت رسوخ حاصل ہو جائے، محض ڈگری اور صورت علماء جیسی نہ ہو۔

ہم سمجھتے ہیں کہ دینی تعلیم کے حوالے سے مندرجہ بالا اصولوں سے شائد ہی کسی کو اختلاف ہو۔ اب اگر ہم ان اصولوں کی روشنی میں دینی مدارس کے نظام تعلیم خصوصاً ان کے نصاب کا جائزہ لیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اس میں بہتری کی کافی گنجائش موجود ہے۔ ہمارے نزدیک دینی نظامِ تعلیم اور نصاب کو مزید موثر اور عمدہ بنانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں:

## قرآن حکیم

قرآن حکیم کو نصاب میں مرکزی اہمیت حاصل ہونی چاہیے۔ کچھ تجوید و تحفیظ، مکمل ترجمہ، علومِ القرآن، مختلف الوان کی قدیم وجدید تفسیریں، فقہ القرآن، درس قرآن کی صلاحیت، دورۂ قرآن، یہ سب نصاب کا جزو ہونا چاہئیں۔ اسی طرح اپنی ذاتی زندگی میں قرآن کو حرز جان بنانے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کی تڑپ ہر طالب علم میں پیدا ہونی چاہیے۔

### حدیث

اساسی کتب (مثلاً بخاری و مسلم) کا تحقیقی اور بالاستیعاب مطالعہ، علوم الحدیث، تخریج و نقد حدیث، حجیت حدیث و فتنہ انکار سنت اور فقہ الحدیث شامل نصاب ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چاہئیں۔ نیز حدیث کی تدریس ہرگز فقہی مسلک کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہیے۔

### عربی زبان

طلبہ میں عربی بولنے، لکھنے اور ترجمتین کی صلاحیت بھی ضرور پیدا ہونی چاہیے۔ عربی زبان سکھانے کی جدید کتب کا استعمال، طریقۂ تدریس میں طریق مباشر کا اضافہ اور جدید اسالیب مثلاً مختبر اللغہ یا آڈیو وڈیو کا استعمال بھی ضروری ہے۔

### فقہ و اصول فقہ

اصول فقہ میں مذاہب اربعہ و ظاہریہ و شیعہ کے اصول اور مغربی اصول قانون کا مطالعہ اور مشق ہونی چاہیے۔ فقہ حنفی کی ایک منتخب کتاب کے بالاستیعاب مطالعہ کے ساتھ دیگر مسالک کی کتب اور جدید قوانین کا منتخب مطالعہ اور عصر حاضر میں اسلامی قانون کے نفاذ سے متعلق مسائل بھی شامل نصاب ہونے چاہئیں۔

### نئے اسلامی مضامین

درس نظامی میں جن نئے مضامین کے اضافے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے وہ یہ ہیں: (۱) سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۲) تزکیۂ نفس (۳) مطالعۂ امت (ماضی و حال کی تاریخ و جغرافیہ بشمول مطالعۂ پاکستان) (۴) اصول دعوت (اسلامی تعلیمات کو جدید تقاضوں اور عصری اسالیب میں پیش کرنا نیز تقریر و تحریر کی مشق) (۵) اسلام اور عصر حاضر (مسلم معاشرے کو درپیش سیاسی، معاشی، قانونی، سماجی، تہذیبی...... مسائل اور ان کا حل)۔ (۶) اصول تحقیق اور ان کی مشق۔

### اضافۂ جدید مضامین

اسلام کو جس علمی اور مسلمانوں کو جس عملی چیلنج کا سامنا ہے وہ مغربی فکر و تہذیب کی بالادستی کا چیلنج ہے لہٰذا مغربی تہذیب کی تفہیم اور اس کے تعارفی مطالعے کے لیے کم از کم تین نئے مضامین کا اضافہ ناگزیر ہے: ۱۔ مغربی فکر و تہذیب۔ ایک تعارفی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مطالعہ بشمول مغرب کے سماجی علوم (معیشت، معاشرت، سیاست، فلسفہ...... وغیرہ) اور مغرب کے سائنسی علوم (کیمیا، طبیعیات، حیاتیات...... وغیرہ) کا تعارفی مطالعہ ۲۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا استعمال ۳۔ انگریزی زبان (مغربی علوم کے براہ راست مطالعے کے لیے)۔

## طریقِ انتخاب کتب

کتاب اصل مقصود نہیں بلکہ اصل مقصود متعلقہ علم وفن ہے، کتاب اس علم وفن کی تفہیم کا محض ایک ذریعہ ہے۔ تعلیم کا اصول 'آسان سے مشکل کی طرف' ہے لہٰذا ابتدائی کتابیں آسان، عام فہم اور اردو میں ہونی چاہئیں البتہ آخری درجوں کی کتابیں عربی میں ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

## کیا تبدیلیٔ نصاب ممکن ہے؟

دینی مدارس کا نصاب ہمیشہ بدلتا رہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک میں صرف قرآن حکیم ہی نصاب تھا۔ بعد میں حدیث کا مضمون بھی اس میں شامل ہو گیا۔ دوسری صدی ہجری میں فقہ بھی تدریس کا جزو بن گئی۔ پھر اصول فقہ کا اضافہ مزید بعد میں ہوا۔ خود برصغیر میں دیکھئے کہ اس وقت ہمارے دینی مدارس میں جو درس نظامی رائج ہے وہ اس درس نظامی سے مختلف ہے جو ملا نظام الدینؒ (م ۱۷۴۸ھ) نے تجویز کیا تھا بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کے دینی مدارس میں جو نصاب رائج تھا اس میں اور آج (۲۰۰۴ء) کے پاکستانی دینی مدارس کے نصاب میں بھی فرق ہے۔ لہٰذا یہ بات واضح ہے کہ نصاب کو کوئی تقدس حاصل نہیں ہے اور علماء اور ان کے ادارے جب چاہیں نصاب کو بدل سکتے ہیں۔

تاہم یہ بات بالکل واضح ہے کہ دینی مدارس کے نصاب کو کسی مغربی ملک کے کہنے پر یا ان کے دباؤ میں آئی ہوئی حکومت پاکستان کے کہنے پر تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ یہ خالصتاً دینی مدارس کا ایک داخلی اور صوابدیدی معاملہ ہے یعنی علماء کرام جب خود

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کی ضرورت محسوس کریں گے تو خود اپنی مرضی سے نصاب میں جو تبدیلی لانا چاہیں گے، لائیں گے۔ کسی کے دباؤ یا مجبور کرنے پر نصاب میں تبدیلی گوارا نہیں کی جاسکتی۔

چنانچہ یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ تحریک اصلاح تعلیم نے جب جولائی ۲۰۰۰ء میں اہل سنت کے چار وفاقوں (۱۔ وفاق المدارس العربیہ ۲۔ تنظیم المدارس ۳۔ رابطۃ المدارس ۴۔ وفاق المدارس السّلفیہ کے) ثقہ اور جید علماء کے سامنے دینی مدارس کے نصاب میں تبدیلی کی تجاویز رکھیں تو انہوں نے کھلے دل سے ان پر گفتگو اور بحث میں حصہ لیا اور یہ کام مہینوں ہوتا رہا تا آنکہ ۶ فروری ۲۰۰۱ء کو چاروں وفاقوں کے ذمہ دار اور جید علماء نے نصابی اصلاحات کے ایک پیکیج پر رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے اس پر دستخط ثبت فرمائے۔ ان میں جامعہ اشرفیہ لاہور (اور وفاق المدارس العربیہ) کے مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب، جامعہ نعیمیہ لاہور (اور تنظیم المدارس) کے مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب، جامعہ سلفیہ فیصل آباد (اور وفاق المدارس السّلفیہ) کے مولانا محمد یونس بٹ صاحب اور مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور (اور رابطۃ المدارس) کے مولانا عبدالمالک صاحب اور کئی دیگر علماء کرام شامل تھے۔ اس پیکیج میں اکثر و بیشتر وہی تجاویز تھیں جو اس پمفلٹ میں مذکور ہیں۔

## دینی مدارس کا نظام تعلیم۔ بعض دیگر امور

### مقاصد تعلیم

یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ مدارس کے پیش نظر صرف مساجد و مدارس کی آبادکاری ہونی چاہیے کہ مسجدوں کو امام اور خطیب میسر آتے رہیں اور مدارس میں اساتذہ کی کمی نہ ہو بلکہ مدارس کے پیش نظر یہ بھی ہونا چاہیے کہ معاشرے کی ساری دینی ضروریات پوری ہوں۔ عوام و خواص تک دین پہنچانا اور ان کی دینی تربیت کرنا بھی علماء کرام کی ذمہ داری ہے۔ جدید تعلیم کے سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں پر اثر انداز ہونا اور ان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لیے اسلامی علوم کے اساتذہ مہیا کرنا بھی مدارس کے پیش نظر ہونا چاہیے۔ اسی طرح وکیل، جج، قانون ساز اور قانون نافذ کرنے والے (یعنی سیاستدان اور بیوروکریٹ) بھی ایسے افراد ہونے چاہئیں جو دینی تعلیمات کو سمجھتے ہوں اور ان پر عمل کرتے ہوں تاکہ نہ صرف لوگوں کی انفرادی زندگیوں میں دین آئے بلکہ ان کی اجتماعی زندگی بھی دین کے مطابق ڈھل جائے۔ لہٰذا دینی مدارس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ان مقاصد تعلیم کو سامنے رکھتے ہوئے مستقبل کی منصوبہ بندی کریں۔

## روزگار کا مسئلہ

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے علماء کرام نے رزق کفاف پر قناعت کر کے اور تنگی ترشی سے گزارا کر کے مدارس و مساجد کو آباد کر رکھا ہے اور آج بھی رکھے ہوئے ہیں۔ یہ بہت بڑی بات ہے۔ معاشرہ اس کے لیے ان کا احسان مند ہے اور اس پر وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اجر کے مستحق ہوں گے۔ تاہم مادی ضروریات بھی چونکہ انسان کی زندگی کا ایک حصہ ہیں اور ان کی خبرگیری بھی عین اسلامی کام ہے لہٰذا مدارس کے منتظمین پہلے بھی علماء کے معاشی مسئلے کا مداوا کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں اور طلبہ کو طب، گھڑی سازی، نجاری...... وغیرہ کے ہنر سکھائے جاتے تھے تاکہ وہ باعزت طریقے سے روزی کما سکیں۔ آج بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ اس پہلو پر بھی غور کیا جائے اور اس کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ ہماری تجویز یہ ہے کہ اگر دینی مدارس کے منتظمین اپنے مقاصد تعلیم میں وسعت پیدا کر لیں اور ایسے علماء تیار کریں جو زندگی کے سارے شعبوں میں کام کر سکیں تو یہ ان کا معاشرے پر احسان بھی ہوگا اور علماء کا معاشی مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ اور ویسے بھی چونکہ یہ کفار کا معاشرہ نہیں، مسلمانوں کا معاشرہ ہے لہٰذا پاکستان میں نفاذ اسلام ضروری ہے اور علماء کا یہ قدم نفاذ اسلام میں یقیناً بہت ممد ثابت ہوگا۔

## تحقیق اور درجہ بندی

جیسا کہ عام مشاہدہ ہے کہ جدید تعلیم پرائمری، مڈل، میٹرک، ایف اے، بی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے، ایم۔اے، پی ایچ ڈی وغیرہ پر مشتمل ہوتی ہے۔اسی طرح دینی مدارس کو بھی درجہ بندی کا یہ نظام مستحکم بنانا چاہیے۔کچھ مدارس مڈل یا میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیتے ہیں لیکن بہت سے ایسے ہیں جہاں یہ انتظام بھی موجود نہیں اور ابتدائی تعلیم بھی منضبط نہیں۔یہ بھی سوچنے کی ضرورت ہے کہ محض امامت یا بچوں کو قرآن پڑھانے کے لیے درس نظامی پاس ہونا ضروری نہیں لہٰذا اس کے لیے مختصر کورس اور الگ نصاب ہونا چاہیے۔

اور سب سے بڑی بات یہ کہ دینی مدارس کے نظام تعلیم میں تحقیق کا نظام موجود ہی نہیں جب کہ جدید تعلیم میں ایم اے کے بعد تحقیق کی دو ڈگریاں (ایم فل اور پی ایچ ڈی) عام مروج ہیں۔لہٰذا دینی مدارس کو بھی چاہیے کہ وہ عالیہ کے بعد تخصص و تحقیق کا سلسلہ جاری رکھیں اور ان ڈگریوں کا نام، نصاب، نظام الاوقات، وغیرہ مرتب کریں اور اپنی دوسری ڈگریوں کی طرح انہیں بھی حکومت سے منظور کروانے کی جدوجہد کریں۔

## نظام داخلہ وامتحانات

وفاق بننے کے بعد اگرچہ داخلہ وامتحان کے نظام میں کچھ بہتری اور انضباط آیا ہے لیکن ابھی اس سلسلے میں بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔اول تو داخلے کے بارے میں ایک پالیسی طے کر کے اس پر سختی سے عمل ہونا چاہیے مثلاً اگر یہ طے پا جائے کہ میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جائے تو جو طلبہ میٹرک نہ ہوں، مدارس پہلے انہیں میٹرک کرائیں اور پھر اگلے درجات میں بیٹھنے کی اجازت دیں۔اسی طرح سال کے آخر میں ڈھائی تین گھنٹے کا صرف ایک امتحان طلبہ کے ساتھ زیادتی اور محض ان کے حافظے کا امتحان ہے نہ کہ ان کی ساری مہارتوں اور علم کا امتحان۔ لہٰذا سمسٹر سسٹم یا کم از کم اس کی چیدہ چیدہ باتوں کو قبول کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیے بلکہ ہماری طالب علمانہ رائے میں تو وہ اسلام کے نظام تعلیم وتربیت کے زیادہ قریب ہے[سمسٹر سسٹم میں سال میں دو یا تین امتحان نہائی ہوتے ہیں اور دیگر تعلیمی سرگرمیوں کے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نمبر ہوتے ہیں...... وغیرہ]۔

## اتحاد کی طرف پیش قدمی

اگر دقت نظر سے دیکھا جائے تو اہل سنت کے چاروں وفاقوں کا نصاب اس وقت بھی تقریباً ایک ہے، محض کچھ کتابوں میں فرق ہے نصاب میں نہیں۔ لہٰذا ان وفاقوں میں داخلہ، نصاب اور امتحان کی یکساں پالیسی آسانی سے نافذ کی جا سکتی ہے۔ اس طرح طلبہ کے ایک مدرسہ سے دوسرے میں تبادلے کی راہ بھی ہموار ہو جائے گی۔ اس طرف پیش رفت علماء وامت کے اتحاد کا عظیم مظہر ہوگی۔ اس سے فرقہ واریت اور مسلک پرستی میں کمی آئے گی اور معاشرے کے دینی ماحول پر اس کے انتہائی مثبت اثرات پڑیں گے۔

## حرف آخر

تحریکِ اصلاحِ تعلیم علماء کرام اور اہل دین کی ایک خادم تحریک ہے۔ ہم نے پہلے ایک عرصے تک اصلاح نصاب کی کوشش کی اور اس سلسلے کا سارا کام علماء کرام کے مشورے اور تعاون سے کیا۔ پھر ہم نے لاہور میں دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کا سلسلہ شروع کیا، جو آج بھی جاری ہے، تو یہ بھی چاروں وفاقوں کے ذمہ دار اور ثقہ علماء کے مشورے اور تعاون سے کیا اور آئندہ بھی انشاء اللہ ہم سب کام ان کے مشورے اور تعاون سے کریں گے۔ ہمارا تجربہ یہ ہے کہ علماء کرام کی قیادت بیدار مغز ہے، اسے عصری تقاضوں کا بخوبی احساس ہے اور وہ دین کو درپیش تحدیات سے نمٹنے کا عزم رکھتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی کو قبول فرمائے اور ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں دین کو جاری وساری فرمائے تاکہ ہم دنیا و آخرت میں کامیاب ہو سکیں۔

سطور بالا میں جو معروضات پیش کی گئی ہیں ہم ان پر علمائے کرام اور دینی مدارس کے منتظمین و معلمین کے تبصروں، تنقید، تجاویز اور استفسارات کا خیر مقدم کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



رپورٹ

# دینی مدارس اور اصلاح نصاب

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ

ڈاکٹر محمد امین

مجلس فکر ونظر

[تحریک اصلاح تعلیم کا ایک ذیلی ادارہ]

۲۸۲ نیلم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور ۵۴۷۰۰، پاکستان

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پیش لفظ

'مجلس فکر ونظر' ہمارے اس احساس کا نتیجہ تھی کہ ایک علمی مجلس ایسی ہونی چاہیے جس میں علوم اسلامیہ کے اساتذہ و محققین اور دیگر اہل علم مل بیٹھیں اور عصری حوالے سے جو مسائل ملک وملت کو درپیش ہیں ان پر اسلامی تناظر میں غور وفکر کریں۔ جامعہ پنجاب میں جب ہمارے چند رفقاء کار نے اس فکر پر صاد کیا تو مجلس وجود میں آگئی۔ تاہم شروع سے ہی ہماری یہ کوشش تھی کہ جامعہ سے باہر کے علماء ودانشوروں کو بھی اس میں شامل کریں' چنانچہ مارچ ۲۰۰۰ء میں جب مجلس نے یہ فیصلہ کیا کہ مجلس کا اگلا موضوع ''دینی مدارس کا نظام تعلیم: خوبیاں' خامیاں اور اصلاحی تجاویز'' ہوگا تو ساتھ ہی یہ بھی طے کیا کہ اس کا انعقاد کسی دینی جامعہ میں کیا جائے اور اس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کو بلایا جائے۔ جامعہ اشرفیہ کے منتظمین سے جب اس سلسلے میں رابطہ کیا گیا تو مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب نے نہ صرف ہمیں خوش آمدید کہا بلکہ پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے بھی پورا تعاون کیا اور اجتماع کے آخر میں وقت کی کمی کی وجہ سے تشنگی کے احساس کا بھی ذکر کیا' چنانچہ ابھی اس موضوع پر غور وفکر جاری رکھنے کی بات ہو ہی رہی تھی کہ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب نے فوراً پیشکش کر دی کہ اگلا اجتماع ان کے ہاں رکھا جائے چنانچہ ان کی اس پیشکش کو قبول کر لیا گیا۔

مجلس کا طریقہ کار عموماً یہ ہے کہ اس کا اجلاس ہر تین ماہ بعد ہوتا ہے جس میں ایک صاحب علم پیشگی طے کردہ موضوع پر تحریری مقالہ پڑھتے ہیں اور مجلس کے دیگر شرکاء اس مقالے اور موضوع کے دیگر پہلوؤں پر بحث کرتے ہیں۔ بعد میں اس مقالے اور گفتگو کو مدون کر کے کسی علمی جریدے میں شائع کروا دیا جاتا ہے۔ لیکن جامعہ نعیمیہ میں اسی موضوع پر دوسرے اجلاس کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا تو نیا مقالہ لکھوانے کی بجائے یہ بہتر محسوس ہوا کہ دینی مدارس کے نظام تعلیم خصوصاً اصلاح نصاب کے حوالے سے متعین تجاویز مرتب کر کے ان پر غور کیا جائے تاکہ موضوع کے سارے پہلوؤں کا احاطہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کیا جا سکے اور کسی فیصلے پر پہنچنے میں بھی آسانی رہے۔ چنانچہ راقم نے ضروری تجاویز پر مبنی ایک ورکنگ پیپر تیار کر کے مجلس کے انعقاد سے پہلے شرکاء کو بھجوا دیا۔ جامعہ نعیمیہ والے اجلاس میں اس ورکنگ پیپر پر گفتگو مکمل نہ ہو سکی تو وفاق المدارس السلفیہ کی دعوت پر اگلا اجلاس ان کے ہاں رکھ لیا گیا اور اس موضوع پر غور مکمل کیا گیا۔ اس موقع پر یہ محسوس کیا گیا کہ دینی مدارس کے نظام تعلیم خصوصاً اصلاح نصاب کے حوالے سے اگرچہ بہت اچھی گفتگو اور علمی بحث و مناقشہ ہوا ہے لیکن ان مجالس کا حاصل اور نتیجہ کیا رہا، یہ غیر واضح ہے۔ چنانچہ مجلس کا اگلا اجلاس وفاق رابطۃ المدارس میں رکھا گیا جس میں سابقہ اجلاسوں میں شرکت کرنے والے چاروں وفاقوں کے مستند علماء کرام اور عہدیداروں نے متفقہ تجاویز کے مسودے پر غور کر کے بالآخر دینی مدارس میں اصلاح نصاب کے حوالے سے نہ صرف متفقہ سفارشات پر مبنی ایک دستاویز تیار کر لی اور اس پر اپنے دستخط ثبت فرما دیئے بلکہ نصابی کتب کی تفصیلات طے کرنے اور ان سفارشات پر عمل درآمد کے لیے دو کمیٹیاں بھی بنا دیں۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ وَبِجَلالِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَات۔

راقم نے حسب عادت اور اپنے فرض منصبی کو نبھانے کے لیے ان مجالس کی روداد یں قلم بند کر لی تھیں۔ ان مجالس کے اختتام پر مولانا حافظ فضل الرحیم صاحب نے یہ مشورہ دیا کہ اگر ان کو مرتب کر کے شائع کر دیا جائے تو یہ اس پیغام کے ابلاغ کی ایک اچھی صورت ہوگی جو علماء کی ان متفقہ سفارشات میں موجود ہے۔ چنانچہ ان مجالس میں ہونے والے علمی مناقشے اور متفقہ سفارشات کو شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجلس کی اس سعی کو قبول فرمائے اور دینی مدارس و جامعات کے ناظمین و مہتممین اور ان کے وفاقوں کو اس پر غور و فکر کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے' آمین اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آمین۔

(ڈاکٹر) محمد امین
سیکرٹری مجلس فکر و نظر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# علماء کرام کی خدمت میں ایک گزارش

آئین نو سے ڈرنا، طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

خواہ کوئی بھی تعلیمی نظام ہو اس کا نصاب ہمیشہ وقت گزرنے کے ساتھ بدلتا رہتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں صرف قرآن حکیم ہی نصاب تعلیم تھا یا لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا تھا۔ دور صحابہ و تابعین میں حدیث اور سیرت بھی پڑھائی جانے لگیں اور عجمی لوگوں کے قبول اسلام سے عربی زبان و ادب کی تدریس بھی شروع ہو گئی بعد میں بہت سے اسلامی علوم مثلاً فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، تفسیر، اصول تفسیر، علم کلام، تصوف وغیرہ شامل درس ہو گئے۔ مسلمان معاشرے کو جن جدید اور دنیاوی علوم کی ضرورت ہوتی وہ بھی اسلامی مدارس میں پڑھائے جاتے تھے چنانچہ سائنسی علوم میں سے طب (میڈیکل)، ہندسہ (انجینئرنگ)، فلکیات (اسٹرانومی)، طبیعیات (فزکس) کیمیا (کیمسٹری) اور ریاضی وغیرہ اسلامی مدارس میں جزو نصاب تھے۔ اسی طرح سماجی علوم میں سے منطق، فلسفہ، علم النفس، علم الاخلاق، علم المناظرہ، علم العمران وغیرہ اسلامی مدارس میں پڑھائے جاتے تھے۔ مسلمان جس معاشرے میں رہتے تھے یا جہاں تبلیغ کے لیے جاتے تھے وہاں کی زبان بھی ضرور سیکھتے تھے اس لیے فارسی، ترکی، ملائی، پشتو، چینی غرض بے شمار زبانیں علماء سلف نے سیکھیں اور اپنے مدارس میں تلامذہ کو سکھائیں۔ اس طرح دینی مدارس کا نصاب ہمیشہ وقت کے تقاضوں کے مطابق بدلتا رہا۔

یہ بھی محض بعض لوگوں کی ناواقفیت ہے کہ موجودہ درس نظامی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ملا نظام الدین سہالویؒ نے جو درس نظامی ترتیب دیا تھا اس میں حدیث کے لیے صرف مشکوۃ تجویز کی گئی تھی۔ آج کل صحاح ستہ کے دورہ کے علاوہ پاکستان کے اکثر دینی مدارس میں مشکوۃ اور بہت سوں میں موطا امام مالک، ریاض الصالحین اور طحاوی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ اسی طرح ملا نظام الدینؒ نے عربی ادب کے لیے کوئی کتاب تجویز نہ کی تھی ۔ آج ہماری جامعات میں مقامات حریری' دیوان متنبی اور حماسہ وغیرہ پڑھایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ۱۹۴۷ء سے پہلے ہمارے مدارس میں ترجمۂ قرآن شامل نہیں تھا جو آج ہمارے اکثر مدارس میں شامل درس ہو گیا ہے۔ اسی طرح کئی مدارس نے شام کے اوقات میں اضافی طور پر جدید علوم کی تعلیم کا بھی انتظام کر رکھا ہے اور بڑے شہروں کے مدارس میں کمپیوٹر بھی آنا شروع ہو گیا ہے ۔ اس لیے یہ محض پروپیگنڈہ ہے کہ دینی مدارس کا نظام اور نصاب تعلیم جامد ہے اور وہ کوئی تبدیلی قبول نہیں کرتا۔

مجلس فکر ونظر' جو لاہور کی ایک معمولی اور غیر معروف علمی انجمن ہے' اس نے جب دینی مدارس کے نصاب کے حوالے سے علماء کرام سے رابطہ کیا تو اسے اس خوشگوار حیرت کا سامنا کرنا پڑا کہ اکثر سنجیدہ اور بڑے علماء کو وقت کے تقاضوں کا بخوبی احساس ہے۔ چنانچہ معمولی کوششوں سے چاروں دینی وفاقوں کے جید علماء اور عہدیداروں نے مل بیٹھ کر اصلاح نصاب کی ایک اسکیم تیار کر لی اور اب اس پر عمل درآمد کے لیے سوچ بچار اور عملی اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

ہم ان علماء کرام سے' جن تک یہ تحریر پہنچے' درخواست کرتے ہیں کہ وہ اصلاح نصاب کی ان تجاویز پر ہمدردانہ غور فرمائیں اور اپنے مدارس میں ان کے نفاذ اور عمل درآمد کی کوشش کریں تاکہ دین متین کی خدمت زیادہ بہتر انداز میں کی جا سکے۔

کیم نومبر ۲۰۰۱ء

(ڈاکٹر) محمد امین
سیکرٹری مجلس فکر ونظر

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مجلس فکر و نظر

## عصری تناظر میں اسلامی موضوعات پر غور و فکر کی ایک علمی مجلس

## ایک تعارف

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً (البقرہ۲:۲۰۸) اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اسلام قرآن و سنت سے عبارت ہے لہذا اسلام میں پورے پورے داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان زندگی کے سارے شعبوں میں قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور زندگی کا کوئی شعبہ بھی ایسا نہ ہو جہاں وہ اسلامی تعلیمات سے بے نیاز ہو کر زندگی گزاریں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ صرف قرآن وسنت ہی ہمارے دین کا ماخذ ہیں اور وہ ہر معاملے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں اور یہ کہ اسلام چونکہ اللہ کا آخری دین ہے اور قرآن وسنت کی نصوص میں بھی کوئی تبدیلی ممکن نہیں لہذا اس صورت حال میں رب العزت نے اس دین کے قیامت تک قابل عمل رہنے کا یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہمارے لیے بعض معاملات میں اصولی احکام دینے پر اکتفا کیا تا کہ زمان ومکان کی تبدیلی اور حالات میں تغیر کی مناسبت سے امت کے اہل علم ان معاملات میں تفصیلی احکام، قرآن وسنت کے ان اصولی احکام کی روشنی میں خود تلاش کر لیں۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو جدید مسائل میں حکم شرعی کی دریافت اور اس کے لیے نصوص قرآن وسنت پر غور امت کا ایک اجتماعی فریضہ ہے جس سے غفلت اللہ کے ہاں قابل مواخذہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس سے دین کے شمول وکمال پر حرف آتا ہے اور اس غفلت کے نتیجے میں غیر مسلموں اور بزعم خویش ترقی پسندوں کو یہ کہنے کا موقع مل سکتا ہے کہ اسلامی احکام کا دور اب بیت گیا ہے اور یہ کہ جدید مسائل کا حل اسلام میں موجود نہیں ہے۔

اس احساس کے پیش نظر جامعہ پنجاب کے علوم اسلامیہ کے بعض اساتذہ اور محققین نے عصری تناظر میں اسلامی موضوعات پر غور وفکر کے لیے مجلس فکر ونظر کے نام سے ایک مجلس کی تشکیل کا فیصلہ کیا ہے جس کے بارے میں کچھ تفصیل درج ذیل ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## اغراض ومقاصد

مجلس فکر ونظر خالصتاً ایک غیر سیاسی، غیر سرکاری اور غیر فرقہ وارانہ تنظیم ہے جس کا مقصد اسلامی علوم کے طلبہ اور اساتذہ کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کرنا ہے جہاں وہ جدید مسائل پر اسلامی تناظر میں آزادانہ غور وفکر کر سکیں۔

مجلس فکر ونظر تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق اسلامی معاملات پر عصری تناظر میں غور کرے گی اور مطالعہ وتحقیق کے بعد اپنی رائے پیش کرے گی۔

## تنظیم

### ا۔ مجلس تاسیسی

مجلس فکر ونظر کی سرگرمیوں کو منظم کرنے کے لیے ان احباب پر مشتمل جنہوں نے اس کی تشکیل میں حصہ لیا ہے، ایک مجلس تاسیسی تشکیل دی گئی ہے جو چھ افراد پر مشتمل ہے (۱) ڈاکٹر پروفیسر جمیلہ شوکت، ڈین فیکلٹی علوم اسلامیہ وشرقیہ (۲) ڈاکٹر محمود الحسن عارف، قائمقام صدر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (۳) ڈاکٹر محمد امین، سینئر ایڈیٹر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ (۴) ڈاکٹر حمید اللہ، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ (۵) ڈاکٹر محمد سعد صدیقی، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ (۶) محمد اعجاز، لیکچرر شیخ زاید اسلامک سنٹر۔

### ۲۔ مجلس علمی

لاہور کی یونیورسٹیوں، کالجوں، دینی جامعات، دینی جرائد وغیرہ سے متعلق اسلامی علوم کے ماہرین/ اساتذہ/محققین اس مجلس کے ارکان ہوں گے، جن کا انتخاب مجلس تاسیسی کرے گی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



### ۳۔ سیکرٹری

مجلس فکر ونظر کا ایک سیکرٹری ہوگا، جو انتظامی امور کی بجا آوری کا فریضہ انجام دے گا (مجلس تاسیسی نے ڈاکٹر محمد امین کو مجلس کا سیکرٹری مقرر کیا ہے)۔

### ۴۔ صدارت

ہر اجلاس میں موضوع کی مناسبت سے کسی موزوں شخصیت سے صدارت کی درخواست کی جائے گی۔

### پروگرام

(۱) مجلس علمی کا اجلاس ہر تین ماہ بعد انگریزی مہینے کے تیسرے ہفتے میں دفتری اوقات کار کے بعد ہوا کرے گا جس میں کسی ایک منتخب موضوع پر تحقیقی مقالہ پڑھا جائے گا اور ارکان اس پر بحث میں حصہ لیں گے۔

(۲) بعد میں اس مقالے اور بحث کو مدون کر کے شائع کیا جائے گا (ان شاء اللہ)

(۳) مجلس کے کام میں دلچسپی رکھنے والے حضرات مجلس علمی کے اجلاس میں، سیکرٹری مجلس کی پیشگی اجازت سے، بطور سامع شریک ہوسکیں گے، تاہم انہیں مجلس کی کارروائی میں حصہ لینے کی اجازت نہ ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دینی مدارس کے نصابات کی اصلاح کے لیے
# مجلس فکر و نظر کی جدوجہد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# روداد اجلاس مجلس فکر ونظر منعقدہ جامعہ اشرفیہ' لاہور

## مورخہ ۱۲ جولائی ۲۰۰۰ء

موضوع : دینی مدارس کا نظام تعلیم: خوبیاں' خامیاں اور اصلاحی تجاویز

مقالہ نگار : پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی' سربراہ مسند سیرت' شعبہ علوم اسلامیہ' جامعہ پنجاب' لاہور (حال ڈائریکٹر جنرل دعوہ اکیڈمی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد)

صدر مذاکرہ : مولانا عبدالرحمٰن اشرفی' نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ' لاہور

مہمان خصوصی: جسٹس (ریٹائرڈ) خلیل الرحمٰن (سابق جج سپریم کورٹ آف پاکستان وحال ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی' اسلام آباد)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# درس نظامی: خوبیاں' خامیاں اور اصلاحی تجاویز

پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی' جامعہ پنجاب

درس نظامی ایک نصاب تعلیم ہے جسے اٹھارہویں صدی میں مرتب کیا گیا تھا' اسکے مرتب ملا نظام الدین سہالویؒ (۱۶۷۰۔۱۷۴۸ء) تھے۔ اس وقت تک مسلم ہندوستان میں طلبہ کو مختلف علوم وفنون پڑھائے جاتے تھے اور اس کے نصاب میں وسط ایشیا' ایران اور عالم عرب کے مصنفین کے علاوہ بعض مقامی کتابیں بھی پڑھائی جاتی تھیں۔ ملا نظام الدین سہالویؒ نے اسے ایک مرتب نصاب کی صورت دی اور اس میں مقامی مصنفین کی تالیفات کو خاص طور پر شامل کیا۔ موجودہ درس نظامی اس نصاب کی ارتقائی صورت ہے۔ ابتدائی نصاب میں گیارہ علوم وفنون کی مندرجہ ذیل کتابیں شامل تھیں:

| | |
|---|---|
| ۱۔علم الصرف: | میزان' منشعب' پنج گنج' علم الصیغہ' فصول اکبری اور شافیہ |
| ۲۔علم النحو: | نحو میر' نظم مائۃ عامل' ھدایۃ النحو' کافیہ' شرح جامی |
| ۳۔منطق: | صغری' کبری' مختصر ایساغوجی' تہذیب المنطق' شرح تہذیب' قطبی' میر قطبی' سلم العلوم |
| ۴۔حکمت وفلسفہ: | میبذی' شرح ہدایۃ الحکمہ (ملا صدرا) شمس بازغہ |
| ۵۔بلاغت: | مختصر المعانی' مطول |
| ۶۔اصول فقہ: | نور الانوار' التوضیح فی حل غوامض التنقیح' التلویح' مسلم الثبوت |
| ۷۔کلام: | شرح العقائد النسفیہ (تفتازانی) شرح العقائد العضدیہ (دوانی) |
| ۹۔ریاضی: | خلاصہ الحساب والھندسہ (العاملی)' اصول الھندسہ' تشریح الافلاک' رسالہ قوشجیہ' شرح چغمینی |
| ۱۰۔تفسیر: | جلالین' بیضاوی (انوار التنزیل) |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۱۔حدیث : مشکاۃ المصابیح

اس نصاب پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت کے تمام متداول علوم اس میں شامل کیے گئے تھے' وقت گزرنے کے ساتھ اس میں اضافے بھی ہوتے گئے اور اس کو مفید تر بنانے کی کوششیں بھی ہوتی رہیں۔تقریباً اڑھائی صدیاں اس نصاب تعلیم نے مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کی۔

خوبیاں:

۱۔ اس نظام تعلیم نے ان صدیوں میں جلیل القدر لوگ پیدا کیے ہیں۔امام' خطیب' مدرس' مصنف' مفتی' محقق اور اہل اللہ سب اسی نصاب تعلیم کے پروردہ تھے۔ برصغیر کی ملت اسلامیہ کا تشخص اسی نصاب تعلیم کے فیض یافتہ لوگوں کے ذریعہ قائم رہا۔

۲۔ اس نصاب تعلیم نے زمانے کی گردش کا مقابلہ کیا اور اپنی افادیت کو ثابت کیا۔

۳۔ چونکہ اس کا مقصد طالب علم کو بنیادی علوم میں مستحکم کرنا تھا تاکہ وسیع مطالعہ کے لیے اسے کوئی دقت پیش نہ آئے' اس لیے یہ مقصد اس نے بطریق احسن پورا کیا اور طالب علم استاد کے بغیر ذاتی مطالعہ سے مسائل حل کرنے کی صلاحیت سے بہرہ مند ہوا۔

۴۔ ان فنون نے' جو فکری بلوغ اور علمی استحکام کا ذریعہ تھے' طالب علم کو پختگی عطا کی۔ دقیق متون کے مطالعہ سے اس کے اندر تنقیدی شعور اور تحقیقی رجحان پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔

۵۔ سب سے بڑی بات یہ کہ طالب علم کو مسلمانوں کی علمی روایت سے مربوط کیا اور یوں اس تہذیبی تسلسل کو قائم رکھنے کا واحد ذریعہ دینی مدارس تھے۔باقی ادارے تو شکست و ریخت کا شکار ہوتے رہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## خامیاں

وقت گزرنے کے ساتھ اس نصاب تعلیم کی بعض خامیاں بھی ظاہر ہوئیں اور اہل علم نے ہمیشہ ان پر نظر رکھی، مثلاً:

۱۔ دقیق متون کی وجہ سے درس و تدریس محض قیل و قال اور سوال و جواب کی پہیلیوں میں الجھ گیا، بالخصوص نحو اور منطق میں اور نتیجتاً تنقیدی شعور نہ پیدا ہو سکا۔

۲۔ معقولات کا حصہ آہستہ آہستہ بڑھتا گیا اور حواشی و شروح کا اضافہ ہوتا گیا، اس طرح فن کی روح ان شروح کے بوجھ تلے دب گئی۔

۳۔ ابتدائی نصاب میں عربی ادب کی کتابیں شامل نہ تھیں، اس کمی کو پورا کیا گیا لیکن قدیم عربی کی چند کتابوں سے ادبی ذوق کی آبیاری نہیں ہو سکتی تھی۔ زندہ زبان کے ادبی ورثہ کو نظر انداز کیا گیا، اسکی وجہ سے عام فاضل درس نظامی عربی زبان کی تحریر و تقریر سے محروم رہا۔

۴۔ اسی طرح حدیث کی کمی دورہ حدیث سے پورا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن اس سے حدیث کی معرفت کی راہیں نہ کھل سکیں۔ دور زوال میں زیادہ زور فقہی و کلامی اختلاف پر تھا لہذا احادیث بھی اسی نقطۂ نظر سے پڑھائی گئیں، معاشی، سیاسی اور اخلاقی معاملات سے متعلق نصوص پر کم توجہ دی گئی۔

۵۔ طریق تدریس میں کوئی تبدیلی نہ لائی گئی اور یوں استاد اور شاگرد دونوں کتاب کے متن اور اس کی شرح میں الجھے رہے۔ اس فن کے مالہ اور ماعلیہ سے پوری طرح آگاہی نہ ہو سکی۔

۶۔ تدریس کی زبان مشکل اور پیچیدہ رہی اور اس کو علمی کمال سمجھا گیا حالانکہ سہل اور کامل ابلاغ کا طریقہ مفید بھی ہوتا ہے اور نفع بخش بھی۔

## اصلاحی تجاویز

جیسا کہ ابتداء میں کہا گیا ہے کہ ان خامیوں کے باوجود اس نصاب تعلیم نے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کراماتی تاثیر دکھائی ہے اور صدیوں سے مسلمانوں کی علمی ضرورتوں کو پورا کیا ہے۔ تاہم اصلاح احوال کی گنجائش موجود رہی ہے اور موجودہ حالات کا تقاضا ہے کہ اصلاح کی صورت اختیار کی جائے لیکن اصلاح کی کوشش داخلی اور رضا کارانہ ہونی چاہیے۔ بلاشبہ خارجی دباؤ ایک حقیقت ہے اور یقیناً اس دباؤ کا ایک پہلو دشمنی اور بدنیتی پر مبنی ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اس نظام کے خیر خواہ اور قدردان بھی تبدیلی کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں۔ یہ آج کی بات نہیں برطانوی راج کے زمانے میں صاحب بصیرت اہل علم نے اس کا ادراک کیا۔ ندوہ اس احساس کی ایک مثال ہے فرق صرف اتنا ہے کہ آج بدنیتوں اور دشمنوں کا دباؤ بڑھ گیا ہے اور وہ کسی نہ کسی بہانے سے اس نظام تعلیم، نصاب تعلیم اور مدارس دینیہ کو مکمل طور پر ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ان حالات میں محض مزاحمت اچھی حکمت عملی نہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ تجاویز حتمی اور آخری نہیں ان کی حیثیت محض تجاویز کی ہے جنہیں نقد و جرح کے مرحلے سے گزرنا چاہیے اور اصحاب علم اور منتظمین کے اتفاق سے کوئی صورت سامنے آنی چاہیے:

۱۔ نصاب کی مکمل تبدیلی کی ضرورت ہے 'نئے انتخاب میں اس نصاب کی بعض کتابیں بھی رکھی جاسکتی ہیں لیکن مجموعی طور پر اسے اس طرح تبدیل کرنا چاہیے کہ بالکل نیا نصاب لگے' مثلاً صرف ونحو پر جدید کتابیں شامل کی جائیں۔ کلاسیکل متون میں سے ایک آدھ کو آخری درجے میں رکھا جا سکتا ہے۔ عربی بولنے اور لکھنے کی مشق لازماً ہونی چاہیے بلکہ زبان وادب کے حصے میں عربی زبان ہی وسیلۂ اظہار ہونی چاہیے۔

۲۔ عربی ادب میں کلاسیکل لٹریچر کے ساتھ جدید عربی ادب کی کتابیں اور رجحانات کا مطالعہ ضروری ہے۔

۳۔ اصول فقہ پر جدید کتابیں' جیسے المدخل الی الفقہ ہے' شامل نصاب ہونی چاہئیں۔ حنفی اصول فقہ کی ایک کتاب رکھی جاسکتی ہے مثلاً مسلّم الثبوت اور اس کے ساتھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



غزالی کی المستصفی تقابلی مطالعہ کے لیے ایک مفید تجربہ ہوگا۔

۴۔ فقہ کے سلسلے میں ابتدائی تعارفی کتاب قدوری ہوسکتی ہے اور اس کے بعد ہدایہ حنفی فقہ کی معرفت کے لیے کافی ہے لیکن فقہ مقارن بیحد ضروری ہے اور اس کے لیے بدایۃ المجتہد کو نصابی کتاب کے طور پر شامل کیا جانا چاہیے۔

۵۔ تفسیر کے لیے ایک عمومی لیکچرز کا سلسلہ ہو جس میں علوم القرآن اور تفسیر کے ارتقاء پر معلومات مہیا کی جائیں۔ بیضاوی کی انوار التنزیل بطور نصابی کتاب کے پڑھائی جائے۔

۶۔ حدیث کے لیے عمومی لیکچرز کا سلسلہ ہو جس میں حجیت حدیث' حفاظت حدیث اور علوم الحدیث پر جدید اسلوب میں معلومات مہیا کی جائیں۔ رجال' نقد متون' حدیث کی ادبی حیثیت کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے۔ مشکاۃ کو نصابی کتاب کی حیثیت سے تفصیلاً پڑھایا جائے۔

۷۔ دورۂ حدیث ایک سال کی بجائے دو سال کا ہونا چاہیے۔ پہلے سال بخاری و مسلم پڑھائی جائیں۔ تراجم ابواب' متعارض احادیث' ناسخ و منسوخ' نقد رجال و متون اور احادیث کے معاشی' معاشرتی' سیاسی اور اخلاقی پہلوؤں سمیت اسی انداز سے مفصل بحث کی جائے جیسے فقہی اختلاف پر کی جاتی ہے۔ دوسرے سال میں اسی اسلوب کے ساتھ ابوداود اور ترمذی' گو ان پر فقہی و قانونی پہلوؤں پر زیادہ زور دیا جا سکتا ہے۔

## داخلے کا معیار

درس نظامی کے طلبہ کے لیے داخلے کی شرائط رکھی جانی چاہئیں۔ ایک معیار متعین کر دیا جائے جسے نظر انداز نہ کیا جائے۔ میری رائے میں میٹرک کی شرط رکھی جائے یا پہلے دو سالوں میں میٹرک پاس کرا لیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

 www.KitaboSunnat.com

## درجہ بندی :

نصاب کی درجہ بندی ضروری ہے۔ دو دو سال کا دورانیہ متعین کر کے نصاب کی تکمیل کرائی جائے اور اسے ایف اے، بی اے اور ایم اے کے متوازی منظم کیا جائے۔ اس درجہ بندی میں جدید مضامین شامل کیے جاسکتے ہیں۔ انگریزی زبان، سوشل سائنسز اور تقابل ادیان کو متوسط اور اعلیٰ سطح پر متعارف کرایا جاسکتا ہے۔ ہمارے ہاں جو وفاق ہیں انہیں جدید انتظامی بنیادوں پر مستحکم کر کے اسلامی یونیورسٹیوں کا درجہ دیا جاسکتا ہے اور کسی ایک شہر میں اس کے مرکزی دفاتر ہوں جہاں شعبہ امتحانات میں جدید انداز پر پرچوں کی تیاری، تقسیم اور ان کے جانچنے کا انتظام ہو اور پھر آخر میں نتائج کا اعلان ہو۔ جب تک یہ ممکن نہیں اس وقت تک مدارس، بورڈ اور یونیورسٹی کے امتحانات کی ساتھ ساتھ تیاری کرائیں اور بی اے کے بعد انہی یونیورسٹیوں سے ایم اے اسلامیات اور عربی کے امتحانات دلوائیں جو وہ بآسانی پاس کر لیں گے۔

## طریق تدریس:

موجودہ نظام میں کتاب کو مرکزی حیثیت حاصل ہے اس میں ذرا تبدیلی کر کے مختلف علوم وفنون کے موضوعات طے کر دیئے جائیں اور ساتھ نصابی کتابیں متعین کر دی جائیں۔ اس طرح کتاب پر مراقبہ کرنے کی بجائے علم کی اس شاخ سے گہری دلچسپی پیدا ہوگی اور ذہنی افق بھی وسیع ہوگا، استاد بھی کتاب کی عبارت کی گنجلکوں سے نکل کر علم کے شرف سے مستفید کر سکے گا۔

اب تک اس سلسلے میں جو تجاویز پیش کی گئیں ہیں یا تجربے کیے گئے ہیں ان سے استفادہ کر کے ایک آخری اور حتمی صورت اختیار کی جاسکتی ہے۔

علوم کے اندر جو انقلاب آیا ہے اور جتنی وسعت پیدا ہوئی ہے اس کا ادراک اس بات کا متقاضی ہے کہ اس نصاب میں تبدیلی آئے۔ زوال زدہ محکوم قوم اور ترقی پذیر آزاد معاشرے کے تقاضے مختلف ہیں مثلاً کنوئیں اور تالاب کے پانی کے مسائل، ڈھیلے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور ٹشو سے طہارت کی صورتیں‘ تبدیلی اعضاء‘ انتقال خون‘ مشینی ذبیحہ جیسے کئی مسائل ہیں جنہیں پیش نظر رہنا چاہیے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کو شامل نصاب کر کے دینی طلبہ کو عالمی اسلامی جامعات سے منسلک کیا جا سکتا ہے۔

## تبدیلی ایک واقعاتی حقیقت

تبدیلی ایک مشکل تجربہ ہے‘ ذہنوں کے سانچے ڈھل جاتے ہیں‘ طبیعتیں ایک خاص صورت حال سے مانوس ہو جاتی ہیں۔ بالخصوص کتابوں اور مصنفین سے وابستگی علمی دنیا کی معروف حقیقت ہے۔ ہمیں درس نظامی کی تبدیلی کا سوچنا چاہیے لیکن ہمارے ملک میں تو جدید نظام تعلیم میں بھی تبدیلی نہیں آئی۔ برطانیہ نے کب سے ملحقہ کالجوں والا نظام ختم کر کے ہر شہر میں یونیورسٹی قائم کر دی ہے ہم ابھی تک ایک صدی پرانے نظام کو لیے بیٹھے ہیں۔ پوری دنیا نے اعلیٰ ثانوی درجے کے بعد تین سالہ ڈگری کورس شروع کر رکھا ہے جو گریجوایشن کہلاتا ہے اور اسکے بعد ایک یا دو سال میں ایم اے ہوتا ہے ہم ابھی تک دو سالہ ڈگری کورس لیے بیٹھے ہیں۔ وجہ صرف یہ ہے کہ پوری قوم لکیر کی فقیر بنی ہوئی طرز کہن پر اڑی ہوئی ہے۔ حالات کا جبر ہمیں قدیم و جدید اور دینی و سیکولر دونوں نظام ہائے تعلیم کی مکمل تبدیلی کی طرف لے جانا چاہتا ہے یہ ہماری قومی اجتہادی بصیرت پر منحصر ہے کہ ہم پھر کسی اور تقلید میں الجھ جائیں گے یا قومی و ملی تقاضے سامنے رکھ کر مناسب تبدیلیاں کریں گے۔ مجھے یاد ہے کہ ایوب خان کے زمانے میں نیا نصاب نافذ کیا گیا تھا جو ایوب دور کے سیاسی احتجاج کی نذر ہو گیا۔ میں اس تحریک مزاحمت کا حصہ تھا اور ہمیں اس وقت شعور نہیں تھا کہ سیاسی مزاحمت اور تعلیمی تبدیلی میں کیا تعلق ہے۔ اس مزاحمت نے پاکستان کے تعلیمی نظام کو ہمیشہ کے لیے پسماندہ کر دیا۔ بہر حال درس نظامی ہو یا جدید تعلیم‘ تبدیلی ناگزیر ہے اور ہمیں اس کو کھلے دل سے قبول کرنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# روداد مذاکرہ

شرکاء اجلاس:

۱۔ مولانا عبدالرحمٰن اشرفی، نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور (صدر مذاکرہ)

۲۔ جسٹس (ر) خلیل الرحمٰن، سابق جج سپریم کورٹ آف پاکستان (مہمان خصوصی)

۳۔ مولانا حافظ فضل الرحیم، ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ لاہور

۴۔ مولانا حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مہتمم جامعہ الاسلامیہ لاہور

۵۔ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی، مہتمم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

۶۔ پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی سربراہ مسند سیرت، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور (مقالہ نگار)

۷۔ ڈاکٹر راشد رندھاوا، چیئرمین قرآن انسٹی ٹیوٹ لاہور

۸۔ ڈاکٹر محمود الحسن عارف، قائمقام صدر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

۹۔ پروفیسر ظفر حجازی گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن، لوئر مال، لاہور و مدیر ماہنامہ افکار معلم، لاہور

۱۰۔ ڈاکٹر سعد صدیقی، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

۱۱۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر، ڈائریکٹر پنجاب پبلک لائبریریز، لاہور

۱۲۔ مولانا عبدالرؤف ملک سیکرٹری جنرل متحدہ علماء کونسل، لاہور

۱۳۔ مولانا حافظ سعد اللہ، مدیر سہ ماہی منہاج دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، لاہور

۱۴۔ پروفیسر محمد ارشد، شعبہ علوم اسلامیہ، سویڈش انسٹی ٹیوٹ، گجرات

۱۵۔ مولانا محمد اکرم کشمیری استاذ، جامعہ اشرفیہ لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۶۔ محمد رفیق چودھری 'استاذ الھدیٰ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ' لاہور

۱۷۔ ڈاکٹر محمد امین' سینئر مدیر اردو دائرہ معارف اسلامیہ' جامعہ پنجاب' لاہور (سیکرٹری مجلس)

ڈاکٹر محمد امین : پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی صاحب کا پرمغز مقالہ آپ نے سنا۔ پیشتر اس کے کہ میں آپ کو اظہار خیال کی دعوت دوں' اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ آج کل مغربی طاقتوں کی طرف سے ہمارے دینی مدارس کے خلاف بہت پروپیگنڈا ہو رہا ہے اور حکومت پاکستان کے عہدیداران بھی دینی مدارس کے نصابات میں تبدیلی کے حق میں شب و روز بیانات دے رہے ہیں اور نصاب اور ماحول کی تبدیلی کے حوالے سے مختلف حکومتی احکام اور منصوبوں کا بھی چرچا ہے۔ اس لیے اس وضاحت کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ مجلس فکر و نظر ایک آزاد علمی ادارہ ہے۔ ہمارا حکومت پاکستان یا اس کے کسی شعبے سے ہرگز کوئی تعلق نہیں۔ مجلس کے پیش نظر صرف یہ ہے کہ وہ ملت اسلامیہ پاکستان کو درپیش عصری مسائل پر دینی تناظر میں غور و خوض کے لیے اہل فکر و نظر کو جمع کرے اور ان کے افکار پڑھے لکھے لوگوں کے سامنے رکھ دے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی : جہاں تک دینی مدارس میں نصاب کی تبدیلی کا سوال ہے تو اس میں یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ نصاب میں دو طرح کے مضامین ہوتے ہیں: ایک بنیادی جو قابل تغیر نہیں ہوتے مثلاً قرآن و حدیث اور دوسرے وہ جو قابل تغیر ہوتے ہیں مثلاً نحو کی کتاب ایک کی بجائے دوسری لگائی جا سکتی ہے۔ جہاں تک عصری علوم کا تعلق ہے ہم نے ان کی افادیت کا کبھی انکار نہیں کیا بلکہ ہماری جامعہ میں تو عرصے سے صبح کے وقت درس نظامی اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم ہوتی ہے اور عصر کے بعد جدید تعلیم کی۔ اور ہمارے طلبہ باقاعدہ میٹرک' ایف اے وغیرہ کے امتحان دیتے ہیں۔ کمپیوٹر بھی ہمارے ہاں عرصے سے موجود ہے۔ ہاں موزوں اساتذہ کا مسئلہ واقعی مشکل کا سبب بنتا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمارے ماحول کے مطابق اساتذہ کم ملتے ہیں۔

جہاں تک نصاب کو تبدیل کرنے کا سوال ہے تو ظاہر بات ہے کہ یہ تبدیلی رضاکارانہ ہی ہوسکتی ہے ہم کسی غیر ملکی حکومت یا خود حکومت پاکستان کو یہ حق نہیں دیتے کہ وہ ہم پر دباؤ ڈال کر ہمیں مجبور کریں کہ ہم ان کی مرضی کے مطابق نصاب تبدیل کر دیں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہمارے وفاق مل کر ایک نصابی کمیٹی بنا دیں۔ یہ کمیٹی جو بھی فیصلے کرے گی ہمیں منظور ہوں گے۔ میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارے اساتذہ کو ریفریشر کورسز کی ضرورت ہے لیکن اس کا انتظام بھی وفاقوں کی سطح پر ہی ہونا چاہیے۔

دورۂ حدیث کی افادیت پر بھی بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ میرے نزدیک امہات کتب احادیث کا ایک دفعہ نظروں سے گزر جانا مفید ہے کار عبث نہیں ہے کیونکہ بعد کی علمی زندگی میں سارے متون کو بالالتزام دیکھنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ ہاں یہ بلاشبہ غلط ہے کہ ہر مسلک ان کتب حدیث کو اپنی اپنی فقہ کی روشنی میں بلکہ اس کی تائید کے نقطۂ نظر سے پڑھائے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ ان کتب کا مطالعہ فنی انداز میں معروضیت کے ساتھ کیا جائے نہ کہ ان سے اپنے اپنے مسلک کی تائید کا کام لیا جائے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: درس نظامی میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے تبدیلی کا عمل شروع کیا تھا لیکن میرا اندازہ یہ ہے کہ جب سے وفاق بنے ہیں، تبدیلی کا عمل رک گیا ہے اور وفاقوں نے اس کو مشکل بنا دیا ہے۔ لیکن جہاں تک نصاب میں تبدیلی کا تعلق ہے تو میری رائے میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام کو نصاب میں شامل کرنا چاہیے۔ عقیدہ کے باب میں ان فرقوں اور مسالک (معتزلہ، مرجیہ وغیرہ) پر گفتگو ہوتی ہے جن کا کہیں وجود نہیں۔ اب جدید فتنوں کا زمانہ ہے۔ مغربی تہذیب کی یلغار، الحادو تشکیک اور قادیانیت وغیرہ اب زیر بحث آنے چاہئیں۔ اسی طرح تقابل ادیان نصاب کا حصہ بننا چاہیے۔ اگرچہ بعض

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بڑے مدارس میں درس نظامی کے بعد تخصص کا سلسلہ جاری ہے لیکن یہ عام طور پر فقہ تک محدود ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی علوم کے سارے شعبوں میں تخصص کا سلسلہ جاری کیا جائے۔

حافظ عبدالرحمٰن مدنی : میں ذاتی طور پر دینی مدارس کے نصاب بلکہ سارے نظام تعلیم میں تبدیلیوں کا حامی ہوں اور عرصے سے اس کے لیے کوشاں ہوں لیکن اس سلسلے میں مثالیت سے کام نہیں چلتا کہ یہ بھی ہونا چاہیے اور وہ بھی ہونا چاہیے۔دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ماحول عملاً کتنی تبدیلی کی گنجائش دیتا ہے۔مقصد یہ ہے کہ تدریج سے آگے بڑھنے کی ضرورت ہے۔دینی مدارس نے اگرچہ اسلامی روایات کے تحفظ میں بنیادی کردار ادا کیا ہے تاہم پاکستان بننے کے بعد افراد کی تیاری اور تہذیبی اقدار کے تحفظ کے حوالے سے نئی سوچ کی ضرورت تھی۔

موجود درس نظامی کے اندر بنیادی چیز کتب ہیں جب کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ کتب کی بجائے علوم پڑھائے جائیں۔جہاں تک فنون کا تعلق ہے تو وہ تمدن اور زمانے کی تبدیلیوں کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔آج انگریزی تفاخر کی زبان ہے۔یہ ضرورت کی حد تک مدارس میں ضرور پڑھانی چاہیے۔یہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے اس میں پیچھے رہ جانا ہم افورڈ نہیں کر سکتے' لہٰذا کمپیوٹر جیسی جدید ایجادات کو دینی مدارس کے نظام میں ضرور داخل کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد امین : وقت کی کمی کے پیش نظر میں اہم امور کی طرف محض اشارات پر اکتفا کروں گا۔دینی نصاب کے حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ موجودہ نصاب میں قرآن حکیم کو مرکزی حیثیت حاصل نہیں' جو ہونی چاہیے۔اس میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاریخ اسلام بھی نہیں ہے۔جدید علوم میں انگریزی زبان اور معاصر علوم کا تعارفی و تنقیدی مطالعہ ہونا چاہیے۔نصاب کے حوالے سے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ کم از کم اہل سنت کے چاروفاقوں (دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث اور جماعت اسلامی) کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نصاب ایک ہونا چاہیے۔

نصاب کے علاوہ بھی کئی امور ہیں مثلاً طریق تدریس کا مسئلہ ہے۔قرآن حکیم کے علاوہ' حدیث اور فقہ کی کتابیں تقریباً چاروں وفاقوں میں ایک ہیں لیکن اساتذہ ان کتابوں کو اپنے اپنے مسلک کے مطابق پڑھاتے ہیں۔ اسی طرح تقابلی مطالعے کا رواج بہت کم ہے۔عربی زبان کا مسئلہ بھی بنیادی طور پر طریق تدریس سے متعلق ہے کیونکہ سارے مدارس عربی زبان پر زور تو دیتے ہیں لیکن قواعد رٹواتے ہیں اور ظاہر ہے کہ قواعد رٹ لینے سے زبان نہیں آ جاتی۔ اسی طرح ایک مسئلہ دینی مدارس کے ماحول اور کلچر کو تبدیل کرنے کا ہے یہاں لائبریریوں میں اخبارات اور رسائل تک نہیں آتے۔ضروری ہے کہ ماحول میں وسعت پیدا کی جائے اور طلبہ کو دیگر نظریات سے بھی واقف ہونے کا موقع دیا جائے۔ اساتذہ کی تربیت بھی ایک ضروری امر ہے جس کا اس وقت دینی مدارس میں کوئی چلن نہیں۔

ہمارے دینی مدارس کے نظام تعلیم کی ایک اور کمزوری یہ ہے کہ اس میں تحقیق کا رجحان نہیں پایا جاتا۔طلبہ لائبریری باقاعدگی سے نہیں جاتے' نہ آخری سال تحقیقی مقالہ لکھوایا جاتا ہے۔طریق امتحان پر بھی نظر ثانی کی ضرورت ہے۔سمسٹر سسٹم کو بھی آزمانا چاہیے اور معروضی سوالات بھی دیئے جانے چاہئیں۔ طلبہ کی دینی تربیت اور تزکیے کا اہتمام بھی ناگزیر امور میں سے ہے۔صرف دینی کتابیں پڑھنے سے آدمی اچھا مسلمان نہیں بن جاتا بلکہ اس کے لیے خصوصی کوششیں درکار ہوتی ہیں۔ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ دینی نظام تعلیم کا ہدف کیا ہے؟ کیا صرف مسجد کی امامت وخطابت؟ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں کی دینی تعلیم کی ہر ضرورت پوری کی جائے۔ اس کے لیے جدید سکولوں' کالجوں اور عام مسلمانوں کی تعلیم وتربیت کی اشد ضرورت ہے۔ آخری بات جس کی طرف میں اشارہ کرنا چاہوں گا وہ یہ کہ جب بھی سنجیدہ علماء سے بات کی جائے تو وہ نصاب میں تبدیلی کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں لیکن اس پر عمل درآمد کی کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورت نظر نہیں آتی لہٰذا اس پر بھی غور ہونا چاہیے کہ نصاب کو عملاً تبدیل کرنے میں کیا رکاوٹیں ہیں؟۔

مولانا فضل الرحیم : میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ علماء کو نصاب میں تبدیلیوں کی ضرورت کا احساس ہے لیکن ہم کوئی تبدیلی حکومت پاکستان یا کسی غیر ملکی ایجنسی کے کہنے پر زیر غور لانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ہاں خود علماء اکٹھے ہو کر بیٹھیں اور فیصلہ کریں کہ کیا تبدیلی ہونی چاہیے اور جن امور پر وہ متفق ہو جائیں ان کو تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ ہم جدید تعلیم کے بھی مخالف نہیں اور نہ کمپیوٹر کو برا سمجھتے ہیں بلکہ ہم نے تو جامعہ اشرفیہ میں کمپیوٹر کا شعبہ قائم کر دیا ہوا ہے اور اپنی ویب سائٹ بھی کھولی ہے اور اس کے ذریعے دینی تعلیم بھی دے رہے ہیں۔ ای میل کے ذریعے دارالافتاء بھی کام کر رہا ہے اور دنیا بھر سے آنے والے سوالات کے جوابات بھی دیئے جا رہے ہیں۔ اسی طرح انگریزی، روسی اور دوسری زبانیں بھی درجہ تخصص میں سکھائی جا رہی ہیں، لہٰذا علماء اگر مل کر بیٹھیں اور تبدیلی کی تجاویز پر غور کریں تو ہم اس کا خیر مقدم کریں گے اور متفق علیہ تجاویز پر انشاء اللہ عمل بھی کریں گے۔

جسٹس خلیل الرحمٰن خاں : میں آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے آج کے اجلاس میں حاضر ہونے کی سعادت بخشی اس کے باوجود کہ میرا تعلق دینی تعلیم سے نہیں ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ کے اس دینی نظام تعلیم نے ماضی میں بڑے بڑے لوگ پیدا کیے ہیں اور آپ بھی میری طرح یہ تسلیم کریں گے کہ اب یہ نظام بڑے لوگ پیدا نہیں کر رہا، لہٰذا خود آپ کو غور کرنا چاہیے کہ اس کے اسباب کیا ہیں؟

میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اخلاص اور للّٰہیت کو باقی رکھتے ہوئے دینی نظام تعلیم میں ایسی تبدیلیاں لائی جانی چاہئیں جو علماء کو عصری تقاضوں سے نمٹنے کے قابل بنائیں،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خصوصاً عصری مسائل کا علم اور تحقیق بہت ضروری ہیں۔ میرے اپنے تجربے کے مطابق وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ کے شریعت اپیل بنچ میں جو علماء حاضر ہوتے رہے ہیں وہ عدالت کو مطلوبہ معیار کی مشاورت مہیا کرنے میں پوری طرح کامیاب نہیں ہو سکے ہیں لہٰذا اس چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ علماء کو عصری تقاضوں کے چیلنج سے عہدہ برآ ہونے کے قابل بھی ہونا چاہیے اور اس غرض کے لیے موجودہ نصاب میں بعض تبدیلیاں لانا بھی ناگزیر ہو گا جس سے علماء کو جھجکنا نہیں چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ورکنگ پیپر

بسلسلہ

# دینی مدارس کے نظام تعلیم کی اصلاح

(تیار کردہ : ڈاکٹر محمد امین' سیکرٹری مجلس فکر و نظر' لاہور)

## اصلاح کے بنیادی اصول

۱۔ دینی علوم میں رسوخ کی افزائش

۲۔ اخلاص وللّٰہیت میں اضافہ

۳۔ مسلکی تعصب میں کمی

۴۔ عصری تقاضوں کے چیلنج سے نمٹنے کی صلاحیت

## دینی مدارس کے نظام تعلیم کے اہداف

۱۔ دین کی تخصصی تعلیم کا اہتمام اور ہر سطح کے دینی علوم کے ماہرین کی تیاری

۲۔ پاکستانی معاشرے کی دینی ضروریات کی تکمیل یعنی افراد تک دین پہنچانا اور ان کی دینی تربیت کرنا تاکہ وہ دین پر عمل کرسکیں۔ اسی طرح اجتماعی سطح پر مسلم معاشرے میں دین کے غلبے اور نفاذ کی خواہش و کوشش

## علماء کی تیاری کے مقاصد

۱۔ مساجد میں امامت و خطابت

۲۔ مساجد میں قرآن ناظرہ' حفظ اور ترجمے کی کلاسوں کا اجراء

۳۔ دینی مدارس میں تدریس

۴۔ جدید سکولوں میں عربی و اسلامیات کی تدریس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ کالجوں و یونیورسٹیوں میں عربی و اسلامیات کی تدریس اور تحقیقی اداروں میں شمولیت

## مراحل تعلیم

پہلا مرحلہ: عالمیہ' مڈل پاس طلبہ کے لیے آٹھ سالہ کورس [ایم اے]

دوسرا مرحلہ: تخصص' عالمیہ کے بعد دو سالہ کورس [ایم فل]

تیسرا مرحلہ: تحقیق' تخصص کے بعد تین سالہ کورس [پی ایچ ڈی]

## نصاب تعلیم

وفاق المدارس العربیۃ، تنظیم المدارس، رابطۃ المدارس اور وفاق المدارس السّلفیہ کا نصاب ایک ہو اور وہ اس طرح ممکن ہے کہ نصابی مواد کی تحدید کر دی جائے اور کتابوں کی تحدید نہ کی جائے۔

## مرحلہ عالمیہ کا نصاب

دینی علوم

### ا۔ قرآن حکیم:

ا۔ مکمل قرآن کا لفظی و بامحاورہ ترجمہ مع صرفی ونحوی تراکیب

۲۔ قرآن کے بعض منتخب حصوں کا تفسیری اور تحقیقی مطالعہ

۳۔ علوم القرآن

۴۔ غیر حفاظ طلبہ کے لیے حفظ قرآن کا نصاب

۵۔ تجوید

### ۲۔ حدیث وسیرت:

ا۔ صحیح بخاری کا بالاستیعاب اور بعض دیگر منتخب متون کا گہرا مطالعہ

۲۔ علوم الحدیث

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

فقہ واصول فقہ:

ا۔ اصول فقہ حنفی

۲۔ دیگر ائمہ (ائمہ ثلاثہ وظاہریہ وشیعہ) کے اصول فقہ

۳۔ ان اصولوں کا تقابلی مطالعہ اور عملی مشق (خصوصاً عصر حاضر کے مسائل کے حوالے سے)

۴۔ فقہ حنفی کا ایک متن

۵۔ دیگر فقہوں کے منتخب متون

۴۔ عقیدہ

ا۔ ماضی کے کلامی مباحث کا منتخب مطالعہ

۲۔ معاصر مذاہب ضالہ مثلاً قادیانیت' پرویزیت وغیرہ

۳۔ تقابل ادیان

۵۔ دعوت وتربیت

ا۔ اصول دعوت

۲۔ اصول تربیت (کتب تزکیۂ نفس)

۳۔ دعوتی وتربیتی اصولوں کی عملی تطبیق

۶۔ مطالعۂ امت

ا۔ مسلمانوں کی ماضی کی تاریخ کا اجمالی مطالعہ

۲۔ موجودہ مسلم دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ

منطق وفلسفہ: منتخب متون کا تعارفی مطالعہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۷۔ تحقیق

۱۔ ہر ہفتے لائبریری پریڈ
۲۔ طرق تحقیق کی تدریس و عملی مشق
۳۔ آخری سال تحقیقی مقالہ لکھنا

## جدید علوم

۱۔ جدید سماجی علوم (معاشیات' سیاسیات' فلسفہ وغیرہ) کا تعارفی وتنقیدی مطالعہ
۲۔ جدید سائنسی علوم (طبیعیات' کیمیا' حیاتیات وغیرہ) کا تعارفی وتنقیدی مطالعہ
۳۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا تعارفی پیکیج

## زبانیں: تدریس السنہ کے بنیادی اصول

۱۔ اردو' عربی اور انگریزی تینوں زبانوں میں مہارت
۲۔ سمجھنا' پڑھنا' لکھنا اور بولنا چاروں مہارتوں کی تحصیل
۳۔ طریق مباشر اور طریق قواعد کے امتزاج پر مبنی نئے منہج کی تشکیل
۴۔ پہلے دو سال کے بعد عربی اور انگریزی کے پریڈ میں اردو بولنے پر پابندی
۵۔ ہر زبان کی بزم ادب اور ہفتہ وار تقریری و تحریری مقابلے ومباحثے جو مسلسل جاری رہیں گے۔
۶۔ عالمیہ کے آخری دو سالوں میں اسلامی علوم عربی میں اور جدید علوم انگریزی میں پڑھائے جائیں گے۔

## مرحلہ تخصص (دو سالہ)

۱۔ کسی ایک مضمون (مثلاً علوم القرآن یا علوم الحدیث یا علوم الفقہ) میں تخصص

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ ایک سالہ تدریس بسلسلہ متعلقہ مضمون وطرق تحقیق اور مقالے کی تسجیل
۳۔ دوسرے سال کے آخر تک تحقیقی مقالے کی تکمیل

## مرحلۂ تحقیق (تین سالہ)

۱۔ جس مضمون میں تخصص کیا ہے اس کے کسی ایک موضوع پر تفصیلی تحقیق
۲۔ تحقیق میں تخلیقیت اور تقابلی مطالعے کا اہتمام

## طریق امتحان

۱۔ ہر تعلیمی سال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے جن میں امتحان نہائی ہو جائے۔
۲۔ امتحان نہائی میں معروضی سوالات بھی ہوں۔

## تدریب اساتذہ

۱۔ مجوزہ تبدیلیوں کے حوالے سے موجودہ اساتذہ کی تربیت
۲۔ نئے اساتذہ کی تربیت
۳۔ اس تدریب کا انتظام مجوزہ وفاق کرے گا

## تربیت طلبہ: تربیت کے چند رہنما اصول:

۱۔ ہر مرحلۂ تدریس میں تربیت کا ایک پرچہ ہو جس میں پاس ہونا لازمی ہو (مطلب یہ کہ اس پرچے میں فیل ہونے والا فیل ہوگا اگرچہ وہ دیگر سارے مضامین میں پاس ہو)۔
۲۔ ہر تعلیمی ادارے میں ایک مرکزی مربی ہوگا (جو صدر مدرس یا کوئی دوسرا سینئر استاد ہو سکتا ہے)
۳۔ ہر کلاس کا انچارج استاد مربی شمار ہوگا۔
۴۔ ہر کلاس میں طلبہ میں سے ایک مربی ہوگا۔
۵۔ طلبہ کی تربیت کے نظام کی نگرانی کے لیے اس تربیتی کمیٹی کا اجلاس ہر ماہ ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۶۔ اخلاقی فضائل ورذائل کو ایک سال کے ہفتوں میں تقسیم کر کے ہر ہفتے ایک اخلاقی فضیلت کے اپنانے یا رذیلت کے ترک کے لیے پورا ہفتہ پروگرام رکھے جائیں گے۔ جگہ جگہ کتبے لکھے جائیں گے' تقریریں ہوں گی' مذاکرے ہوں گے اور اس پر عمل درآمد کی شعوری کوشش ہوگی جس میں سب ایک دوسرے کی مدد کریں گے۔

۷۔ طلبہ کے اخلاق' عبادات وغیرہ کا ریکارڈ رکھنے کے لیے ہر طالب علم کی ایک فائل ہوگی

۸۔ تربیت کو ماپنے کے لیے تربیتی گراف کا طریقہ اپنایا جائے گا۔ مرکزی گراف کلاس روم میں آویزاں ہوگا جبکہ ایک گراف ہر طالب علم کی فائل میں رہے گا۔

۹۔ اجتماعی ذکر کے حلقے قائم کیے جائیں گے۔

۱۰۔ صلحاء کی صحبت کا باقاعدہ انتظام کیا جائے گا۔

## حکومت سے مطالبات:

۱۔ چاروں وفاقوں کو ملا کر ایک وفاق بنانا جس میں موجودہ چاروں وفاقوں کو نمائندگی حاصل ہو۔

۲۔ اس وفاق کی ڈگریاں مرکزی حکومت کی طرف سے منظور شدہ ہوں تاکہ طلبہ کو حصول ملازمت میں مشکل پیش نہ آئے۔

## اس اصلاحی پروگرام کی تنقیذ کا مسئلہ

اس ورکنگ پیپر پر بحث وغور اور ترمیم واضافہ کے بعد جو آخری مسودہ تیار ہو اس پر عمل درآمد کا طریق کار وضع کرنا۔

14092

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# روداد اجلاس مجلس فکر ونظر منعقدہ جامعہ نعیمیہ' لاہور

## بتاریخ ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء

شرکاء:

۱۔ مولانا حافظ فضل الرحیم' جامعہ اشرفیہ' لاہور
۲۔ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی' جامعہ نعیمیہ' لاہور
۳۔ مولانا مفتی محمد خاں قادری' جامعہ اسلامیہ' لاہور
۴۔ مولانا عبدالمالک' مرکز علوم اسلامیہ' لاہور
۵۔ مولانا حافظ صلاح الدین یوسف' لاہور
۶۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر' ڈائریکٹر پنجاب پبلک لائبریریز' لاہور
۷۔ ڈاکٹر محمود الحسن عارف' جامعہ پنجاب' لاہور
۸۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد خلیل' اسلامیہ کالج' سول لائنز' لاہور
۹۔ مولانا ملک عبدالرؤف' متحدہ علماء کونسل' لاہور
۱۰۔ مولانا محمود الرشید عباسی' استاد جامعہ اشرفیہ' لاہور
۱۱۔ ڈاکٹر محمد امین' سیکرٹری مجلس فکر ونظر' لاہور

موضوع : سیکرٹری مجلس فکر ونظر کے تیار کردہ ورکنگ پیپر پر غور وخوص

طریق کار: ورکنگ پیپر پر غور کا طریقہ یہ تھا کہ سیکرٹری مجلس فکر ونظر ایک ایک شق پڑھتا جاتا اور شرکاء اس پر تبصرہ اور تنقید کرتے۔ اگلے صفحات میں تحریر کو قابل فہم بنانے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ پہلے نسخ میں متعلقہ موضوع کا متن (ورکنگ پیپر سے) نقل کر دیا گیا ہے اور پھر اس پر تبصرہ نستعلیق میں دیا گیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



موضوع: اصلاح کے بنیادی اصول

١ ـ دینی علوم میں رسوخ کی افزائش

٢ ـ اخلاص و للهیت میں اضافه

٣ ـ مسلکی تعصب میں کمی

٤ ـ عصری تقاضوں کے چیلنج سے نمٹنے کی صلاحیت

دینی مدارس کے نظام تعلیم کے اهداف

١ ـ دین کی تخصصی تعلیم کا اهتمام اور هر سطح کے دینی علوم کے ماهرین کی تیاری

٢ ـ پاکستانی معاشرے کی دینی ضروریات کی تکمیل یعنی افراد تك دین پهنچانا اور ان کی دینی تربیت کرنا تاکه وه دین پر عمل کر سکیں ـ اسی طرح اجتماعی سطح پر مسلم معاشرے میں دین کے غلبے اور نفاذ کی خواهش و کوشش۔

تبصرہ :

علماء کرام: ہمیں ان مقاصد سے اتفاق ہے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر: نصاب سازی ایک طویل اور پیچیدہ عمل ہے' اس مجلس میں اگر ہم نصابی مقاصد پر ہی اتفاق کر لیں' تو یہ بڑی بات ہوگی اور یہ بات قابل مبارکباد ہے کہ مجلس میں موجود علماء نے ان نصابی مقاصد و اہداف میں سے کسی سے بھی اختلاف نہیں کیا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے دینی مدارس کے نصاب میں جتنی تبدیلی آئی ہے اتنی شائد ہمارے جدید سکولوں میں بھی نہیں آئی اور یہ بات بڑی حوصلہ افزا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## موضوع: علماء کی تیاری کے مقاصد

۱۔ مساجد میں امامت و خطابت

۲۔ مساجد میں قرآن ناظرہ' حفظ اور ترجمے کی کلاسوں کا اجراء

۳۔ دینی مدارس میں تدریس

٤۔ جدید سکولوں میں عربی و اسلامیات کی تدریس

٥۔ کالجوں و یونیورسٹیوں میں عربی و اسلامیات کی تدریس اور تحقیقی اداروں میں شمولیت

### تبصرہ :

ڈاکٹر محمد امین: ترجمے کا میں نے بطور خاص ذکر کیا ہے کیونکہ اس وقت ہماری مساجد میں (جہاں الگ مدرسے نہیں ہیں) وہاں بچوں کو ناظرہ قرآن تو پڑھایا جاتا ہے اور بعض جگہ حفظ بھی کروایا جاتا ہے لیکن قرآن مجید کا ترجمہ پڑھانے کا رواج بہت کم ہے۔ اس لیے اس کی طرف خصوصی توجہ ضروری ہے کہ ہر مسجد میں ترجمۂ قرآن پڑھایا جائے۔

مولانا فضل الرحیم: ترجمہ ضرور پڑھایا جانا چاہیے تاکہ قرآن حکیم کا فہم عام لوگوں کو حاصل ہو جو اصل مقصود ہے۔

ڈاکٹر محمد امین: دینی طبقوں کا اس وقت زیادہ زور دینی مدارس میں دین کی تخصصی تعلیم پر ہے اور جدید تعلیم ان کا ہدف نہیں ہے۔ اس کے باوجود ایسے کئی لوگ ہیں جنہوں نے دینی مدارس سے فراغت کے بعد جدید تعلیم بھی حاصل کی اور اس وقت کالجوں یونیورسٹیوں میں پروفیسر ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ علماء اور دینی مدارس کو اب یہ کام منصوبہ بندی سے کرنا چاہیے اور ایسے لوگ بالخصوص تیار کرنے چاہئیں جو سکولوں' کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلامی علوم کی تدریس کر سکیں۔ ان جدید مدارس میں لاکھوں نہیں کروڑوں بچے پڑھتے ہیں' ان کو دین سکھانا اور دین کے قریب لانا ایک بڑی خدمت ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علماء کرام: ہمیں اس سے اتفاق ہے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: علماء کی تیاری کے جو مقاصد یہاں گنوائے گئے ہیں وہ تو صحیح ہیں لیکن ان میں اس اضافے کی گنجائش موجود ہے کہ عام لوگوں تک دین پہنچانا خصوصاً تعلیم یافتہ طبقے تک' یہ بھی علماء کے کرنے کا ایک اہم کام ہے کیونکہ یہ کافی نہیں ہے کہ جو لوگ مسجد میں آئیں انہیں دین سکھا دیا جائے۔ جو مسجد میں آتے ہیں انہیں تو پہلے ہی احساس ہوتا ہے تبھی وہ مسجد میں آتے ہیں لیکن معاشرے میں ڈاکٹر، انجینئر، وکیل، سرکاری ملازم وغیرہ بھی تو ہیں' ان کی دینی تعلیم کا بھی تو انتظام ہونا چاہیے۔

مولانا فضل الرحیم: یہ بہت اہم بات ہے اور دینی مدارس کو شارٹ کورسز تعلیم یافتہ طبقے کے لیے ضرور رکھنے چاہئیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ یہ مسجد میں ہی ہوں۔ ہم نے پچھلے دنوں ایک تجربہ' پی سی ایس آر لیبارٹریز میں کیا ہے اور وہاں آدھ گھنٹے کے دورانیے کا ڈیڑھ ماہ کا ایک کورس کیا ہے' جس میں لوگوں نے بہت دلچسپی لی۔

مفتی محمد خاں قادری: سکولوں کالجوں کے طلبہ کے لیے اس طرح کے کورس گرمیوں کی چھٹیوں میں اور امتحانات سے فراغت کے عرصے میں رکھے جا سکتے ہیں۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی: بلکہ ہر جگہ پروگرام کا وقت وہ رکھا جائے جس میں وہاں کے حاضرین کو آسانی ہو۔

## موضوع: مراحل تعلیم

پہلا مرحلہ: عالمیہ' مڈل پاس طلبہ کے لیے ' آٹھ سالہ کورس [ ایم اے]

دوسرا مرحلہ : تخصص' عالمیہ کے بعد دو سالہ کورس [ایم فل]

تیسرا مرحلہ : تحقیق' تخصص کے بعد تین سالہ کورس [پی ایچ ڈی]

### تبصرہ:

ڈاکٹر محمد امین : میں نے تکلفاً اور قصداً درس نظامی کے بعد تخصص اور تحقیق کے مراحل کا ذکر کیا ہے کیونکہ ایک عام تاثر یہ ہے کہ دینی مدارس کی سب سے اونچی ڈگری بس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



درس نظامی ہی ہے اور دورۂ حدیث کے بعد گویا کام ختم ہو گیا۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں کو انگشت نمائی کا موقع ملتا ہے کہ دینی مدارس میں تحقیق کا کوئی انتظام نہیں اور علماء جدید مسائل میں تحقیق نہیں کرتے' وغیرہ۔

مولانا فضل الرحیم: کئی بڑے مدارس نے درس نظامی سے فراغت کے بعد درجہ تخصص کا انتظام کر رکھا ہے۔ درس نظامی کے آخری سال میں تحقیقی مقالے لکھوانے کا کام بھی بہت سے مدارس میں شروع کر دیا گیا ہے۔ ہم نے جامعہ اشرفیہ میں ایک الگ ادارہ معہد ام القری کے نام سے قائم کر دیا ہے جس میں درس نظامی سے فارغ ہونے والے طلبہ کو دعوت و تبلیغ کے لیے مختلف زبانیں سکھائی جاتی ہیں۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: میرے علم کی حد تک جن مدارس میں درجہ تخصص ہے وہاں صرف فقہ میں تخصص کروایا جاتا ہے جب کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ علوم القرآن' علوم الحدیث اور دین کے دوسرے شعبوں میں بھی تخصص کروایا جائے۔

ڈاکٹر محمد امین: میری تجویز یہ تھی کہ درس نظامی کے بعد تحقیقی پروگرام کو منضبط کیا جائے جیسا یونیورسٹیوں میں دو سال کا ایم فل ہوتا ہے' ایک سالہ کورس ورک اور ایک سال تحقیق اور پھر پی ایچ ڈی میں کئی سالہ تحقیق۔ دینی مدارس بھی اسی طرح کا پروگرام بنائیں اور اس پر سنجیدگی سے محنت کی جائے اور ان ڈگریوں کو بھی حکومت سے تسلیم کروایا جائے تا کہ یہ ثابت ہو جائے کہ دینی مدارس علماء ہی نہیں محققین بھی پیدا کر سکتے ہیں جس طرح کہ ماضی میں کرتے رہے ہیں۔ اس سے دینی مدارس اور علماء کا وقار بڑھے گا اور ان لوگوں کا منہ بند ہو جائے گا جو یہ طنز کرتے ہیں کہ دینی مدارس صرف ملا اور واعظ پیدا کرتے ہیں۔

علماء کرام: صحیح

## موضوع: نصاب تعلیم

وفاق المدارس العربیۃ' تنظیم المدارس' رابطۃ المدارس اور وفاق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



المدارس السلفیه کا نصاب ایك ھو اور وہ اس طرح ممکن ھے کہ نصابی مواد کی تحدید کر دی جائے اور کتابوں کی تحدید نہ کی جائے۔

تبصرہ:

مولانا عبدالملک: حقیقت یہ ہے کہ درس نظامی جو مختلف مسالک کے ہاں پڑھایا جاتا ہے وہ بنیادی طور پر ایک ہی ہے۔

مفتی محمد خاں قادری: علماء کے اختلافات کو لوگوں نے خواہ مخواہ ہوّا بنا رکھا ہے۔ زیادہ سے زیادہ چند مسائل میں اختلاف ہے۔ انہیں بیٹھ کر حل کیا جا سکتا ہے۔ غیر محتاط واعظین کی تقریروں سے بھی معاملات بگڑتے ہیں۔ اگر اہل علم اخلاص سے مل بیٹھیں تو اختلافات پر قابو پانا مشکل نہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف: میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر: طریق تدریس کا معاملہ بھی اہم ہے مثلاً صحاح ستہ سب پڑھاتے ہیں لیکن ہر کوئی اپنے اپنے مسلک کی تاکید کے نقطۂ نظر سے پڑھاتا ہے لہذا اساتذہ کی تدریب کی ضرورت ہے جیسا کہ ان اوراق میں اس طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی: بلکہ اساتذہ سے زیادہ مہتمم حضرات کی تربیت کی ضرورت ہے کیونکہ وہ اگر چاہیں تو اس امر کی حوصلہ شکنی کر سکتے ہیں۔

موضوع: دینی علوم

ا۔ قرآن حکیم

١۔ مکمل قرآن حکیم کا لفظی و بامحاورہ ترجمہ مع صرفی و نحوی تراکیب

٢۔ قرآن حکیم کے بعض منتخب حصوں کا تفسیری اور تحقیقی مطالعہ

٣۔ علوم القرآن

٤۔ غیر حفاظ طلبہ کے لیے حفظ قرآن کا نصاب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ تجوید

تبصرہ:

مفتی محمد خاں قادری: صرفی ونحوی ترکیبیں اور تفسیر تو ہم پہلے ہی پڑھاتے ہیں۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ طالب علم کا دماغ صرفی نحوی ترکیبوں اور فقہی مسائل میں الجھا رہتا ہے اور قرآن کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ طالب علم کو یہ سوچنے کا موقع ہی نہیں ملتا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ عظیم اور بابرکت کلام کس مقصد سے نازل کیا تھا؟ لہٰذا ایسے اقدامات کی ضرورت ہے جس سے قرآن کی اہمیت وضرورت طالب علم کے دماغ میں بیٹھے اور وہ اسے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ایک لائحہ عمل کے طور پر اس پر غور کرے۔

مولانا عبدالمالک: ہم نے اس کے لیے یہ طریق کار اختیار کیا ہے کہ دارالعلوم میں روزانہ صبح درس قرآن کا پریڈ ہوتا ہے۔ اس طرح نہ صرف قرآن کی تعلیمات اور اس کا پیغام طلبہ کے ذہن میں راسخ ہو جاتا ہے بلکہ ان کے اندر قرآن حکیم پر عمل کرنے اور کرانے کا جذبہ بھی بیدار اور پختہ ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: دینی مدارس کا عرف یہ ہے کہ یہاں سب سے بڑا منصب اور علمی مرتبہ شیخ الحدیث کا سمجھا جاتا ہے اور قرآن کا ترجمہ وغیرہ پڑھانے کا کام کسی جونیئر استاد سے لے لیا جاتا ہے۔ اگرچہ حدیث کی عظمت واہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن قرآن حکیم کی اہمیت اور شرف کا یہ تقاضا ہے کہ ہر بڑے دینی مدرسے میں ایک شیخ القرآن یا شیخ التفسیر بھی ہو اور اس کا مرتبہ اور وقار سب سے اونچا ہو اور وہی قرآن کا ترجمہ وتفسیر پڑھائے۔ اس سے قرآن وعلوم القرآن کی اہمیت میں بھی خود بخود اضافہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر محمد امین: میرے خیال میں اس ضمن میں دو باتیں اہم ہیں' ایک تو یہ کہ قرآن حکیم اس چیز کا مستحق ہے کہ اسے دینی درسیات میں مرکزی اہمیت دی جائے بلکہ یہ سارے علوم دین کا محور ہو۔ اس وقت بدقسمتی سے یہ صورت حال نہیں لہٰذا موجودہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صورت حال کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ دوسرے یہ کہ میرے علم کی حد تک دینی مدارس میں اس وقت تفسیر کے ضمن میں صرف جلالین یا کچھ تفسیر بیضاوی پڑھائی جاتی ہے جو کافی نہیں ہے بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر نوع کی تفاسیر مثلاً کچھ تفاسیر لغوی' تفاسیر کلامی' تفاسیر فقہی وغیرہ کا مطالعہ کروایا جائے بلکہ عصر جدید کی اہم تفسیروں اور تفسیری رجحانات کا مطالعہ بھی ضروری ہے تاکہ طالب علم کے فکر و نظر میں پختگی اور وسعت پیدا ہو۔

حافظ صلاح الدین یوسف: ہمیں اس افسوسناک حقیقت کو تسلیم کرنا چاہیے اور اس کا مداوا کرنا چاہیے کہ ہماری درسیات میں قرآن حکیم کو وہ اہمیت حاصل نہیں ہے جو اسے درحقیقت ہونی چاہیے۔ ہمارے ہاں زیادہ تر یہ ہوتا ہے کہ قرآنی آیات سے اپنے اپنے فقہی مسلک کا استنباط سکھا دیا جاتا ہے اور بس۔

## موضوع: حدیث وسیرت

۱۔ صحیح بخاری کا بالاستیعاب اور بعض دیگر منتخب متون کا گہرا مطالعہ

۲۔ علوم الحدیث

۳۔ مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

### تبصرہ:

مولانا عبدالمالک: یہ منتخب متون پڑھانے والی بات صحیح نہیں ہے۔ کل کتب پڑھائی جانی چاہئیں۔ بدقسمتی سے دیگر مسلم ممالک میں بھی اس کا رواج ختم ہوتا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں اگر یہ اچھا طریقہ ابھی تک رائج ہے تو اسے باقی رہنے دیا جائے۔

ڈاکٹر محمد امین: لیکن بغیر تفہیم اور تدقیق کے محض برکت کے لیے ایک سال کے اندر 'دورۂ حدیث' کے نام پر بہت سی کتابیں محض جلدی اور افراتفری میں پڑھا دینے کا کیا فائدہ ہے؟ اس کی بجائے تو یہ بہتر ہے کہ آپ کوئی ایک کتاب مثلاً صحیح بخاری مکمل تحقیق و

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تشریح کے ساتھ پڑھادیں اور باقی کتب کے منتخب حصے پڑھادیں۔

مولانا عبدالمالک: دراصل حدیث کا معاملہ یہ ہے کہ اس کا متن شخصی سند کے ذریعے آگے چلتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے ماضی کے طریق تدریس میں اجازہ اور سند کی بہت اہمیت تھی کہ ایک شاگرد جب اپنے استاد سے پورا متن پڑھتا تھا تو استاد اسے لکھ کر دیتا تھا کہ اس نے مجھ سے فلاں کتاب کا پورا متن پڑھا ہے اور یہ سلسلہ اوپر تک اسی طرح چلتا تھا۔ اب اگر آپ ہر کتاب کا تھوڑا تھوڑا متن پڑھا دیتے ہیں تو سند کا اجراء تو ختم ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی: ہمارے وفاق میں یہ ہے کہ دورۂ حدیث آخری دو سالوں پر مشتمل ہوتا ہے جس میں بخاری اور مسلم تو مکمل تشریح کے ساتھ پڑھائی جاتی ہیں اور صحاح ستہ کی باقی کتب کے منتخب متون پڑھا دیے جاتے ہیں لیکن انتخاب اس ترتیب سے کیا جاتا ہے کہ ان کو ملا کر گویا سارے ابواب کی تفصیل اور دہرائی اس میں آجاتی ہے۔

مفتی محمد خاں قادری: میرا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ مکمل تشریح و تدقیق کے ساتھ حدیث پڑھانی ہو تو صحیح مسلم پڑھانی چاہیے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری کتب کی شروح بہت تفصیلی ہیں اور طلبہ عام طور پر ان شروح سے استفادہ نہیں کرتے اور استاد کے نوٹس پر گزارہ کر لیتے ہیں۔ مسلم کی وہ شرح جو امام نووی نے کی ہے مختصر ہے اور طلبہ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اہل علم جانتے ہیں کہ بخاری کے مقابلے میں مسلم کی تبویب زیادہ جامع اور مفید ہے۔ اس لیے میری رائے یہ ہے کہ اگر کسی ایک کتاب کو تفصیل سے پڑھانا ہو تو اس کے لیے صحیح مسلم زیادہ موزوں ہے۔

مولانا عبدالمالک: دیکھیے! جہاں تک بخاری اور مسلم کی متفقہ علیہ احادیث کا تعلق ہے تو وہ ساری مشکوۃ میں موجود ہیں اور مشکوۃ سب مدارس میں دورۂ حدیث سے قبل تفصیلاً پڑھائی جاتی ہے لہٰذا میری رائے اب بھی یہی ہے کہ منتخب متون کی بجائے صحاح ستہ کے مکمل متون پڑھانے کا موجودہ طریقہ برقرار رکھا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پروفیسر عبدالجبار شاکر: اس میں شک نہیں کہ سارے مسالک کے مدارس میں مشکوۃ اور صحاح ستہ پڑھائی جاتی ہیں لیکن خرابی کی اصل جڑ یہ ہے کہ ہر شیخ الحدیث ان سے اپنے مسلک کے مطابق فقہی مسائل کا استنباط کرتا ہے اور دوسروں کے استنباط کردہ مسائل کا رد کرتا ہے۔ اس مسئلے کا تعلق تعین نصاب سے نہیں طریق تدریس سے ہے اور اس کی اصلاح ضرور ہونی چاہیے۔

حافظ صلاح الدین یوسف: یہ حقیقت ہے کہ جس طریقے سے ہمارے ہاں حدیث پڑھائی جاتی ہے۔ وہ صحیح طریقہ نہیں ہے اس سے صرف مسلک پرستی میں اضافہ ہوتا ہے باقی جہاں تک احادیث کی تحقیق وتخریج اور چھان پھٹک کا تعلق ہے موجودہ طریق تدریس سے اس کا مادہ طالب علم میں پیدا ہی نہیں ہوتا اور نہ احادیث کی تقدیس اور ان پر عمل کرنے کا جذبہ ابھرتا ہے جو کہ حدیث پڑھانے کا اصل مقصد ہے۔ لہذا اس طرح حدیث پڑھانے کا کیا فائدہ کہ اس کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے؟۔

## موضوع: فقہ واصول فقہ:

۱۔ اصول فقہ حنفی

۲۔ دیگر ائمہ (ائمہ ثلاثۃ و ظاہریہ و شیعہ) کے اصول فقہ

۳۔ ان اصولوں کا تقابلی مطالعہ اور عملی مشق (خصوصا عصر حاضر کے مسائل کے حوالے سے)

٤۔ فقہ حنفی کا ایک متن

٥۔ دیگر فقہوں کے منتخب متون

### تبصرہ:

مولانا عبدالمالک: اصول فقہ تو سب لوگ پڑھتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد امین: کیا سب مسالک کے اصول پڑھائے جاتے ہیں اور ان میں تقابلی مطالعہ کرایا جاتا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا عبدالمالک: حنفی اصولوں اور دیگر ائمہ کے اصولوں میں کوئی ایسا زیادہ فرق نہیں ہے اور حنفی اصول تو سب پڑھاتے ہیں۔

مفتی محمد خاں قادری: خود حنفی اصول فقہ میں دوسرے اماموں کے مسالک کا ذکر بھی آ جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: یہ کافی نہیں ہے وہ تو بطور ردّ ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہر مسلک کے اصول کی کتابیں پڑھائی جانی چاہئیں۔ پھر ان کا تقابلی مطالعہ کروانا چاہیے اور تقابلی مطالعے میں اسی قسم کا رویہ ہونا چاہیے جو حضرت شاہ ولی اللہ کا ہے یعنی اختلافات کو ابھارنے کی بجائے تلفیق کی کوشش کی جائے۔ یہ بات افسوسناک ہے کہ ہمارے تقریباً سارے ہی مسالک کے لوگ شاہ ولی اللہ کی قدر کرتے ہیں لیکن فقہ کے بارے میں ان کا جو مسلک ہے کوئی بھی اس کی پیروی نہیں کرتا۔

ڈاکٹر محمد امین: نہ صرف تقابلی مطالعہ ہونا چاہیے بلکہ جدید مسائل پر ان کے انطباق کی مشق بھی کروانی چاہیے۔

مولانا عبدالمالک: اس میں کوئی اختلاف کی بات نہیں۔

حافظ صلاح الدین یوسف: بلکہ اہل حدیث مسالک کے مدارس میں بھی ہدایہ پڑھائی جاتی ہے۔

مولانا ملک عبدالرؤف: فقہ کے تقابلی مطالعے کے لیے بدایۃ المجتہد کا مطالعہ کروانا چاہیے۔

مولانا محمود الرشید عباسی: علامہ جزری کی مذاہب اربعہ کا مطالعہ بھی مفید ثابت ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: اس میں غیر ضروری تفاصیل دی گئی ہیں اور کوئی حوالہ بھی نہیں دیا گیا۔ اس کی بجائے کئی جدید اچھی کتب مارکیٹ میں آ گئی ہیں جن میں سے انتخاب کیا جا سکتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ڈاکٹر محمد امین: میری رائے تو یہ ہے کہ مختلف مسالک کی اصل (اوریجنل) کتب پڑھائی جائیں خواہ ساری کی بجائے ان کا کچھ حصہ منتخب کرلیا جائے۔

موضوع: عقیدہ

۱۔ ماضی کے کلامی مباحث کا منتخب مطالعہ

۲۔ معاصر مذاہب ضالّہ مثلاً قادیانیت' پرویزیت وغیرہ

۳۔ تقابل ادیان

تبصرہ:

مفتی محمد خاں قادری: اس میں کوئی قابل اختلاف بات نہیں؟

ڈاکٹر محمد امین: کیا اس وقت تقابل ادیان کا مضمون مدارس میں پڑھایا جاتا ہے؟

ڈاکٹر سرفراز نعیمی: ہمارے ہاں تو پڑھایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: کون سی کتاب پڑھاتے ہیں؟

ڈاکٹر سرفراز نعیمی: غلام رسول کی۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر: غلام رسول تو پکا قادیانی تھا' میں اسے ذاتی طور پر جانتا ہوں۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی: تو اور کوئی موزوں کتاب دیکھ لیں گے۔

مفتی محمد خاں قادری: میرے خیال میں ایک کمیٹی بننی چاہیے یا یہی مجلس ہو جو مختلف مضامین کے لیے موزوں کتابوں کے نام تجویز کرے۔

ڈاکٹر محمد امین: میرے خیال میں پہلے ہم اس بحث کو مکمل کرلیں کہ نصاب میں کیا تبدیلیاں پیش نظر ہیں۔ اس کے بعد ہی کتابوں کے انتخاب کا سوچیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا معاصر مذاہب ضالّہ کا مطالعہ کروایا جاتا ہے؟

مولانا عبدالمالک: یہ ضرور کروانا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# روداد اجلاس مجلس فکر ونظر منعقدہ دفتر وفاق

## المدارس السّلفیہ' لاہور بتاریخ ۲۳ نومبر ۲۰۰۰ء

شرکاء

۱۔ پروفیسر ساجد میر (مہمان خصوصی)

۲۔ مولانا حافظ فضل الرحیم' جامعہ اشرفیہ' لاہور

۳۔ میاں نعیم الرحمٰن طاہر' جامعہ سلفیہ' فیصل آباد

۴۔ مولانا محمد اکرم کشمیری ' استاذ جامعہ اشرفیہ' لاہور

۵۔ مولانا محمد یونس بٹ ' جنرل سیکرٹری' وفاق المدارس السّلفیہ' فیصل آباد

۶۔ مولانا یاسین ظفر' ناظم تعلیمات' جامعہ سلفیہ' فیصل آباد

۷۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر' ڈائریکٹر پنجاب پبلک لائبریریز' لاہور

۸۔ ڈاکٹر محمود الحسن عارف' جامعہ پنجاب' لاہور،

۹۔ ڈاکٹر محمد امین' سیکرٹری مجلس فکر ونظر' لاہور

موضوع: مجلس فکر ونظر کے تیار کردہ ورکنگ پیپر برائے اصلاح نظام تعلیم مدارس دینیہ کے نصف ثانی پر غور وفکر

موضوع: دعوت وتربیت:

۱۔ اصول دعوت

۲۔ اصول تربیت (کتب تزکیۂ نفس)

۳۔ دعوتی و تربیتی اصولوں کی عملی تطبیق

تبصرہ:

ڈاکٹر محمد امین: ظاہر ہے ہمارے دینی مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مساجد میں امامت اور خطابت کے ذریعے دعوت دین ہی کا کام کرتے ہیں لیکن میرے علم کی حد تک ہمارے مدارس میں اصول دعوت نہیں پڑھائے جاتے جب کہ ضرورت اس چیز کی ہے کہ ان زیر تربیت علماء کو دعوت کے اصول' طریقے' وسائل' داعی کے اوصاف' مدعو معاشرے کی خصوصیات' دعوت کے راستے کی مشکلات' طریق خطابت اور دوسرے متعلقہ موضوعات با قاعدہ پڑھائے جائیں اور ان کے حوالے سے ان کی عملی تربیت اور مشق کروائی جائے۔

یہی حال تربیت کا ہے کبھی ہمارے دینی مدارس میں کتب تصوف با قاعدہ نصاب کا جزو تھیں لیکن جب دیوبند قائم ہوا تو یہ جزو نصاب نہ رہیں حالانکہ قائمین مدرسہ سارے ثقہ صوفی تھے۔ بہر حال اس بات پر دو رائیں ہو سکتی ہیں کہ تصوف کی کون سی کتاب یا کتب پڑھائیں جائیں بلکہ خود تصوف سے بھی بعض لوگوں کو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ تزکیہ نفس سے کسی کو ہرگز اختلاف نہیں ہو سکتا اور یہی اصل مقصود ہے۔ اس لیے تزکیہ و تربیت بھی جزو نصاب ہونا چاہیے۔

مولانا فضل الرحیم: دعوت و تربیت تو ہمارے اس کام کی بنیاد ہے لہذا اس پر جتنا زور دیا جائے کم ہے۔ خصوصاً تربیت میں ترک رذائل کو تو ہدف بنا کر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

## موضوع: مطالعۂ امت

۱۔ مسلمانوں کی ماضی کی تاریخ کا اجمالی مطالعہ

۲۔ موجودہ مسلم دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ

تبصرہ:

ڈاکٹر محمد امین: میرے علم کی حد تک مطالعۂ تاریخ ہمارے مدارس کے نصاب میں شامل نہیں ہے حالانکہ مسلم تاریخ کا مطالعہ بہت ضروری ہے۔ جب تک ہمیں ماضی کی اونچ نیچ کا پتہ نہیں ہوگا ہم اپنا مستقبل کیسے سنواریں گے؟ اسی طرح ہمیں آج کی مسلم دنیا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے حالات کا بھی کوئی پتہ نہیں' افریقہ کے مسلم ممالک ہوں یا یورپ (کسووا' بوسنیا' چیچنیا' کوہ قاف وغیرہ) کے ہمیں نہ ان کے جغرافیے کا پتہ ہے نہ تاریخ کا جب کہ جذباتی طور پر ہم اتحاد امت کے بڑے نقیب ہیں لہٰذا امت کی تاریخ اور جغرافیہ کسی نہ کسی صورت میں جزو نصاب ہونا چاہیے۔

علماء کرام: صحیح

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: میرے خیال میں اس کی افادیت سے کسی کو بھی انکار نہیں ہے' اس کی عملی تفصیلات طے کرنے کی ضرورت ہے۔

موضوع: منطق و فلسفہ: منتخب متون کا تعارفی مطالعہ

تبصرہ:

ڈاکٹر محمد امین: منطق و فلسفہ بہت تفصیل سے پڑھانے کی ضرورت نہیں' ان کا اتنا مطالعہ البتہ ضروری ہے جس سے ان کے متون سے موانست ہو جائے اور ان کی اصطلاحات اجنبی نہ رہیں۔

مولانا فضل الرحیم: صحیح ہے۔

موضوع: تحقیق:

۱۔ ہر ہفتے لائبریری پریڈ

۲۔ طرق تحقیق کی تدریس و عملی مشق

۳۔ آخری سال تحقیقی مقالہ لکھنا

تبصرہ:

ڈاکٹر محمد امین: درس نظامی کے موجود طریق تدریس میں صرف تدریس پر زور محسوس ہوتا ہے اور تحقیق کی طرف زیادہ توجہ محسوس نہیں ہوتی بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ متخرجین میں ذوق مطالعہ ہی نہیں ہوتا۔ وہ صرف امتحان پاس کرنے کے لیے درسی کتب پڑھتے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں اور امتحان پاس کرنے کے بعد کتاب کے پاس بھی نہیں پھٹکتے۔ اس کے لیے اگر ہر ہفتے ایک لائبریری پریڈ رکھا جائے جہاں اخبارات و جرائد بھی ہوں' انہیں لائبریری کی کتب تلاش کرنے کا طریقہ سکھایا جائے تو اس طرح ان میں شوق پیدا ہوگا۔ ساتویں سال انہیں طرق تحقیق سکھائے جائیں اور چھوٹے چھوٹے مقالات لکھوا کر ان سے مشق کروائی جائے اور آخری سال ان سے بھرپور تحقیقی مقالہ لکھوایا جائے۔

**مولانا فضل الرحیم:** ہم نے تو آخری سال مقالہ لکھوانے کا آغاز کر دیا ہوا ہے۔

**پروفیسر عبدالجبار شاکر:** میں نے بعض دینی مدارس کے طلبہ کے لکھے ہوئے بہت اچھے مقالے بھی دیکھے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں یہ بہت اچھا آغاز ہے تاہم اس میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ تحقیق کے موضوعات کیا ہوں؟ میری رائے یہ ہے کہ گمراہ فرقوں اور ادیان باطلہ (یہودیت و عیسائیت وغیرہ) پر لکھا جانا چاہیے۔ انہیں متون (مخطوطات) ایڈٹ کرنا بھی سکھانا چاہیے۔

**موضوع: جدید علوم:**

۱۔ جدید سماجی علوم (معاشیات' سیاسیات' فلسفہ وغیرہ) کا تعارفی و تنقیدی مطالعہ

۲۔ جدید سائنسی علوم (طبیعیات' کیمیا' حیاتیات وغیرہ) کا تعارفی و تنقیدی مطالعہ

۳۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا تعارفی پیکیج

**تبصرہ:**

**ڈاکٹر محمد امین:** جدید مغربی علوم کا تعارفی مطالعہ بہت ضروری ہے تاکہ دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلبہ کو پتہ ہو کہ آج کی دنیا کے غالب نظریات کیا ہیں' پھر اسلامی نظریات سے ان کا تقابل بھی ہونا چاہیے تاکہ اسلام کی حقانیت اور مغربی نظریات کا بوداپن بدلائل ان پر واضح ہو جائے اور وہ مسلم معاشرے کے پڑھے لکھے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



لوگوں کو تقریر و تحریر کے ذریعے مطمئن کر سکیں۔

پروفیسر عبد الجبار شاکر: اس میں تو دو رائیں نہیں ہو سکتیں کہ جدید علوم کا مطالعہ ضروری ہے لیکن دینی مدارس کے طلبہ پر پہلے ہی اتنا بوجھ ہے کہ سمجھ نہیں آتی کہ اس اضافی مطالعے کے لیے وہ وقت کیسے نکالیں گے؟ اس کا ایک حل البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ انہیں محاضرات کی صورت دے دی جائے تاکہ مقصد بھی حاصل ہو جائے اور نصاب پر بوجھ بھی نہ پڑے۔

ڈاکٹر محمد امین: جناب! طالب علموں کی اپنی نفسیات ہوتی ہے، جس چیز کا انہوں نے امتحان نہ دینا ہو وہ اس کو کم ہی اہمیت دیتے ہیں، اگر آپ ان مضامین کو باقاعدہ شامل نصاب نہیں کرتے تو لیکچر سننے کوئی بھی نہیں آئے گا۔

مولانا فضل الرحیم: دونوں ہونے چاہئیں، مختصر کتب بھی ہوں اور محاضرات بھی اور جہاں تک کمپیوٹر کا تعلق ہے وہ ہم نے شروع کر دیا ہوا ہے، جامعہ نعیمیہ اور بہت سے دوسرے بڑے مدارس نے بھی شروع کر دیا ہوا ہے۔

## موضوع: زبانیں: تدریس السنہ کے بنیادی اصول:

۱۔ اردو، عربی اور انگریزی تینوں زبانوں میں مہارت

۲۔ سمجھنا، پڑھنا، لکھنا اور بولنا چاروں مہارتوں کی تحصیل

۳۔ طریق مباشر اور طریق قواعد کے امتزاج پر مبنی نئے منہج کی تشکیل

٤۔ پہلے دو سال کے بعد عربی اور انگریزی کے پریڈ میں اردو بولنے پر پابندی

٥۔ ہر زبان کی بزم ادب اور ہفتہ وار تقریری و تحریری مقابلے و مباحثے جو مسلسل جاری رہیں گے۔

٦۔ عالمیہ کے آخری دو سالوں میں اسلامی علوم عربی میں اور جدید علوم انگریزی میں پڑھائے جائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

تبصرہ:

مولانا فضل الرحیم: عربی بولنا اور انشاء ہمارے طلبہ کو آنا چاہیے' یہ صرف جھجک ہے اور کچھ بھی نہیں' اگر طلبہ مشق کریں اور شروع ہی سے کریں تو وہ عربی بولنا آسانی سے سیکھ جائیں گے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر: عربی بولنا تو مستحسن ہے لیکن میرے خیال میں اسے زبان تدریس نہ بنایا جائے کیونکہ اس سے تعلیمی معیار گرنے کا خدشہ ہے۔ میں نے اس کا مشاہدہ کراچی میں جامعہ ابی بکر میں کیا ہے۔

مولانا فضل الرحیم: آخری دو سالوں میں البتہ اس پر اصرار کیا جا سکتا ہے اور ہم نے تو اب معہد ام القری میں جو اردو بولے اس پر جرمانہ رکھ دیا ہے اور اس کے نتائج حوصلہ افزا ہیں۔

مولانا یاسین ظفر: ہمارے ہاں طلبہ عربی لکھنے بولنے کی پریکٹس کرتے ہیں لیکن طریق تدریس اردو ہے اور اسی کی معاشرے کو ضرورت ہے کیونکہ ہمارے علماء نے اسی زبان میں عوام کو دین سمجھانا ہوتا ہے۔

مولانا فضل الرحیم: مجھے ڈاکٹر امین صاحب کی اس بات سے اتفاق ہے کہ طریق مباشر کا اجراء کرنا چاہیے' اس سے طلبہ کو بولنے کی مہارت آسانی سے حاصل ہو جائے گی۔

ڈاکٹر محمد امین: اور انگریزی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

مولانا فضل الرحیم: انگریزی کی ابتدائی کتابیں تو ہمارے ہاں وفاق نے باقاعدہ چھاپنا شروع کر دی ہیں۔

عبدالجبار شاکر: سوال یہ ہے کہ انگریزی سیکھنے کا معیار کیا ہو؟ اگر آپ اچھی انگریزی سکھانے کے پیچھے پڑیں گے تو چونکہ معاشرے میں اس کا چلن ہے لہذا طلبہ اس پر زیادہ توجہ دیں گے۔ اس طرح عربی کی حق تلفی ہو گی اور اس پر توجہ کم ہو گی اور یہ بہت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خطرناک ہوگا۔

پروفیسر ساجد میر: بہرحال علماء کو اتنی انگریزی تو آنی چاہیے کہ روزمرہ کے انگریزی الفاظ کا صحیح تلفظ کر سکیں کیونکہ جب علماء دوران وعظ یا کسی مجلسی گفتگو میں انگریزی الفاظ غلط طریقے سے بولتے ہیں تو سبکی ہوتی ہے۔اس لیے وہ اگر انگریزی کے ماہر نہ بھی ہوں تو روزمرہ کے الفاظ صحیح بولنے پر انہیں قدرت ضرور ہونی چاہیے۔

ڈاکٹر محمد امین: میری رائے میں طلبہ کو اتنی انگریزی تو آنی چاہیے جتنی ہمارے کالجوں میں بی اے کے طالب علم کو آتی ہے تاکہ ان کی اتنی بنیاد بن جائے کہ بعد میں اگر کوئی اس کی استعداد بڑھانا چاہے تو وہ ایسا کر لے۔

پروفیسر ساجد میر: اس کے لیے الگ تخصص ہونا چاہیے کہ فارغ التحصیل طلبہ میں سے جو چاہے اس میں تخصص حاصل کرے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: مجھے پروفیسر ساجد میر صاحب کی تجویز اچھی لگی ہے کہ ابتدائی تعلیم سب کی ہوتا کہ ان کا تلفظ درست ہو جائے پھر تخصص کی تعلیم ہو۔

مولانا نعیم الرحمٰن طاہر: اس کے لیے ماحول پیدا کرنے کی ضرورت ہے' جب تک ماحول نہیں ہوگا' طلبہ بول نہیں سکیں گے۔

مولانا یونس بٹ: بہرحال اصلاح زبان ضروری ہے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر: اس کے لیے معمل اللغۃ (لینگویج لیب) سے بھی فائدہ اٹھانے کے بارے میں سوچا جانا چاہیے بلکہ اس سے ہر زبان سیکھی جا سکتی ہے اور اس کا صحیح تلفظ سیکھا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر محمود الحسن: اس کے لیے متخصص اساتذہ کی بھی ضرورت ہے جو صرف زبان ہی پڑھائیں۔موجودہ اساتذہ کے بھی ریفریشر کورسز ہونے چاہئیں تاکہ وہ جدید طریق تدریس سے واقف ہو سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## موضوع: مرحلہ تخصص (دوسالہ)

۱ ۔ کسی ایك مضمون (مثلاً علوم القرآن یا علوم الحدیث یا علوم الفقه) میں تخصص

۲ ۔ ایك ساله تدریس در متعلقه مضمون و طرق تحقیق اور مقالے کی تسجیل

۳ ۔ دوسرے سال کے آخر تك تحقیقی مقالے کی تکمیل

## مرحلہ تحقیق (تین سالہ)

۱ ۔ جس مضمون میں تخصص کیا ھے اس کے کسی ایك موضوع پر تفصیلی تحقیق

۲ ۔ تحقیق میں تخلیقیت اور تقابلی مطالعے کا اهتمام

### تبصرہ:

ڈاکٹر محمد امین: اس وقت ہمارے اکثر مدارس میں صرف درس نظامی کا رواج ہے جو آٹھ سالہ تعلیم مساوی ایم اے ہے۔ اس کے بعد باقاعدہ تعلیم کا کوئی انتظام نہیں جس طرح عام یونیورسٹیوں میں ایم فل اور پی ایچ ڈی کا ہوتا ہے۔ اس کا ایک نقصان یہ ہے کہ علماء کو علمی اور تحقیقی امور میں کمزور سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ بڑے دینی مدارس درس نظامی کے بعد دو سالہ تخصص اور اس کے بعد تین سالہ درجہ تحقیق کے امتحان کا انتظام کریں۔ تخصص اور تحقیق کا یہ امتحان فقہ ہی نہیں سارے اسلامی علوم میں ہونا چاہیے۔

پروفیسر ساجد میر: اس میں کچھ باتوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ ایک تو یہ کہ صرف ذہین طلبہ کو داخلہ دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ اس کا انتظام وفاق کے تحت ہو نہ کہ انفرادی طور پر مدرسے کے پاس۔ اس کے دو فائدے ہوں گے ایک تو تحقیق کا رجحان فروغ پائے گا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مولانا یونس بٹ: ہمارے ہاں تو پچھلے سال ۳۰ فیصد طلبہ عالمیہ کے امتحان میں فیل ہوئے۔
ڈاکٹر محمد امین: پاس ہونے کی فیصد کتنی ہے؟
مولانا فضل الرحیم: ۳۳ فیصد
پروفیسر عبدالجبار شاکر: یہ ۴۰ فیصد ہونی چاہیے۔
ڈاکٹر محمد امین: میں جامعۃ الریاض میں تھا تو پاس ہونے کے لیے ۶۰ فیصد نمبر لینے پڑتے تھے۔
مولانا فضل الرحیم: پاس ہونے کی فیصد بڑھائی جانی چاہیے اور اسی طرح اوپر کے درجے بھی یعنی جید جداً اور ممتاز وغیرہ کے نمبر بھی بڑھانے چاہئیں۔

موضوع: تدریب اساتذہ:

۱۔ مجوزہ تبدیلیوں کے حوالے سے موجودہ اساتذہ کی تربیت
۲۔ نئے اساتذہ کی تربیت
۳۔ اس تدریب کا انتظام مجوزہ وفاق کرے گا

تبصرہ:

ڈاکٹر محمد امین: اس وقت غالباً وسائل کی کمی کی وجہ سے دینی مدارس میں تدریب اساتذہ کا کوئی پروگرام نہیں ہوتا جب کہ اس کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔
پروفیسر عبدالجبار شاکر: ہم وفاق المدارس السلفیہ میں کچھ کام کر رہے ہیں، گرمیوں کی چھٹیوں میں۔
ڈاکٹر محمود الحسن عارف: تدریس ایک فن ہے اس کی مہارت کے لیے تربیت ضروری ہے۔
پروفیسر ساجد میر: اس کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، اصل بات وسائل اور تنظیم کی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ڈاکٹر محمد امین: بلکہ پچھلے اجلاس میں ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کہہ رہے تھے کہ اساتذہ کے علاوہ ناظمین کی تربیت بھی ہونی چاہیے۔

موضوع: تربیت طلبہ:

تربیت کے چند رہنما اصول:

۱۔ ہر مرحلۂ تدریس میں تربیت کا ایک پرچہ ہو جس میں پاس ہونا لازمی ہو (مطلب یہ کہ اس پرچے میں فیل ہونے والا فیل ہو گا اگرچہ وہ دیگر سارے مضمونوں میں پاس ہو)۔

۲۔ ہر تعلیمی ادارے میں ایک مرکزی مربی ہو (جو صدر مدرس یا کوئی دوسرا سینئر استاد ہو سکتا ہے)

۳۔ ہر کلاس کا انچارج استاد مربی شمار ہو۔

٤۔ ہر کلاس میں طلبہ میں سے ایک مربی ہو۔

٥۔ طلبہ کی تربیت کے نظام کی نگرانی کے لیے اس تربیتی کمیٹی کا اجلاس ہر ماہ ہو۔

٦۔ اخلاقی فضائل و رذائل کو ایک سال کے ہفتوں میں تقسیم کر کے ہر ہفتے ایک اخلاقی فضیلت کے اپنانے یا رذیلت کے ترک کے لیے پورا ہفتہ پروگرام رکھے جائیں۔ جگہ جگہ کتبے لکھے جائیں، تقریریں ہوں، مذاکرے ہوں اور اس پر عمل درآمد کی شعوری کوشش ہو جس میں سب ایک دوسرے کی مدد کریں۔

۷۔ طلبہ کے اخلاق و عبادات وغیرہ کا ریکارڈ رکھنے کے لیے ہر طالب علم کی ایک فائل ہو۔

۸۔ تربیت کو ماپنے کے لیے تربیتی گراف کا طریقہ اپنایا جائے۔ مرکزی گراف کلاس روم میں آویزاں ہو جبکہ ایک گراف ہر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طالب علم کی فائل میں رہے ۔

۹۔ اجتماعی ذکر کے حلقے قائم کیے جائیں ۔

۱۰۔ صلحاء کی صحبت کا باقاعدہ انتظام کیا جائے ۔

تبصرہ:

ڈاکٹر محمد امین: طلبہ کی تربیت کے بارے میں تو دو رائیں نہیں ہو سکتیں، اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس طرف توجہ دی جائے اور اس کام کو منظم کیا جائے۔

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: آپ نے گراف سسٹم کا ذکر کیا ہے، میرے خیال میں اس کی ضرورت نہیں، بعض مدارس (خصوصاً جنوبی پنجاب) میں تو اس کے لیے تعذیب کا راستہ اختیار کیا جاتا ہے اور طلبہ کو مارا پیٹا اور ہتھکڑیوں میں رکھا جاتا ہے حالانکہ یہ کام پیار اور ترغیب سے ہونا چاہیے۔

مولانا فضل الرحیم: ہم نے اس طالب علم کے لیے جس کی تکبیر تحریمہ فوت نہ ہو، انعام رکھا ہے، اسی طرح کے دیگر اقدامات بھی کیے جا سکتے ہیں۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر: سندھ میں، منصورہ میں میرے علم میں ہے کہ اگر کوئی طالب علم نماز کے لیے مسجد میں نہ آئے تو ایک استاد اور چند طالب علم اس کے پاس مل کر تعزیت کے لیے جاتے تھے کہ تمہاری نماز فوت ہوگئی ہے اس لیے ہم افسوس اور تعزیت کے لیے آئے ہیں۔ اس طرح وہ طالب علم دوبارہ کبھی نماز باجماعت کا ناغہ نہیں کرتا تھا۔

مولانا یاسین ظفر: ہم نے بھی تربیت کے سو نمبر رکھے تھے، بعد میں اس طریقے کو چھوڑ دیا۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر: مجموعی فضا ایسی بنانی چاہیے ۔ تربیت کے مکینیکل طریقے عموماً نقصان دہ ہوتے ہیں۔

مولانا فضل الرحیم: بہرحال تربیت ضروری ہے۔ خصوصاً رذائل اخلاق کے ترک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے۔

موضوع: حکومت سے مطالبات:

۱۔ چاروں وفاقوں کو ملا کر ایک وفاق بنانا جس میں موجودہ چاروں وفاقوں کو نمائندگی حاصل ہو۔

۲۔ اس وفاق کی ڈگریاں مرکزی حکومت کی طرف سے منظور شدہ ہوں تاکہ طلبہ کو حصول ملازمت میں مشکل پیش نہ آئے۔

تبصرہ:

پروفیسر عبدالجبار شاکر: میرا خیال ہے اس مد کو رہنے دیا جائے، حکومت نے ہمیں کیا دینا ہے، ہم اپنے معاملات خود ہی نمٹانے کی کوشش کریں تو بہتر ہے۔

موضوع: اس اصلاحی پروگرام کی تنفیذ کا مسئلہ:

اس ورکنگ پیپر پر بحث و غور اور ترمیم و اضافہ کے بعد جو آخری مسودہ تیار ہو اس پر عمل درآمد کا طریق کار وضع کرنا۔

تبصرہ:

ڈاکٹر محمود الحسن عارف: میری رائے یہ ہے کہ ہم علمی سطح پر اگر کسی ایک اصلاحی پروگرام پر متفق ہو جائیں تو یہ بھی بڑی بات ہے۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر: متفقہ تجاویز تیار کرنے کے لیے چار رکنی کمیٹی بنا لی جائے تو مناسب رہے گا۔

مولانا فضل الرحیم: بڑی کمیٹی نے کیا کرنا ہے۔ آپ اور ڈاکٹر امین صاحب مل کر متفقہ سفارشات تیار کر لیں اور رمضان شریف کے بعد میٹنگ رکھ لیں اور کوشش کریں کہ اس میں سب لوگ آئیں تاکہ اتفاق رائے سے ایک چیز تیار ہو جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# روداد اجلاس مجلس فکر ونظر

## منعقدہ مرکز علوم اسلامیہ منصورہ، لاہور

بتاریخ ۶ فروری ۲۰۰۱ء

### شرکاء

۱۔ مولانا حافظ فضل الرحیم، جامعہ اشرفیہ لاہور
۲۔ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی، جامعہ نعیمیہ لاہور
۳۔ مولانا عبدالمالک، مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور
۴۔ مولانا نعیم الرحمٰن طاہر، جامعہ سلفیہ فیصل آباد
۵۔ مولانا مفتی محمد خاں قادری، جامعہ اسلامیہ لاہور
۶۔ مولانا محمد یونس بٹ، جامعہ سلفیہ فیصل آباد
۷۔ مولانا ضیاء الرحمٰن، جامعہ عربیہ گوجرانوالہ
۸۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر، پنجاب پبلک لائبریریز لاہور
۹۔ مولانا محمد عارف، جامعہ عربیہ گوجرانوالہ
۱۰۔ ڈاکٹر محمود الحسن عارف، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
۱۱۔ مولانا یاسین ظفر، جامعہ سلفیہ فیصل آباد
۱۲۔ ڈاکٹر محمد خلیل، سول لائینز کالج، لاہور
۱۳۔ ڈاکٹر محمد امین، جامعہ پنجاب، لاہور

### موضوع: متفقہ نصابی سفارشات کی منظوری

دینی مدارس کے نظام تعلیم کی اصلاح کے حوالے سے مجلس فکر ونظر کے اجلاس منعقدہ جامعہ اشرفیہ ۱۲ جولائی ۲۰۰۰ء' جامعہ نعیمیہ ۲۸ ستمبر ۲۰۰۰ء اور دفتر وفاق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



المدارس السّلفیہ' لاہور ۲۳ نومبر ۲۰۰۰ء میں زیر بحث آنے والی تجاویز کی روشنی میں تیار کردہ متفقہ سفارشات ڈاکٹر محمد امین اور پروفیسر عبدالجبار شاکر پر مشتمل کمیٹی نے تیار کی تھیں۔ اجلاس میں یہ متفقہ سفارشات پڑھ کر سنائی گئیں جن پر سارے علماء کرام نے صاد کیا اور بطور سند دستخط ثبت کیے۔ متفقہ سفارشات کا متن یہ ہے:

## متفقہ سفارشات

مقصود : ان سفارشات کا مقصد یہ ہے کہ:

۱۔ دینی مدارس کے طلبہ کے علم میں مزید رسوخ پیدا ہو۔

۲۔ ان کے اخلاق وللّٰہیت میں اضافہ ہو۔

۳۔ مسلکی تعصبات کا خاتمہ ہو۔

۴۔ طلبہ میں عصری تحدیات سے نمٹنے کی صلاحیت پیدا ہو۔

### علماء کی تیاری کے مقاصد:

۱۔ مساجد میں امامت وخطابت اور قرآن ناظرہ وحفظ کے علاوہ ترجمہ قرآن اور تدریس حدیث۔

۲۔ دینی مدارس میں تدریس

۳۔ جدید سکولوں / کالجوں / یونیورسٹیوں میں اسلامی و عربی علوم کی تدریس وتحقیق

۴۔ عام افراد معاشرہ کی دینی تعلیم اور اصلاح

### نصاب درس نظامی:

(مدت تدریس: ۸ سال' داخلہ برائے مڈل پاس)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسلامی علوم:

۱۔قرآن حکیم

۱۔ مکمل قرآن حکیم کا لفظی و بامحاورہ ترجمہ مع صرفی ونحوی تراکیب

۲۔ قرآن حکیم کے بعض منتخب حصوں کا تفسیری اور تحقیقی مطالعہ جس میں متنوع مناہج کی تفاسیر (مثلاً اثری، لغوی، فقہی، کلامی، سائنسی اور معاصر تفاسیر) شامل ہوں۔

۳۔ علوم القرآن

۴۔ تجوید کا ایک کورس سب کے لیے۔

۵۔ باقاعدہ درس قرآن کے ذریعے قرآنی مفاہیم ومقاصد کو طلبہ کے ذہین نشین کرانا

۶۔ غیر حفاظ طلبہ کے لیے حفظ کا نصاب

۷۔ آخری سال دورۂ قرآن یعنی مکمل قرآن حکیم کی تدریس

۸۔ ہر وہ مدرسہ جامعہ جہاں مکمل درس نظامی اور دورۂ حدیث کا انتظام ہو وہاں شیخ الحدیث کی طرح شیخ التفسیر کا ہونا ضروری ہو۔

۲۔حدیث وسیرت:

۱۔ صحیح بخاری ومسلم کا بالاستیعاب تحقیقی مطالعہ (جو فرقہ واریت سے مبرا ہو) آخری دورۂ حدیث سے پہلے۔

۲۔ باقی کتب صحاح ستہ کا دورہ آخری سال

۳۔ علوم الحدیث

۴۔ مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ فقہ واصول فقہ

۱۔ فقہ القرآن والسنہ

۲۔ حنفی اصول فقہ

۳۔ حنبلی، مالکی، شافعی، ظاہری اور شیعی اصول فقہ کا مطالعہ

۴۔ ان سب کا تقابلی مطالعہ اور عصر حاضر کے مسائل کے حوالے سے عملی مشق

۵۔ حنفی فقہ کا ایک متن

۶۔ دیگر فقہوں کے منتخب متون کا مطالعہ

۴۔ عقیدہ

۱۔ ماضی کے کلامی مباحث و مذاہب کا منتخب مطالعہ

۲۔ معاصر مذاہب ضالہ (قادیانیت و پرویزیت)

۳۔ تقابل ادیان

۵۔ منطق وفلسفہ

منتخب متون کا تعارفی مطالعہ

۶۔ مطالعۂ احوال امت

۱۔ مسلمانوں کی ماضی کی تاریخ کا اجمالی مطالعہ

۲۔ موجودہ مسلم دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ

۷۔ دعوت وتربیت

۱۔ اصول دعوت (دوسروں تک دعوت پہنچانے کے آداب وشروط)

۲۔ گفتگو اور تقریر کی عملی مشق

۳۔ اصول تربیت اور اخلاق (قرآن وسنت اور کتب تزکیۂ نفس سے)

۴۔ اس کی عملی مشق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۸۔ تحقیق

۱۔ ہر ہفتے لائبریری پریڈ

۲۔ ساتویں سال طرق تحقیق کی تدریس وعملی مشق

۳۔ آخری سال تحقیقی مقالہ لکھنا

## جدید علوم

۹۔ جدید سماجی علوم (معاشیات، سیاسیات، فلسفہ وغیرہ) کا تعارفی وتنقیدی مطالعہ

۱۰۔ جدید سائنسی علوم (طبیعیات، حیاتیات، کیمیا وغیرہ) کا تعارفی وتنقیدی مطالعہ

۱۱۔ کمپیوٹر ٹیکنالوجی کا تعارفی پیکیج

## زبانیں

۱۲۔ عربی، سمجھنے کے علاوہ عربی بولنے اور لکھنے (انشاء) کی عمدہ مہارت

## ضروری اقدامات

۱۔ عربی کے متخصص اساتذہ کا تقرر

۲۔ طریقہ مباشر اور طریق قواعد کے امتزاج پر مبنی نیا تدریسی منہج

۳۔ پہلے سال کے بعد عربی زبان کے پریڈ میں اردو بولنے پر پابندی اور آخری دو سالوں میں ذریعہ تعلیم بھی عربی ہو۔

۴۔ پندرہ روزہ بزم ادب اور تقریری وتحریری مقابلے

۵۔ ترجمہ

۱۳۔ اردو : اردو بولنے اور لکھنے کی عمدہ صلاحیت

## اقدامات:

۱۔ اردو کے دینی ادب کی تدریس

۲۔ اردو کے متخصص استاد کا تقرر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۳۔ پندرہ روزہ بزم ادب اور تقریری و تحریری مقابلے

۱۴۔ انگریزی : انگریزی پڑھنے، سمجھنے اور بولنے کی متوسط درجے کی صلاحیت

**اقدامات:**

۱۔ متخصص استاد کا تقرر

۲۔ اندازاً بی اے کی سطح تک کی تدریس

۱۵۔ فارسی: پڑھنے اور سمجھنے کی معمولی صلاحیت

۱۶۔ علاقائی زبانوں میں اظہار مدعا کی حوصلہ افزائی

## دراسات علیا

بڑے دینی مدارس اپنے آپ کو آٹھ سالہ درس نظامی تک محدود نہ رکھیں بلکہ اس کے بعد تخصص اور تحقیق کی تعلیم بھی جاری رکھیں جس کی کچھ تفصیل یوں ہے:

۱۔ درجہ تخصص (درس نظامی کے بعد دو سالہ تحقیقی پروگرام: مساوی ایم فل) پہلے تین ماہ طرق تحقیق و اساسی موضوعات کی تدریس و تسجیل موضوع

**موضوعات:**

۱۔ قرآن و علوم القرآن، حدیث و علوم الحدیث، فقہ و اصول فقہ، اسلام اور جدید مسائل وغیرہ

۲۔ درجۂ تحقیق (درجہ تخصص کے بعد ۳ سالہ فل ٹائم اور ۵ سالہ پارٹ ٹائم تحقیقی پروگرام: مساوی پی ایچ ڈی)

موضوعات کی تسجیل کے وقت مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے:

۱۔ تقابلی مطالعے کو ترجیح دی جائے

۲۔ پٹے پٹائے موضوعات کی بجائے ایسے موضوعات کا انتخاب کیا جائے جن کی عصر حاضر اور پاکستانی معاشرے کے حوالے سے اہمیت ہو۔

۳۔ تحقیق میں تخلیقیت اور اصالت پر اصرار کیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## متفرق امور:

داخلہ: درس نظامی میں داخلہ صرف ایسے مڈل پاس طلبہ کو دیا جائے جو ناظرہ پڑھ سکتے ہوں یا ان حفاظ کو جو مطلوبہ استعداد رکھتے ہوں۔

امتحان: ۱۔ ہر تعلیمی سال کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ہر حصے کے آخر میں امتحان نہائی ہو جائے۔

۲۔ امتحان میں معروضی سوالات بھی دیئے جائیں۔

۳۔ پاس ہونے کے لیے ۴۰ فیصد نمبر حاصل کرنا ضروری ہوں اور مجموعی طور پر ۵۰ فیصد۔

۴۔ تقریری/زبانی امتحان بھی ہونا چاہیے۔

## تدریس اساتذہ:

۱۔ نئے اساتذہ کی تربیت

۲۔ موجودہ اساتذہ کے لیے ریفریشر کورسز

۳۔ ناظمین و مہتممین مدارس کی تربیت

## تربیت طلبہ:

۱۔ ہر مدرسہ میں تربیت طلبہ کے کام کو اہمیت دی جائے اور اس کو منظّم کیا جائے مثلاً اساتذہ میں سے ہر کلاس کا ایک مربی ہو' طلبہ میں سے بھی ایک مربی ہو۔ ناظم مدرسہ (یا اس کا نامزد کردہ استاد) بطور مرکزی مربی کام کرے۔ ان لوگوں پر مشتمل ایک تربیتی کمیٹی ہو جس کا اجلاس ہر ماہ باقاعدگی سے ہو۔

۲۔ ہر امتحان میں عملی تربیت کا ایک پرچہ ہو جس کے ۱۰۰ نمبر ہوں اور اس میں پاس ہونا لازمی ہو۔

۳۔ صالح طلبہ کے لیے حوصلہ افزائی کے انعامات رکھے جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔ تربیت کے لیے ذکر وفکر کے ایسے حلقوں اور صحبت صالحین کا اہتمام کیا جائے جہاں قرآن وسنت کی تعلیمات کی سختی سے پابندی کی جاتی ہو۔

۵۔ جس طرح جدید تعلیمی اداروں میں ہفتہ صفائی منایا جاتا ہے اسی طرح دینی مدارس میں ہفتہ صفائی کے علاوہ اخلاقی تطہیر کے لیے بھی (رزائل سے بچنے اور حصول فضائل کے لیے) ہفتے منائے جائیں اور متعلقہ موضوع کے حوالے سے ہفتہ بھر عملی پروگرام رکھے جائیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# متفقہ سفارشات کا خلاصہ

- قرآن مجید اور اس کے علوم (تجوید، تحفیظ، تفسیر، دورۂ قرآن وغیرہ) کو نصاب میں مرکزی حیثیت دی جائے۔
- کتب حدیث کے عمومی سریع مطالعے کے ساتھ ساتھ منتخب کتب کا علمی اور تحقیقی مطالعہ بھی کیا جائے۔
- مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نصاب کا جزو بنایا جائے۔
- فقہ و اصول فقہ میں فقہ مقارن کو رواج دیا جائے۔
- عربی زبان اس طرح سکھائی جائے کہ لکھنے، بولنے اور ترجمتین کی صلاحیت بھی طلبہ میں پیدا ہو۔
- منطق و فلسفہ و کلام کا مطالعہ تعارفی ہونا چاہیے۔
- مسلم تاریخ، معاصر مذاہب ضالہ، احوال امت، دعوت و اصلاح، تدریس فارسی و اردو اور تقابل ادیان کو بھی نصاب کا حصہ ہونا چاہیے۔
- جدید علوم اور ٹیکنالوجی خصوصاً انگریزی زبان، سماجی و سائنسی علوم اور کمپیوٹر کا بھی تعارفی مطالعہ ہونا چاہیے۔
- علمی اختلاف برداشت کرنے اور مسلکی تعصب ختم کرنے کی کوشش کی جائے۔
- رسوخ فی العلم کے لیے طلبہ میں وسعت مطالعہ اور تحقیق کی عادات پختہ کی جائیں۔
- طلبہ کی دینی و اخلاقی تربیت کو بنیادی ہدف قرار دیا جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# متفقہ سفارشات پر علماء کرام کے دستخط

ہمیں ان سفارشات سے اتفاق ہے:

- (مولانا حافظ فضل الرحیم)
ناظم تعلیمات جامعہ اشرفیہ لاہور

- (مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی)
مہتمم جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور

- (مولانا عبدالمالک)
شیخ الحدیث مرکز علوم اسلامیہ منصورہ، لاہور

- (میاں نعیم الرحمٰن طاہر)
مہتمم جامعہ سلفیہ، فیصل آباد

(مفتی مولانا محمد خان قادری)
مہتمم جامعہ اسلامیہ، سمن آباد، لاہور

(مولانا محمد یونس بٹ)
جنرل سیکرٹری [illegible] جامعہ سلفیہ، فیصل آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(مولانا ضیاء الرحمٰن)
ناظم جامعہ عربیہ گوجرانوالہ

(پروفیسر عبدالجبار شاکر)
ڈائریکٹر لائبریریز پنجاب، لاہور

(مولانا محمد عارف)
نائب شیخ الحدیث جامعہ عربیہ گوجرانوالہ

(ڈاکٹر محمود الحسن عارف)
صدر شعبہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

(مولانا یاسین ظفر)
ناظم تعلیمات جامعہ سلفیہ، فیصل آباد

(ڈاکٹر محمد خلیل)
پروفیسر علوم اسلامیہ، اسلامیہ کالج سول لائنز، لاہور

6/2/2001 (ڈاکٹر محمد امین)
سیکرٹری [illegible] لاہور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مجلس فکر ونظر لاہور کی تحریک پر اہل سنت کے چار وفاقوں کے سرکردہ علماء کی طرف سے تیار کردہ

# متفقہ نصابی سفارشات پر مبنی

## نصابی خاکہ

۱۔ ان سفارشات میں تقریباً ۸۰ فیصد وہی مواد ہے جو اس وقت رائج درس نظامی میں ہے۔ جو تبدیلیاں تجویز کی گئی ہیں وہ یہ ہیں:

(ا) موجودہ دینی مضامین پر نظر ثانی: قرآن وعلوم القرآن میں تجوید وتحفیظ کے علاوہ قدیم وجدید تفسیروں اور اصول تفسیر کا مطالعہ نیز دورۂ قرآن۔ حدیث وعلوم الحدیث میں اصول حدیث کے علاوہ بخاری ومسلم کا تحقیقی مطالعہ۔ فقہ واصول فقہ میں تقابلی مطالعے کا اہتمام۔ تدریس عربی میں جدید عربی ادب کے علاوہ عربی بولنے، لکھنے اور ترجمتین کی صلاحیت وغیرہ۔

(ب) دینی ونیم دینی مضامین کا اضافہ: سیرت النبیؐ، تاریخ اسلام، مطالعہ امت (بشمول مطالعہ پاکستان)، تقابل ادیان ومذاہب ضالہ، اردو زبان، اصول دعوت، تحقیق۔

(ج) جدید مضامین کا اضافہ: انگریزی زبان۔ مغرب کے سماجی علوم (اقتصادیات، سیاسیات، قانون، معاشرت وغیرہ) کا تعارفی مطالعہ۔ مغرب کے سائنسی علوم (کیمیا، طبیعیات، حیاتیات وغیرہ) کا تعارفی مطالعہ۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی۔

(د) تربیت وتزکیہ: تعمیر سیرت وکردار کی اہمیت، حکمت عملی اور طریق کار۔

۲۔ ان سفارشات کی روشنی میں چاروں وفاقوں کے لیے ''ایک نصاب'' کا ابتدائی مسودہ تیار کیا گیا ہے۔ اس میں ایک جدول بھی دیا گیا ہے جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کیا چیز کب پڑھائی جائے گی اور نصاب میں اس کا وزن کیا ہوگا۔ اس میں پریڈز کی تفصیل بھی دی گئی ہے۔ اگرچہ بعض تفصیلات کے تعین کا کام عمداً اس مرحلے پر نہیں کیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

| سال | عربی | اردو | انگریزی | فارسی | قرآن و علوم | حدیث و سیرت | فقہ و اصول فقہ | منطق | فلسفہ | عقیدہ | مطالعہ امت | دعوت و تربیت | تحقیق | جدید سماجی علوم | جدید سائنسی علوم | کمپیوٹر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اول<br>نصف اول<br>نصف ثانی | 2<br>2 | 1<br>1 | 1<br>1 | | 1<br>1 | | | | | | | | | | | |
| دوم<br>نصف اول<br>نصف ثانی | 2<br>2 | .5<br>.5 | 1<br>1 | ☆<br>.5<br>.5 | 1<br>1 | | | | | | | | | | | |
| سوم<br>نصف اول<br>نصف ثانی | 2<br>2 | .5<br>.5 | .5<br>.5 | | 1<br>1 | 1<br>1 | | | | | | | | | | |
| چہارم<br>نصف اول<br>نصف ثانی | 2<br>2 | .5<br>.5 | .5<br>.5 | | 1<br>1 | 1<br>1 | | | | | | | | | | |
| پنجم<br>نصف اول<br>نصف ثانی | 1<br>1 | | | | 1<br>1 | 1<br>1 | 1<br>1 | .5<br>.5 | .5<br>.5 | | | | | | | |
| ششم<br>نصف اول<br>نصف ثانی | 1<br>1 | | | | 1<br>1 | 1<br>1 | 1<br>1 | | | .5<br>.5 | .5<br>.5 | | | | | |
| ہفتم<br>نصف اول<br>نصف ثانی | | | | | 1<br>1 | 1<br>1 | 1<br>1 | | | ☆☆<br>.25<br>.5 | .25<br>.5 | | .5 | .5<br>.5 | .5<br>.5 | |
| ہشتم<br>نصف اول<br>نصف ثانی | | | | | 1<br>1 | 2<br>2 | | | | | | .5<br>.5 | .5 | .5<br>.5 | .5<br>.5 | .5 |
| کل | 20 | 5 | 6 | 1 | 15 | 14 | 6 | 1 | 1 | 1.75 | 1.75 | 1 | 1 | 2 | 2 | .5<br>69 |

☆ یعنی ہفتے میں تین پیریڈز

☆☆ یعنی دو ہفتوں میں تین پیریڈز

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



| | سال | علوم دینیہ (قرآن وسنت وغیرہ) | علوم آلیہ (عربی، فارسی، اردو وغیرہ) | علوم عصریہ وعملیہ (جدید علوم وغیرہ) |
|---|---|---|---|---|
| اول | نصف اول | 20 فیصد | 60 فیصد | 20 فیصد |
| | نصف ثانی | 20 | 60 | 20 |
| دوم | نصف اول | 20 | 60 | 20 |
| | نصف ثانی | 20 | 60 | 20 |
| سوم | نصف اول | 40 | 50 | 10 |
| | نصف ثانی | 40 | 50 | 10 |
| چہارم | نصف اول | 40 | 50 | 10 |
| | نصف ثانی | 40 | 50 | 10 |
| پنجم | نصف اول | 60 | 40 | - |
| | نصف ثانی | 60 | 40 | - |
| ششم | نصف اول | 80 | 20 | - |
| | نصف ثانی | 80 | 20 | - |
| ہفتم | نصف اول | 70 | 10 | 20 |
| | نصف ثانی | 80 | - | 20 |
| ہشتم | نصف اول | 60 | - | 40 |
| | نصف ثانی | 60 | - | 40 |
| کل | | 790 | 670 | 240 |
| فیصد | | % 46 | %40 | % 14 |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

# مجوزہ نصاب

سال اول (نصف اول)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
| --- | --- | --- | --- |
| قرآن حکیم (حفظ)<br>(تجوید اور مشق) | پارہ عم<br>- | قرآن حکیم<br>جمال القرآن | -<br>علم التجوید قاری غلام رسول |
| عربی | اللغۃ العربیۃ | کتاب العربیۃ لغیر الناطقین بہا<br>(1) | القراءۃ المیسرہ |
| اردو | - | - | - |
| عربی | القواعد | النحو الواضح (1) | القواعد العربیۃ الصحیحۃ |
| انگریزی | - | - | - |

www.KitaboSunnat.com

# مجوزہ نصاب

سال اول (نصف ثانی)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم (حفظ۔ منتخب سورتیں) | البقرہ (پہلا اور آخری رکوع) الحشر، یسین، الملک، المزمل، المدثر | - | - |
| تجوید اور مشق | فوائد مکیہ | - | - |
| عربی | اللغۃ | کتاب العربیۃ لغیر الناطقین بہا (۲) | القراءۃ المیسرۃ الکتاب الاساسی |
| اردو | - | - | - |
| عربی | القواعد | النحو الواضح (۲) | القواعد العربیۃ الصحیحۃ |
| انگریزی | - | - | - |



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مجوزہ نصاب

سال دوم (نصف اول)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم (ترجمہ) | پارہ ۱ تا ۳ مع تطبیق قواعد | - | - |
| عربی | اللغۃ | العربیۃ لغیر الناطقین بہا (۳) | کتاب العربیۃ للناشئین |
| اردو | - | - | - |
| عربی | القواعد | ۱۔ اصول الصرف (نصف اول)<br>۲۔ النحو الواضح (۳) نصف اول | الکامل فی قواعد العربیۃ نحوھا و صرفھا |
| انگریزی | - | - | - |
| فارسی | - | - | - |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مجوزہ نصاب

سال دوم (نصف ثانی)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم (ترجمہ) | پارہ ۴ تا ۸ مع تطبیق قواعد | - | - |
| عربی | اللغۃ | العربیۃ لغیر الناطقین بہا (۴) | ا۔ کتاب العربیۃ للناشئین<br>۲۔ اقرأ العربیۃ وتحدث بہا |
| اردو | - | - | - |
| عربی | القواعد | ا۔ اصول الصرف (نصف ثانی)<br>۲۔ النحو الواضح (۳) نصف ثانی | الکامل فی القواعد العربیۃ نحوھا وصرفھا |
| انگریزی | - | - | - |
| فارسی | - | - | - |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سال سوم (نصف اول)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم (ترجمہ) | پارہ ۹ تا ۱۴ مع تطبیق قواعد | - | - |
| حدیث و سیرت | مطالعہ عمومی | ریاض الصالحین (۱) | - |
| عربی | اللغۃ<br>الانشاء والکتابہ | العربیۃ لیغر الناطقین بہا (۵)<br>معلم الانشاء (۱) | ا۔ دروس اللغۃ العربیۃ<br>۲۔ الندوی، قصص النبیین |
| اردو | - | - | - |
| عربی | القواعد (الصرف)<br>النحو | الشافیہ (نصف اول)<br>القواعد العربیۃ المیسرۃ (۱) | سلم اللسان فی النحو والصرف والبیان |
| انگریزی | - | - | - |
| | | | |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مجوزہ نصاب

سال سوم (نصف ثانی)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم (ترجمہ) | پارہ ۱۵ تا ۲۰ مع تطبیق قواعد | - | - |
| حدیث وسیرت | مطالعہ عمومی | ریاض الصالحین (۲) | - |
| عربی | اللغۃ<br>الانشاء والکتابۃ | العربیۃ لغیر الناطقین بہا (۶)<br>معلم الانشاء (۲) | ۱۔ دروس اللغۃ العربیۃ<br>۲۔ قصص النبیین<br>- |
| اردو | - | - | - |
| عربی | القواعد (النحو)<br>(الصرف) | القواعد العربیۃ المیسرۃ (۲)<br>الشافیہ (نصف ثانی) | سلم اللسان فی النحو والصرف والبیان<br>- |
| انگریزی | - | - | - |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مجوزہ نصاب

سال چہارم (نصف اول)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم (ترجمہ) | پارہ ۲۱ تا ۲۵ مع تطبیق قواعد | - | - |
| حدیث وسیرت | اصول حدیث (مصطلحات)<br>تدوین وحجیت حدیث | ڈاکٹر محمود الطحان: تیسیر مصطلح الحدیث (اردو)<br>د۔ مصطفیٰ السباعی، السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی | -<br>- |
| عربی | الادب (النثر القدیم)<br>(النثر الجدید)<br>(الشعر الجدید) | کلیلہ ودمنہ (منتخب)<br>طہ حسین، الشیخان (نصف اول)<br>تراجم منظومات اقبال ، الصاوی شعلان (منتخب) | -<br>-<br>- |
| اردو | - | - | ہارون الرشید ، اردو ادب اور اسلام |
| عربی | القواعد | النحو الوافی (۱، ۲) منتخب | مغنی اللبیب |
| انگریزی | - | - | - |



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مجوزہ نصاب

سال چہارم (نصف ثانی)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم (ترجمہ) | پارہ ۲۶ تا ۳۰ مع تطبیق قواعد | - | - |
| حدیث وسیرت | اصول حدیث (جرح وتعدیل، اسماء الرجال، تخریج حدیث) | ابن حجر، شرح نخبۃ الفکر | ۱۔ البغدادی، الکفایۃ<br>۲۔ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ |
| عربی | الادب (النثر القدیم)<br>(النثر الجدید)<br>(الشعر الجدید) | الف لیلۃ ولیلۃ (منتخب)<br>طہ حسین، الشیخان (نصف ثانی)<br>د۔ العزام، دیوان الاسرار والرموز (منتخب) | طہ حسین، الایام<br>سمیر عبد الحمید، اقبال و دیوان ارمغان حجاز |
| اردو | - | - | ہارون الرشید، اردو ادب اور اسلام |
| عربی | القواعد | النحو الوافی (۳، ۴) منتخب | مغنی اللبیب |
| انگریزی | - | - | - |



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مجوزہ نصاب

سال پنجم (نصف اول)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم (تفسیر) (علوم القرآن) | (تاریخ القرآن ، اعجاز القرآن، اسباب نزول، سبع قراءات، ناسخ و منسوخ | جلالین (پارہ ۱ تا ۱۵) سیوطی، الاتقان (منتخب) | مناع القطان ، مباحث فی علوم القرآن<br>صبحی صالح، مباحث فی علوم القرآن<br>تقی عثمانی، علوم القرآن<br>ابو زھرہ، المعجزۃ الخالدہ |
| حدیث و سیرت | متن حدیث<br>سیرت النبی | مشکوۃ (نصف اول)<br>ابن اسحٰق، سیرت النبی (نصف اول) | شبلی نعمانی، سیرۃ النبی<br>قاضی سلیمان، رحمۃ للعالمین<br>پیر کرم شاہ، ضیاء النبی |
| فقہ و اصول فقہ | اصول فقہ حنفی | اصول الشاشی | الجصاص، الفصول<br>البہاری، مسلم الثبوت |
| عربی | الادب (الشعر القدیم)<br>(الشعر الجدید)<br>(النثر القدیم)<br>(النثر الجدید) | دیوان حسان (منتخب)<br>احمد شوقی (منتخب)<br>المبرد، الکامل<br>العقاد: العبقریہ (۱) | -<br>قصص العرب<br>- |
| منطق | مبادیات و مصطلحات منطق | تیسیر المنطق | عبد الستار سعیدی، تعلیم المنطق |
| فلسفہ | مبادیات و مصطلحات فلسفہ | بدایۃ الحکمہ | مفتی افضل حسین، ہدایۃ الحکمۃ |



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مجوزہ نصاب

سال پنجم (نصف ثانی)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم (تفسیر)<br>(علوم القرآن) | تفسیر کے اصول ، مآخذ اور مناہج وغیرہ) | جلالین (پارہ ۱۶ تا ۳۰)<br>ا۔ شاہ ولی اللہ، الفوز الکبیر<br>۲۔ الاتقان (منتخب) | ابن تیمیہ، مقدمہ فی اصول التفسیر<br>محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون<br>محمد علی الصابونی، علوم القرآن |
| حدیث وسیرت | متن حدیث<br>سیرۃ النبی | مشکوٰۃ (نصف ثانی)<br>ابن اسحٰق، سیرۃ النبیؐ (نصف ثانی) | شبلی، سیرت النبی<br>تھانوی، نشر الطیب<br>داناپوری، اصح السیر<br>ادریس کاندھلوی، سیرۃ المصطفیٰ |
| فقہ واصول فقہ | متن حنفی فقہ | قدوری | |
| عربی | الادب (الشعر القدیم)<br>(الشعر الجدید)<br>(النثر القدیم)<br>(النثر الجدید) | دیوان المتنبی (منتخب)<br>حافظ ابراہیم (منتخب)<br>الجاحظ، البیان والتبیین (منتخب)<br>العقاد، العبقریۃ (۲) | قصص العرب |
| منطق | مبادیات و مصطلحات منطق | المرقاۃ | ایساغوجی |
| فلسفہ | مبادیات و مصطلحات فلسفہ | میبذی | غزالی، تہافۃ الفلاسفۃ<br>ابن رشد، تہافۃ التہافۃ<br>محمود جونپوری، شمس بازغہ |



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مجوزہ نصاب

سال ششم (نصف اول)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم | قدیم تفاسیر | ا۔ تفسیر طبری (پارہ ۱) | - |
| حدیث و سیرت | متن حدیث کا تحقیقی مطالعہ | بخاری (نصف اول) | فتح الباری<br>عمدۃ القاری |
| فقہ اصول فقہ | اصول فقہ (تقابلی مطالعہ) | ا۔ الآمدی، الاحکام (منتخب) | شافعی، الرسالۃ<br>زیدان، الوجیز فی اصول الفقہ |
| عربی | الادب (الشعر القدیم)<br>(النثر القدیم)<br>(النثر الجدید) | دیوان الحماسہ (منتخب)<br>ابن قتیبہ، ادب الکاتب (منتخب)<br>الافغانی، الرد علی الدھریین | -<br>-<br>- |
| عقیدہ | تصحیح عقائد<br>رد مذاہب ضالہ (قادیانیت) | شرح عقائد النسفی<br>قادیانی مسئلہ، مفتی محمد شفیع<br>قادیانی مسئلہ، مولانا مودودی | -<br>- |
| مطالعہ امت | مسلم تاریخ کا اجمالی جائزہ | ثروت صولت، مختصر تاریخ اسلام (۱) | معین الدین ندوی، تاریخ اسلام (۱) |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مجوزہ نصاب

سال ششم (نصف ثانی)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم | قدیم تفاسیر | ۱۔ رازی، تفسیر کبیر (پارہ ۲۹)<br>۲۔ جصاص، احکام القرآن (الاحزاب) | -<br>- |
| حدیث و سیرت | متن حدیث کا تحقیقی مطالعہ | بخاری (نصف ثانی) | ارشاد الساری<br>فتح الباری |
| فقہ و اصول فقہ | ا۔ متن فقہ حنفی | ہدایہ (اولین) | الکاسانی، بدائع الصنائع |
| عربی | الادب (الشعر القدیم)<br>(النثر القدیم)<br>(النثر الجدید) | المعلقات السبعۃ (منتخب)<br>عقد الفرید (منتخب)<br>الندوی، ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین | -<br>الاغانی<br>- |
| عقیدہ | تصحیح عقائد<br>رد مذاہب ضالہ (رد منکرین سنت) | عقیدہ طحاویہ مع شرح<br>افتخار احمد بلخی، فتنہ انکار حدیث | شبلی، الکلام و علم الکلام<br>مولانا مودودی، سنت کی آئینی حیثیت<br>مصطفیٰ الاعظمی، الدراسات فی الحدیث النبوی<br>عبدالرحمٰن کیلانی، آئینہ پرویزیت |
| مطالعہ امت | ماضی قریب کی مسلم تاریخ کا اجمالی جائزہ بشمول مطالعہ پاکستان | ثروت صولت، مختصر تاریخ اسلام (۲)<br>مطالعہ پاکستان | معین الدین ندوی، تاریخ اسلام (۲) |



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مجوزہ نصاب

سال ہفتم (نصف اول)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم | عصری تفاسیر (سورہ شوریٰ و نور) | مفتی محمد شفیع، معارف القرآن<br>پیر کرم شاہ، ضیاء القرآن | -<br>- |
| حدیث و سیرت | متن حدیث کا تحقیقی مطالعہ | مسلم (نصف اول) | ۱۔ النووی، المنہاج<br>۲۔ قاضی عیاض، اکمال |
| فقہ و اصول فقہ | متن فقہ حنفی | ہدایہ (آخرین) | الکاسانی، بدائع الصنائع |
| عقیدہ | رد ادیان باطلہ (یہودیت و عیسائیت) | ڈاکٹر مظہر الدین صدیقی، مذاہب عالم | رحمت اللہ کیرانوی، بائبل سے قرآن تک<br>سہ ماہی اسلام اور عیسائیت، آئی پی ایس اسلام آباد |
| مطالعہ امت | معاصر مسلم ممالک کے حالات و مسائل | قاسم محمود، اسلامی دنیا ۲۰۰۱ء | ندوی، مسلم ممالک میں اسلام اور مغربیت کی کشمکش |
| طرق تحقیق | مطالعہ طرق تحقیق | شلبی، کیف تکتب بحثا او رسالۃ | ڈاکٹر رفیع الدین، اسلامی تحقیق کا طریق کار<br>ڈاکٹر سعید اللہ قاضی، اسلامی تحقیق |
| جدید سماجی علوم | مغربی تہذیب کی فکری اساس<br>سیاسیات، مذہب | -<br>- | مولانا مودودی، تنقیحات<br>- |
| جدید سائنسی علوم | سائنسی ترقی کے اسباب، تاریخ | - | ڈاکٹر رفیع الدین ، اسلام اور |

www.KitaboSunnat.com



# مجوزہ نصاب

سالہ ہفتم (نصف ثانی)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم | عصری تفاسیر | مولانا مودودی ، تفہیم القرآن (شوریٰ و نور)<br>عبد الرحمن کیلانی ، تفسیر القرآن (شوریٰ و نور)<br>طنطاوی جوہری (سورہ دخان) | -<br>-<br>-<br>الفتح |
| حدیث و سیرت | متن حدیث کا تحقیقی مطالعہ | مسلم (نصف آخر) | مولانا عثمانی، فتح الملہم |
| فقہ و اصول فقہ | متون فقہ کا تقابلی مطالعہ | ابن رشد، بدایۃ المجتہد، (منتخب)<br>-<br>-<br>- | شاہ ولی اللہ ، الانصاف فی اصول الاختلاف<br>حاجی امداد اللہ، ہفت مسئلہ<br>المذاہب الخمسہ<br>ابوزہرہ، مذاہب اسلامیہ |
| عقیدہ ۱ | رد ادیان باطلہ (بدھ مت وہندو مت) | - | |
| مطالعہ امت | معاصر مسلم ممالک کے حالات و مسائل | زاہد حسین انجم ، مسلم ممالک کے مسائل و وسائل | امیر شکیب ارسلان ، اسباب زوال امت<br>بیگو وچ، اسلام اور مشرق و مغرب کی کشمکش<br>وحید الدین خاں، علم جدید کا چیلنج |
| جدید سماجی علوم | معاشیات، قانون | - | - |
| جدید سائنسی علوم | کیمیا | - | - |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مجوزہ نصاب

سال ہشتم (نصف اول)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم | دورۂ قرآن (نصف اول) | - | ڈاکٹر رفیع الدین، قرآن اور علم جدید |
| حدیث وسیرت | دورۂ حدیث | سنن ابی داوٗد | - |
| دعوت وتربیت | اصول الدعوۃ<br>اصول التربیۃ | زیدان، اصول الدعوۃ الاسلامیہ<br>احیاء علوم الدین (منتخب) | قاری محمد طیب، دعوت دین<br>سید قطب، خصائص الدعوۃ الاسلامیہ<br>علی ہجویری، کشف المحجوب<br>ندوی، تصوف واحسان |
| حدیث وسیرت | دورۂ حدیث | سنن ترمذی | - |
| جدید سماجی علوم | سماجیات | - | علامہ اسد، اسلام دوراہے پر |
| جدید سائنسی علوم | حیاتیات | - | - |
| کمپیوٹر | مبادیات کمپیوٹر | - | - |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# مجوزہ نصاب

سال ہشتم (نصف ثانی)

| مضمون | مواد تدریس | نصابی کتب | امدادی کتب |
|---|---|---|---|
| قرآن حکیم | دورہ قرآن (نصف ثانی) | - | موریس بکائیے، قرآن، بائبل اور سائنس |
| حدیث وسیرت | دورۂ حدیث | سنن نسائی | - |
| دعوت وتربیت | اصول تربیت<br>اصول دعوت | سہروردی ، عوارف المعارف (منتخب)<br>فتحی یکن، اصول الدعوۃ الاسلامیہ | ڈاکٹر میر ولی الدین، قرآن اور تعمیر سیرت<br>محمد قطب، قرآن کا طریق دعوت |
| حدیث وسیرت | دورۂ حدیث | سنن ابن ماجہ | - |
| تحقیق | تحقیقی مقالہ لکھنا | - | - |
| جدید سماجی علوم | فلسفہ، نفسیات | - | عبد السلام ندوی، تاریخ حکمائے اسلام<br>ڈاکٹر اظہر رضوی ، مسلم نفسیات کے خدوخال |
| جدید سائنسی علوم | کونیات/فلکیات | - | ڈاکٹر فضل کریم ، قرآن اور کائنات |



محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ایک نئے تعلیمی ماڈل کی ضرورت

تعلیمی ماڈل سے ہماری مراد وہ نمائندہ تعلیمی ادارہ ہے جس کے اصولوں و مناہج کی پیروی دوسرے بہت سے تعلیمی ادارے کریں۔ جس طرح مسلمانوں کے تعلیمی ادارے غیر مسلم تعلیمی اداروں کے مقابلے میں بعض منفرد خصوصیات کے حامل ہوتے ہیں' اسی طرح ایک مسلم ریاست یا معاشرے کے اندر بھی ایسے تعلیمی ادارے ہو سکتے ہیں جو مختلف وجوہ کی بناء پر ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور متعدد اسباب کی بنا پر ایک تعلیمی ماڈل کی صورت اختیار کر گئے ہوں کہ اس کے بعد جتنے بھی تعلیمی ادارے وجود میں آئیں ہیں وہ انہی کے اصول و مناہج کی پیروی کریں۔

انگریزی عہد میں برصغیر پاک و ہند میں مسلمانوں نے جو تعلیمی ادارے قائم کیے' ان میں سے دو یعنی دیوبند اور علی گڑھ تعلیمی ماڈل کی حیثیت اختیار کر گئے اور آج جب کہ ان کے قیام کو ڈیڑھ صدی ہونے کو ہے اور پاکستان کی صورت میں مسلمانوں کی آزاد علیحدہ مملکت قائم ہو چکی ہے۔ اس کے باوجود ان دونوں تعلیمی اداروں کی ماڈل ہونے کی حیثیت برقرار ہے۔ اس کے کچھ اسباب ہیں:

اولاً: ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کو شکست دینے کے بعد انگریزوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے بچے کھچے اقتدار کو تہس نہس کر کے رکھ دیا اور ان کے تمام تعلیمی' تہذیبی' معاشی' معاشرتی اور قانونی اداروں کو ختم کر دیا اور ان کی جگہ اپنی فکر و نظر کے مطابق نئے اداروں کے قیام کا ڈول ڈالا۔ مسلمانوں کو چونکہ وہ خصوصی طور پر دبانا اور کچلنا چاہتے تھے تاکہ ان کے دوبارہ اٹھ کھڑے ہونے اور ان کے مدمقابل آنے کا کوئی امکان نہ رہے۔ اس لیے انہوں نے تعلیمی میدان میں خاص طور پر مسلمانوں کو پسماندہ رکھنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا منصوبہ بنایا ۔ مسلمانوں کے تعلیمی اداروں کی عمارتوں' جاگیروں اور تعلیمی اوقاف پر قبضہ کرلیا' ان تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل لوگوں کو سرکاری ملازمتیں دینے سے انکار کر دیا اور ملک کے نئے انتظامی ڈھانچے میں حصول ملازمت کے لیے انگریزی زبان اور جدید علوم جاننے کی شرط عائد کر دی۔

ثانیاً: انگریزی استعمار کے ان اقدامات کے نتیجے میں مسلمانوں کا ردعمل دو طرح کا تھا۔ دین کا درد رکھنے والے لوگوں نے سوچا کہ ریاست و شوکت تو گئی ہے' نئے تعلیمی نظام سے دین بھی چلا جائے گا لہٰذا کسی طرح دینی علوم کو زندہ رکھنے اور پڑھنے پڑھانے کا انتظام کیا جائے۔ دینی قیادت نے چونکہ انگریز کی مزاحمت سب سے زیادہ کی تھی اور جانی و مالی نقصان بھی اسی کا سب سے زیادہ ہوا تھا لہٰذا فطری ردعمل کے طور پر ان کے اذہان وقلوب میں انگریز اور اس کے نظام تعلیم وتہذیب سے نفرت بھی اتنی ہی گہری تھی' چنانچہ انہوں نے ۱۸۶۷ء میں دیوبند میں ایک خالصتاً دینی مدرسے کے قیام کا انتظام کیا جس میں انہوں نے انگریزی تہذیب اور جدید علوم کا مکمل بائیکاٹ کیا۔

ملی درد رکھنے والے ایک دوسرے مسلم گروہ نے سوچا کہ اگر مسلمانوں نے انگریزی زبان نہ سیکھی اور جدید مغربی علوم سے استفادہ نہ کیا اور انگریز سے مزاحمت کی پالیسی جاری رکھی' تو وہ معاشی اور معاشرتی طور پر تباہ ہو جائیں گے کیونکہ ان کے تجزیے کے مطابق (اور یہ تجزیہ بھی اس حد تک صحیح تھا) کہ برصغیر کے مسلمانوں کی معیشت کا زیادہ تر انحصار سرکاری ملازمتوں پر تھا کہ تجارت پر تو ہندو بنیے کا غلبہ تھا اور رہی سہی کسر انگریز نے آ کر نکال دی تھی' نیز ان کا یہ خیال بھی تھا کہ اگر مسلمانوں نے انگریزی زبان اور جدید علوم نہ سیکھے تو وہ مغربی تہذیب کی روز افزوں ترقی اور سائنس و ٹیکنالوجی میں اس کی پیش رفت کے مقابلے میں بالکل پسماندہ ہو کر رہ جائیں گے۔ اس نقطہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نظر کے حامل گروہ نے ' جس کے سرخیل سر سید احمد خان تھے ۱۸۷۵ء میں علی گڑھ کالج قائم کر لیا جو ۱۹۲۰ء میں یونیورسٹی کی صورت اختیار کر گیا۔ سر سید خود دین کے اچھے عالم تھے (وہ مولانا قاسم نانوتوی کی طرح مولانا مملوک علی نانوتوی کے شاگرد رہے تھے) اور ان کی تعلیمی اسکیم میں اصلاً مذہبی اصول واقدار کو اہمیت دینا بھی شامل تھا' چنانچہ ان کے الفاظ مشہور ہیں کہ' فلسفہ ہمارے دائیں ہاتھ میں ہوگا' نیچرل سائینس بائیں ہاتھ میں اور لا الہ الا اللہ کا تاج سر پر'[۱] لیکن انہوں نے اپنی تعلیمی اسکیم پر جس طرح عمل درآمد کیا (کالج میں انگریز پرنسپل اور انگریزی سٹاف کی اکثریت' تربیت طلبہ میں ان کی بالا دستی' حاصل تعلیم انگریز سرکار کی نوکری سمجھنا اور دل ودماغ پر مغربی فکر وتہذیب کی برتری اور عظمت کا نقش بٹھایا جانا وغیرہ) یہ وہ امور تھے جنہوں نے مذہب اور مذہبی تعلیم کی علی گڑھ میں دال نہ گلنے دی اور اس کا مزاج بالآخر لبرلزم' سیکولرزم اور مغرب پرستی کا بنا۔

ثالثاً: یہ دونوں تعلیمی دھارے اس وقت مسلمانوں کی ضرورت تھے۔ علی گڑھ نے مسلمانوں کی دنیوی ضرورتوں کو پورا کرنا شروع کر دیا (خصوصاً سرکاری ملازمت کا دروازہ ان پر کھول دیا) اور دیوبند نے مسلمانوں کی دینی ضرورتوں کو پورا کرنا شروع کر دیا (مسجدوں کو آباد کرنا' ان میں قرآن حکیم کی تدریس اور معاشرتی ومذہبی رسوم ورواج کا بجا لانا وغیرہ)۔ ان وجوہ کی بنا پر یہ دونوں تعلیمی ادارے مضبوط ہو گئے اور ان کی پیروی میں بیسیوں مدارس اور سینکڑوں سکول وکالج ملک بھر میں کھلتے چلے گئے۔ اس طرح یہ دو تعلیمی ادارے دو تعلیمی ماڈل بن گئے۔

رابعاً: جن علاقوں میں پاکستان بنا وہ پہلے بھی مسلم اکثریت اور مسلم اثر ورسوخ کے علاقے تھے چنانچہ وہاں پہلے سے دیوبند کی طرز کے مدرسے موجود تھے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انہیں قائم کرنے والے اور ان میں پڑھانے والے اساتذہ اکثر دیوبند ہی کے فیض یافتہ تھے۔ پھر جو نامور علماء تقسیم ملک کے بعد پاکستان آئے انہوں نے یہاں آ کر بڑے بڑے دینی مدرسے قائم کیے جیسے لاہور میں مفتی محمد حسن نے جامعہ اشرفیہ اور مولانا حامد میاں نے جامعہ مدنیہ قائم کیا۔ کراچی میں مفتی محمد شفیع صاحب نے دارالعلوم ملیر اور مولانا محمد یوسف نبوری نے دارالعلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن قائم کیا اور یہی کچھ دیگر بڑے شہروں میں ہوا جیسے ملتان میں جامعہ خیر المدارس اور گوجرانوالہ میں جامعہ عربیہ کا قیام وغیرہ)۔ ان علماء کی اکثریت چونکہ دیوبند کی تعلیم و تربیت یافتہ تھی لہذا انہوں نے دیوبند والا نظام تعلیم ہی من وعن رائج کر دیا۔

جدید تعلیم کے میدان میں جو ادارے انگریزی حکومت نے مسلم اکثریتی علاقوں میں قائم کیے جیسے شمالی ہند میں پنجاب یونیورسٹی اور بنگال میں کلکتہ یونیورسٹی وغیرہ تو ظاہر ہے وہاں نظام تعلیم کلی طور پر انگریز کے ہاتھ میں تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ انہیں مسلمانوں کے دین وایمان اور اصول واقدار کے تحفظ کی فکر کیوں ہوتی؟ انہیں تو اپنا نظام حکومت چلانے کے لیے اچھے کارندے درکار تھے جو انہوں نے ان تعلیمی اداروں میں تیار کرنے شروع کیے۔ جدید تعلیم میں مسلمانوں نے جو مزید تجربے کیے وہ علی گڑھ ہی کی طرز کے تھے جیسے پشاور میں اسلامیہ کالج کا قیام (جس کے بانی سر عبد القیوم کو سرسید ثانی کہا جاتا ہے) اور جو بعد میں ترقی پا کر پشاور یونیورسٹی بن گیا اور گجرات میں زمیندار کالج کا قیام وغیرہ۔ یہی حال انجمن حمایت اسلام کے تعلیمی اداروں کا تھا کہ ان میں اور انگریز کے قائم کردہ اداروں میں یہ فرق تھا کہ یہاں اسلامیات کا پریڈ بھی ہوتا تھا اور ملی تحریکوں (جیسے تحریک پاکستان) سے وابستگی بھی ممنوع نہیں تھی۔ ورنہ جہاں تک تعلیمی اہداف کا تعلق ہے تو ان کے سامنے بھی علی گڑھ کی طرح آکسفورڈ اور کیمبرج ہی ماڈل تھے اور مغرب کی تمدنی ترقی ہی ان کے لیے بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



منارۂ نور تھی۔

ان حالات میں دینی مدارس کی حد تک دیوبند اور جدید تعلیم میں علی گڑھ کا نظام ہی ماڈل بنا رہا اور جتنے بھی نئے مدارس اور سکول کالج کھلے وہ ان ہی دونوں ماڈلوں کی نقل تھے اور کسی نے یہ نہ سوچا کہ ایک آزاد اسلامی مملکت کے قیام کے بعد اب حالات کے تقاضے کچھ اور ہیں اور جنہوں نے کچھ سوچا بھی تو محض اشک شوئی اور درخ اندوزی (Patch Work) سے کام لینا کافی جانا یعنی نظام تعلیم میں چھوٹی موٹی اور سطحی تبدیلیاں کر دیں اور یہ سمجھا کہ انہوں نے فرض ادا کر دیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس درخ اندوزی اور نیم دلانہ کوششوں نے معاملات کو مزید بگاڑا اور فکری انتشار اور ذہنی خلفشار میں مزید اضافہ کیا۔

یہ وہ چند بڑے اسباب تھے جنہوں نے دیوبند اور علی گڑھ کو ہمارا تعلیمی ماڈں بنا دیا اور یہ سلسلہ قیام پاکستان کے بعد ابھی تک جاری ہے اور ظاہر ہے کہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ قوم کو ان کے نقائص اور خامیوں کا بخوبی احساس نہیں ہو جاتا اور جب تک کوئی بہتر' موزوں اور متبادل تعلیمی ماڈل ان کے سامنے نہیں آ جاتا۔ لیکن پیشتر اس کے کہ ہم آپ کو بتائیں کہ ان دو تعلیمی ماڈلوں کی کورانہ تقلید کی وجہ سے ہماری تہذیبی اور ملی زندگی میں کیا خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں اور یہ کہ نیا تعلیمی ماڈل کن اصولوں پر قائم ہونا چاہیے' ہمیں آپ کو یہ بتانا ہے کہ ایک نئے تعلیمی ماڈل کے قیام پر اصرار کر کے ہم کوئی نرالی بات نہیں کہہ رہے بلکہ خود دیوبند اور علی گڑھ کے بانیوں اور ان کے بعد آنے والے دیگر ماہرین تعلیم اور اصحاب علم و فضل کو بھی ان اداروں کی خامیوں اور نقائص کا احساس رہا ہے' انہوں نے ان خرابیوں کو دور کرنے اور ان کے نقائص سے بچنے کی شعوری کوششیں کی ہیں اور اس غرض کے لیے نئے تعلیمی ادارے قائم کرنے کی بھی جدوجہد کی ہے۔

دیوبند کے قیام اور اس کی تعلیمی پالیسیوں کے وضع کرنے والوں میں مولانا محمد

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سرفہرست ہیں۔ مولانا گنگوہی قدیم منطق و فلسفہ کے تفصیلی مطالعے کے سخت خلاف تھے اور کہا کرتے تھے کہ ان کے مقابلے میں تو انگریزی پڑھنا بہتر ہے کہ چلو اس سے دنیوی فائدہ تو ہوگا لیکن یہ منطق و فلسفہ پڑھنے کا نہ کوئی دینی فائدہ ہے نہ دنیوی (۲) اسی طرح انہیں یہ احساس بھی تھا کہ دیوبند سے فارغ ہونے والے علماء کو انگریزی اور جدید علوم سے بھی واقف ہونا چاہیے چنانچہ انہوں نے دیوبند کے نصاب کو کچھ مختصر کیا اور اس کی مدت تدریس آٹھ سال سے کم کر کے چھ سال کر دی تا کہ طلبہ اتنی ہی مدت میں جدید علوم بھی سیکھ لیں اور اس کے لیے انہیں اضافی مدت نہ صرف کرنی پڑے لیکن وائے بدقسمتی کہ اس پروگرام پر عمل نہ ہو سکا اور چند سال کے بعد روایت پسندی کے غلبے نے دیوبند کے نصاب کو پہلی صورت میں بحال کر کے مدت تدریس دوبارہ آٹھ سال کر دی اور شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ نے تو علی گڑھ والوں سے مل کر باقاعدہ یہ معاہدہ کیا کہ دیوبند سے فارغ ہونے والے علی گڑھ جا کر جدید علوم حاصل کیا کریں گے اور اسی طرح علی گڑھ کے فارغ التحصیل دیوبند آیا کریں گے (۳) لیکن سوے اتفاق کہ شیخ الہند کی بیماری' اچانک وفات اور سیاسی اضطرابات کی وجہ سے اس پروگرام پر بھی عمل درآمد کی نوبت نہ آسکی۔

پھر یہ بات بھی قابل ملاحظہ ہے کہ سرسید کی زندگی ہی میں اہل علم علی گڑھ کی اٹھان اور حاصلات تعلیم سے' خصوصاً دینی حوالے سے' بیزار ہو گئے تھے اور شبلی جیسے آدمی نے علی گڑھ سے علیحدگی اختیار کر کے اور دیگر اہل علم سے مل کر متبادل ادارہ ندوۃ العلماء کے نام سے قائم کیا جس میں پیش نظر یہ تھا کہ دیوبند والی روایت پسندی اور خامیاں اس میں نہ ہوں اور علی گڑھ کے کچھ مثبت اثرات بھی موجود ہوں۔ یہ ادارہ بنا اور آج تک کام کر رہا ہے اور ملی زندگی پر اس کے مثبت اثرات سے بھی انکار ممکن نہیں لیکن بہرحال یہ علی گڑھ اور دیوبند کے مقابلے میں تیسرا تعلیمی ماڈل نہ بن سکا۔ تاہم یہاں کانٹے کی بات یہ ہے کہ اس ادارے کی بنیاد جب رکھی جا رہی تھی تو سرسید اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



وقت زندہ تھے۔ انہوں نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ "ایک عمدہ کام شروع ہوا ہے اس کو چلنے دینا چاہیے خدا اس کا نتیجہ نیک پیدا کرے...... اگر چہ مجھ کو توقع نہیں ہے کہ باہم علماء کے اتفاق ہو' الا کوشش ضرور ہو" (۴)

پھر جب ۱۹۲۰ء میں تحریک خلافت زوروں پر تھی اور اس کے چلانے والوں میں مولانا محمد علی اور مولانا شوکت علی جیسے علی گڑھ کے فارغ التحصیل بھی تھے تو فطری طور پر انہوں نے کوشش کی کہ علی گڑھ کا وزن اس تحریک کے پلڑے میں پڑے لیکن انگریز اساتذہ کی نگرانی میں علی گڑھ کا ماحول مغرب پرستی اور ماڈرنزم کے رنگ میں رنگا ہوا تھا اور انگریزی حکومت میں ملازمت کا حصول ہی طلبہ کا منتہائے مقصود بن کر رہ گیا تھا' چنانچہ تحریک خلافت کے حق میں علی گڑھ کے اندر اور باہر تحریک چلی لیکن جب اہل دانش وسیاست علی گڑھ کو انگریزوں کے خلاف تحریک میں متحرک نہ کر سکے تو انہیں بڑی مایوسی ہوئی اور انہوں نے سوچا کہ ایسی قومی یونیورسٹی بنانے کا کیا فائدہ جو قومی اہداف اور ملی عزائم کی پشتیبانی نہ کر سکے چنانچہ جنوری ۱۹۲۱ء میں علی گڑھ کے یونیورسٹی بن جانے کا اعلان ہونے سے بھی پہلے مولانا محمد علی' حکیم اجمل' ابوالکلام آزاد اور دوسرے قائدین نے جامعہ ملیہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا (گو اس طرح کی تجویز خود سرسید کے خلیفہ ثانی وقار الملک ۱۹۱۲ء میں دے چکے تھے) اور علی گڑھ ہی میں اس کا قیام ۱۹۲۰ء میں عمل میں لایا گیا اور اس کا افتتاح دیو بند کے مہتمم شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کے ہاتھوں ہوا (گو بعد میں یہ دہلی منتقل ہو گئی اور آج تک وہیں ہے) اور علی گڑھ کے طلبہ اور اساتذہ کی ایک کھیپ اس نئی یونیورسٹی میں چلی گئی۔ لیکن یہ ایک الگ داستان ہے کہ جامعہ ملیہ بھی علی گڑھ کی خامیوں سے مبرا ہو کر تیسرا تعلیمی ماڈل پیش نہ کر سکی اور آج بھی پبلک سیکٹر کی ایک عام ہندوستانی یونیورسٹی کی طرح کام کر رہی ہے۔

متبادل اداروں کے قیام کے علاوہ اصلاح نصاب کی کوششیں بھی ہوتی رہیں۔ چنانچہ مولانا رشید احمد گنگوہی نے دیو بند کے نصاب میں اصلاح کی جو کوشش کی' اس کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذکر ابھی ہوا' اس کے علاوہ علامہ شبلی نعمانی (۵) مولانا ابوالکلام آزاد (۶) بلکہ خود حلقہ دیوبند کے اپنے لوگوں میں سے مولانا مناظر احسن گیلانی، (۷) مولانا سعید احمد اکبر آبادی، (۸) قاضی زین العابدین سجاد (۹) اور دوسرے بہت سے علماء درس نظامی کے موجودہ نصاب پر تنقید کرتے اور اس میں اصلاح کی تجاویز دیتے رہے ہیں۔ مولانا عبید اللہ سندھی نے تو شیخ الہند مولانا محمود حسن کے مشورے سے دہلی میں ۱۹۱۳ء میں ایک ادارے ''نظارت المعارف'' کی بنیاد رکھی تاکہ دیوبند اور علی گڑھ کے فکری امتزاج اور اصلاح کی کوشش کی جا سکے (لیکن سیاسی حالات کے دباؤ اور مولانا کی سیمابی طبیعت کی وجہ سے کوئی بڑا کام نہ ہو سکا۔ (۱۰) خود دارالعلوم دیوبند نے ۱۹۲۸ء میں اعلان کیا کہ فلسفہ کی جدید کتب کو داخل درس کیا جائے گا (لیکن اس پر عمل نہ ہو سکا۔ (۱۱) مولانا حسین احمد مدنیؒ کے آخری زمانے میں پھر نصاب پر نظر ثانی کی تحریک شروع ہوئی اور دارالعلوم کی مجلس شوریٰ نے باضابطہ ایک کمیٹی کی تشکیل اس مقصد کے لیے کی جس نے نصاب میں کئی ترمیمات کی رائے دی اور قدیم علوم عقلیہ کو کم کر کے انگریزی اور علوم جدیدہ کو اس میں شامل کرنے کی سفارش کی (لیکن بعض وجوہ سے اس کمیٹی کی سفارشات پر بھی عمل نہ ہو سکا (۱۲) گو اس کی ضرورت برابر محسوس کی جاتی رہی)۔ (۱۳)

مذکورہ بالا چند واقعات سے یہ اندازہ بہرحال ہو جاتا ہے کہ برصغیر کے اہل دانش اور اہل تعلیم کو اس امر کا بخوبی احساس تھا کہ جن اصولوں پر دیوبند اور علی گڑھ کام کر رہے ہیں وہ یک طرفہ اور انتہا پسندی پر مبنی ہیں اور ان میں اصلاح کی ضرورت ہے لیکن اسے بدقسمتی کہیے یا حالات کی ستم ظریفی کہ جب برصغیر کی ملت اسلامیہ غلام تھی تو اپنے ملی و قومی آدرشوں کے حصول کے لیے متحرک اور منظم تھی لیکن جب ۱۹۴۷ء میں مملکت خداداد وجود میں آ گئی تو اس نے سمجھ لیا کہ ہمارا کام گویا ختم ہو گیا اور اب یہ نوزائیدہ اسلامی مملکت کا کام ہے کہ وہ تعلیم کی اصلاح اور پشتیبانی کا کام کرے۔ چنانچہ ملی سطح پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جو حرکت اور دلچسپی تعلیم و تربیت کے میدان میں تھی وہ ختم ہو کر رہ گئی۔ دوسری طرف پاکستانی حکومتوں نے جو رویہ اختیار کیا وہ مایوس کن تھا۔ تعلیمی نظام کو اسلامی ضروریات اور عصری تقاضوں کے مطابق ڈھالنے میں کسی پاکستانی حکومت نے کبھی خاطر خواہ دلچسپی نہیں لی' چنانچہ دیوبند اور علی گڑھ کی ثنویت آج بھی پہلے کی طرح زور و شور سے جاری ہے۔ دینی مدارس آج بھی دیوبند والی روایت پسندی پر عامل ہیں اور جدید تعلیم کے سکول و کالج اور یونیورسٹیاں آج بھی علی گڑھ والی مغرب پرستی اور دین سے عدم اعتناء والی پالیسی پر گامزن ہیں۔ بہاولپور کی اسلامیہ یونیورسٹی ایک عام یونیورسٹی بن کر رہ گئی ہے کیونکہ حکومتی حلقوں کو بدقسمتی سے ملی آدرشوں کی بقاء اور استحکام میں کوئی دلچسپی نہیں بلکہ جن طبقوں کی پاکستان میں حکومت رہی ہے اور آج بھی ہے' ان کے نزدیک آج بھی مغربی فکر و تہذیب ہی ترقی کا سرچشمہ اور اعلیٰ ترین تہذیب و تمدن کا مظہر ہے۔ ان حالات میں ان سے توقع رکھی بھی نہیں جا سکتی کہ وہ تعلیم کی اسلامی تشکیل نو کا کام کریں گے۔

بہرحال یہ تو ماضی کا ایک جائزہ تھا' ہمیں جو کہنا ہے وہ یہ کہ جو کام ہم کل نہیں کر سکے وہ آج کرنے کا عزم کیوں نہ کریں کہ خیر کے تعمیری کاموں میں تاخیر کو ہماری قوت عمل کو مہمیز کرنے کا سبب بننا چاہیے نہ کہ مایوسی و دل گرفتگی کا' کہ ہاتھ چھوڑ کر بیٹھے رہیں' خصوصاً یہ دیکھتے ہوئے کہ تعلیم کی موجودہ صورت ہمارے لیے عظیم ملی نقصانات کا سبب بن رہی ہے جن کی کچھ تفصیل درج ذیل ہے :

۱۔ عمومی تعلیم یا جدید تعلیم جو قوم کا ہر بچہ حاصل کرتا ہے (جو بچے سکول کالج کی بجائے دینی مدارس میں پڑھتے ہیں وہ کل بچوں کا شائد پانچ فیصد بھی نہیں ہوتے) اس میں دینی تعلیم کا ضروری مواد شامل نہیں ہے یعنی وہ مواد اپنے کیف و کم یعنی مقدار اور کوالٹی میں ایسا نہیں ہے جو ہماری دینی ضروریات بطریق احسن پوری کرے۔ یہ اسلامیات کے مضمون کی بات ہے۔ اس کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علاوہ جو چیز ناگزیر تھی وہ یہ کہ باقی سارے جدید علوم ومضامین کو اسلامی تناظر میں مرتب کرکے پڑھایا جاتا اس لیے کہ ان علوم کا فکری منبع مغرب کی لادین فکر اور تہذیب ہے لیکن اس کی طرف کسی حکومت نے آج تک توجہ ہی نہیں دی۔ پھر اس پر مستزاد یہ کہ طلبہ کی اسلامی نقطۂ نظر سے تربیت کا کوئی تصور جدید تعلیم میں موجود ہی نہیں۔ خلاصہ یہ کہ ہماری جدید تعلیم نہ تو ہمارے بچوں کو اچھا مسلمان بناتی ہے اور نہ انہیں ضروری دینی علم دیتی ہے۔

۲۔ دینی مدارس کا نظام تعلیم وہی پرانا درس نظامی ہے جس میں سارا زور علوم آلیہ پر ہے۔ اس میں نہ اسلامی علوم پر ترکیز ہے (ممکن ہے عام آدمی کے لیے یہ بات ناقابل فہم اور اچنبھے کی ہو لیکن دینی مدارس کے منہج تعلیم سے واقف ہر سنجیدہ شخص یہ جانتا ہے کہ درس نظامی میں ترکیز کتاب وسنت پر نہیں بلکہ ان کے معاون علوم پر ہے۔ یہ بات کسی سوء اتفاق کا نتیجہ نہیں بلکہ اس کے پیچھے پورا ایک تعلیمی فلسفہ ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں) اور نہ جدید علوم کا وہاں گزر ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ دینی مدارس کے ہر طالب علم کو جدید علوم کا ماہر ہونا چاہیے بلکہ جو بات ہم کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ دینی مدارس کے ہر طالب علم کو جدید علوم کا تعارفی مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ اسے یہ تو پتہ چلے کہ جس دنیا میں وہ رہ رہا ہے وہ کیا سوچتی ہے اور کیونکر سوچتی ہے؟ پھر مرحلۂ تخصص میں کچھ لوگ ایسے بھی ہونے چاہیں جو مختلف جدید علوم میں مہارت رکھتے ہوں تاکہ وہ زندگی کے مختلف شعبوں میں دینی رہنمائی کی تفصیلات ماہرانہ انداز میں سامنے لاسکیں۔ اس وقت کیفیت یہ ہے کہ دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طالب علم کو پتہ ہی نہیں ہوتا کہ عصر حاضر کیا ہے اور اس کے تقاضے اور چیلنج کیا ہیں اور ان سے کیسے عہدہ برآ ہوا جا سکتا ہے؟ نتیجہ یہ ہے کہ وہ معاشرے پر اثر انداز نہیں ہوسکتا، خصوصاً اس کے پڑھے لکھے طبقے پر جو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ وہ جس ذہنی فضا میں رہ کر مسجد کے منبر پر بیٹھ کر گفتگو کرتا ہے' اس کے سامعین کی ذہنی فضا اس سے مختلف ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ان کے درمیان بامعنی اور سنجیدہ ڈائیلاگ ہوتا ہی نہیں۔ ہمارے علماء اورعوام (خصوصاً پڑھے لکھے اور جدید تعلیم یافتہ لوگوں) کے درمیان جو ذہنی' فکری' معاشرتی اور معاشی بُعد ہے اور جو دن بدن بڑھ رہا ہے' اس نے دین کو ایک قابل عمل اور زندہ حقیقت نہیں رہنے دیا بلکہ وہ ایک یوٹوپیا بن کر رہ گیا ہے۔

۳۔ مندرجہ بالا ثنویت کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلام میں دین اور دنیا کی تفریق اور ان کے الگ الگ ہونے (جو ہمارے نزدیک ایک نوع کا سیکولرزم ہی ہے) کے پرانے مرض کو بہت تقویت حاصل ہوئی ہے' علماء اور عوام کے درمیان فاصلہ بڑھا ہے اور اسلام کے قابل عمل ہونے اور معاشرے کی عملی رہنمائی کرنے کے عمل کو بالواسطہ طور پر بہت زک پہنچی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ دین پر عمل کرنے والے ہر آدمی کو مولوی اور عجوبہ سمجھا جاتا ہے جو ایک عام دنیا دار مسلمان سے الگ مخلوق ہوتی ہے اور عام معاشرے میں misfit ہوتی ہے۔ اس صورت حال سے زندگی کے مرکزی اور مجموعی دھارے ( Mainstream Life) کے اسلام سے قریب آنے کی بجائے نیکی کے جزیرے وجود میں آنے شروع ہو گئے ہیں اور یہ جزیرے بھی دن بدن سکڑ رہے ہیں۔

۴۔ اس کا ایک بہت بڑا نقصان یہ ہے کہ ایک موحد' معتدل اور یکسو شخصیت (An integrated & balanced Personality) وجود میں نہیں آسکی۔ دین و دنیا کی عدم آہنگی اور تفریق نے فکری انتشار اور ژولیدگی کو پروان چڑھایا ہے اور انتہا پسندی کو ترقی دی ہے۔ ایک عام آدمی جب مذہب کی گرفت میں آتا ہے تو وہ اپنی پہلے کی زندگی کو یکلخت ترک کر کے ایک دوسری انتہا پر پہنچ جاتا ہے یا ایک دیندار آدمی اپنی دینداری کے سارے مظاہر کے باوجود اندر سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


www.KitaboSunnat.com

ایک سخت دنیادار آدمی بن جاتا ہے جس کے اندر دین کی حقیقی روح اور رمق باقی نہیں رہتی۔ اس دو رخے پن اور منافقت کے اژدھا نے ہمارے ملی وجود کو جکڑ کر بے دست و پا بنا دیا ہے جس کا انجام' سب کو معلوم ہے' کہ بالآخر موت ہے۔

۵۔ آج مغرب کی فکر اور تہذیب ایک غالب اور برتر تہذیب ہے۔ اس کا غلبہ سیاسی' معاشی اور عسکری ہی نہیں فکری بھی ہے۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے کہ اس کا شعوری طور پر ادراک نہ کرنا اور اس کے توڑ کی فکر نہ کرنا خودکشی کے مترادف ہے۔ آج ہمارے تعلیمی نصابات بلکہ تعلیم و تربیت کا سارا ڈھانچہ مغربی افکار کے سائے تلے پروان چڑھ رہا ہے۔ اس کے دفعیے کے لیے نہ صرف مضبوط دفاعی اقدامات کی ضرورت ہے بلکہ اس کے لیے مثبت ہجومی پیش رفت کی ضرورت بھی ہے لیکن اوپر ذکر کردہ تعلیمی ثنویت نے ہمارے نظام تعلیم کو مغربی تہذیب کے لیے لقمہ تر بنا کر رکھ دیا ہے۔ کیا یہ مضحکہ خیز بات نہیں کہ ہمارے دینی مدارس آج بھی صرف مسجد کے امام پیدا کر رہے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ یہی ان کا کام ہے۔ وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر ان کا کام صرف مسجد کے مولوی تیار کرنا ہے تو یونیورسٹی کے اکنامکس کے مسلمان طالب علم کو کون یہ بتائے گا اور اس پر مطمئن کرے گا کہ اسلام کا بلاسودی معاشی نظام مغرب کے سودی سرمایہ دارانہ نظام سے بہتر ہے اور کیسے بہتر ہے اور آج کیونکر قابل عمل ہے؟

۶۔ تزکیہ و تربیت ہر نظام تعلیم کی جان ہوتے ہیں بلکہ تزکیہ تو دین کا مرکزی نقطہ اور جوہر ہے۔ اللہ اپنے پیغمبر اسی لیے بھجواتا ہے کہ وہ لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کریں تاکہ وہ ہدایت پا کر اللہ کے احکام کی اطاعت کرتے ہوئے زندگی گزاریں اور دنیا و آخرت دونوں میں سرخرو ٹھہریں (۱۴) اور قرآن حکیم میں ہے کہ اللہ نے اپنا آخری پیغمبر بھی لوگوں کے تزکیے ہی کے لیے مبعوث فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھا۔ (۱۵) مسلمان اہل علم وصلاح نے صدر اسلام ہی میں جب لوگوں کے اندر ایمانی واخلاقی کمزوریوں کو جڑ پکڑتے دیکھا تو تزکیہ وتربیت کے لیے اجتماعی کوششیں شروع کر دیں جو بالآخر تصوف کے نام سے ایک وسیع ادارے اور تحریک کی شکل اختیار کر گئیں۔ اگرچہ اس میں جلد ہی بہت سی غیر اسلامی رسوم ورواج اور افکار دخیل ہو گئے لیکن اس کے باوجود صدیوں تک مسلم تاریخ میں اگر مدارس نے تعلیم مہیا کی تو خانقاہوں نے تزکیہ وتربیت کا سامان مہیا کیا۔ آج نیا زمانہ ہے' نہ وہ قدیم مدارس رہے نہ خانقاہیں لیکن کیا ہمیں تزکیہ وتربیت کی ضرورت بھی نہیں رہی؟ آج کی جدید تعلیم میں اسلامی تزکیہ وتربیت کا تصور راہ ہی نہیں پا سکا' کیا اس کی موجودگی کی ضرورت اہل فکر ونظر محسوس نہیں کرتے؟ کیا اس وقت ہمارے ہاں جو فکری انارکی' اخلاقی انحطاط اور سیرت وکردار کا بحران پایا جاتا ہے اس کی یہی بڑی وجہ نہیں کہ جو بچے ہمارے سکولوں کالجوں میں آتے ہیں ہم انہیں پڑھنا لکھنا تو سکھا دیتے ہیں لیکن ان کی اخلاقی تربیت نہیں کرتے' انہیں اچھا انسان اور اچھا مسلمان بنانے کی تگ ودو نہیں کرتے؟ کیا ہمارے تربیت اساتذہ کے اداروں میں اساتذہ کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ طلبہ کو اچھا مسلمان کیسے بنایا جائے؟ کیا ہمارے علماء وصلحاء کو اس کی فکر ہے کہ نئی نسل کے بگڑے اخلاق کیسے سنوریں گے' کہاں سنوریں گے اور انہیں کون سنوارے گا؟

تو مختصر الفاظ میں یہ چند وہ چیدہ خامیاں ہیں جو ہمارے موجودہ تعلیمی ماڈلوں کی پیروی میں ہمارے تعلیمی اداروں میں سرایت کیے ہوئے ہیں۔ یہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں ورنہ اگر تفصیل سے ان کا جائزہ لیا جائے تو یہ تکلیف دہ حکایت لمبی بھی ہو سکتی ہے۔ تاہم ان سے ایک بات پوری طرح واضح ہو کر ہمارے سامنے آجاتی ہے کہ ہمارے زوال اور نکبت کا بڑا سبب ہمارا یہ ناکارہ نظام تعلیم ہی ہے۔ یہی ساری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خرابیوں کی جڑ ہے اور اس نظام تعلیم کی خرابیوں کا بڑا سبب اس کی ثنویت اور دوئی ہے یعنی علی گڑھ اور دیوبند کو تعلیمی ماڈل سمجھنا اور جمود کے پورے جذبے کے ساتھ آنکھیں بند کر کے ان کی پیروی کیے چلے جانا۔ لہٰذا وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ان دونوں تعلیمی ماڈلوں سے صرف نظر کر کے ایک نیا تعلیمی ماڈل کھڑا کیا جائے جس میں ان دونوں کی خوبیاں تو ہوں لیکن ان کی خامیاں اور نقائص نہ ہوں۔ وہ ہماری دینی ضروریات بھی پوری کرے اور عصر حاضر کی تحدیات (چیلنج) سے نمٹنے اور ہمارے آج کے مسائل حل کرنے کا بھی اہل ہو۔ وہ ایسی متوازن اور یکسو شخصیت پروان چڑھائے جو اعلیٰ اخلاق و کردار کی حامل ہو' دینی تعلیمات سے واقف اور ان پر عامل ہو اور ساتھ ہی جدید سماجی اور سائنسی علوم سے بھی بخوبی واقف ہو اور جو بیک وقت دنیا اور آخرت میں کامیابی اور سربلندی کے لیے جدوجہد کر سکے۔

نئے تعلیمی ماڈل کے خدوخال کیا ہونے چاہئیں؟ اگرچہ مذکورہ بالا بحث میں ان کی کافی حد تک نشاندہی ہو چکی ہے تاہم پھر بھی مزید وضاحت کی خاطر ہم اس کے بارے میں کچھ عرض کیے دیتے ہیں:

## نئے تعلیمی ماڈل کے خدوخال

۱۔ اس کی نظریاتی سمت متعین ہوگی کہ اس کا مقصد طلبہ کو اچھا' عملی اور کامیاب مسلمان بنانا ہے تاکہ وہ دنیا کی زندگی الٰہی تعلیمات کے مطابق گزار سکیں اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کر سکیں' جو ہر مسلمان کا مقصد حیات ہے اور جس کے نتیجے میں دنیا میں بھی خوشی' عزت اور سربلندی حاصل ہوتی ہے۔

۲۔ اس میں تعلیمی ثنویت نہ ہوگی اور نہ جدید و قدیم کا جھگڑا ہوگا۔ عام تعلیم اس طرح دی جائے گی کہ دنیوی علوم کے ساتھ دینی تعلیمات کا بھی اس میں معتدبہ حصہ ہوگا۔ اسی طرح جو طلبہ دینی علوم میں خصوصی مہارت (تخصص) حاصل کرنا چاہیں گے' وہ جدید دنیوی علوم کا تعارفی و تقابلی مطالعہ بھی لازماً کریں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یہ دونوں طرح کی تعلیم ایک ہی ادارہ دے گا تاکہ شکل کی حد تک بھی ثنویت کا احساس پیدا نہ ہو۔

۳۔ تزکیہ و تربیت اس تعلیمی ادارے کے نظام تعلیم کا لازمی حصہ ہوں گے۔ اس تربیت کے دو حصے ہوں گے ایک عمومی تربیت جس میں بنیادی انسانی صلاحیتوں کو جلا دی جائے گی جیسے صفائی' وقت کی پابندی' نظم وضبط کی عادت' تقریری و تحریری صلاحیتوں میں اضافہ' کھیلوں میں حصہ لینا وغیرہ۔ دوسرے خصوصی تربیت جس میں طلبہ کو اللہ تعالیٰ کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھایا جائے گا۔ ان دونوں طرح کی تربیت کے لیے ایک بھرپور تربیتی پروگرام بنایا جائے گا۔ تربیتی نظم ہوگا۔ ہفتہ وار' ماہانہ اور سالانہ منصوبہ بندی ہوگی۔ ہر طالب علم کی الگ فائل ہوگی۔ اس غرض کے لیے نصاب میں تبدیلی ہوگی۔ اساتذہ کی خصوصی تربیت کی جائے گی۔ تربیت کا باقاعدہ پرچہ ہوگا' جس میں پاس ہونا لازمی ہوگا یعنی جو بچہ تربیت کے پرچے میں فیل ہو جائے وہ فیل ہوگا خواہ وہ دوسرے سارے مضامین میں پاس ہی کیوں نہ ہو۔ تربیتی سرگرمیوں کا وزن اور اہمیت تعلیمی سرگرمیوں سے کسی طرح کم نہ ہوگی۔

۴۔ نیا نصاب بنایا جائے گا اور نئی کتابیں لکھی جائیں گی۔ نئے نصاب کے راہنما اصول یہ ہوں گے:

i) اس میں جدید دنیاوی اور دینی علوم موزوں امتزاج کے ساتھ موجود ہوں گے۔

ii) جدید علوم اسلامی تناظر میں مدون کیے جائیں گے۔

iii) مغربی علوم کا تنقیدی اور تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔

iv) ہر مسلمان طالب علم کو اتنا دینی علم ضرور دیا جائے گا جتنا ایک عام مسلمان کے لیے ضروری ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



v) تربیت کا موضوع اور مواد بھی نصاب کا حصہ ہوگا۔

vi) اس میں بچوں کی عمر اور پاکستانی معاشرت کا لحاظ رکھا جائے گا۔

vii) اس میں اصرار انسان سازی اور سماجی علوم پر ہوگا تاہم سائنس اور ٹیکنالوجی کو بھی پس پشت نہ ڈالا جائے گا۔

۵۔ اساتذہ کی تربیت کا خصوصی انتظام ہوگا تاکہ ان کو بتایا جاسکے کہ نہ صرف بچوں کو عمدہ تعلیم احسن انداز میں دینی ہے بلکہ یہ بھی کہ ان کی تربیت کر کے ان کو اچھا انسان اور اچھا مسلمان کیسے بنانا ہے؟

٦۔ تعلیم گاہ کا ماحول بچوں کی تربیت میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس تعلیم گاہ کا ماحول ایسا بنایا جائے گا جو تزکیہ و تربیت میں مددگار ہو۔ اس کے لیے ہم نصابی سرگرمیوں کا وسیع نیٹ ورک قائم کیا جائے گا جس سے نہ صرف طلبہ کی بنیادی انسانی صلاحیتوں کو جلا بخشی جائے گی بلکہ عملی اقدامات کے ذریعے انہیں اطاعت الٰہی کا خوگر بھی بنایا جائے گا (تعلیمی اداروں میں طلبہ کی اسلامی تربیت کیسے کی جائے؟ اس پر ہماری ایک پوری کتاب موجود ہے)۔

ے۔ طلبہ کو فکری حریت کا درس دیا جائے گا' سوال پوچھنے کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور ان کے جذبۂ تجسس کو ابھارا جائے گا۔ بڑی عمر کے طلباء کو تحقیق کا خوگر بنایا جائے گا اور تحقیق میں بھی تخلیقیت کو اہمیت دی جائے گی۔

۸۔ Execellence یعنی بہترین کارکردگی ہر سطح پر اس تعلیمی ادارے کا ماٹو ہو گا۔ طلبہ اور اساتذہ میں مسابقت کا ماحول پیدا کیا جائے گا۔ صرف ذہین' محنتی اور لائق طلبہ کو داخلہ دیا جائے گا۔ اسی طرح صرف ذہین' محنتی اور لائق اساتذہ کو تعلیم و تربیت کی ذمہ داری سونپی جائے گی جو اس کام کو مشن کے طور پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سرانجام دیں گے۔

۹۔ اس ادارے کا مطمح نظر نفع اندوزی اور پیسے کمانا نہیں ہوگا۔ وہ طلبہ ہی کو نہیں اساتذہ کو بھی اعلیٰ اخلاقی اور دینی نصب العین دینے کی جدوجہد کرے گا۔

۱۰۔ یہ ادارہ اصلاح تعلیم کے جن اصولوں پر قائم ہوگا انہیں معاشرے میں برپا کرنے کے لیے بھرپور جدوجہد کرے گا تاکہ وہ محض تعلیمی ادارہ نہ رہے بلکہ نظام تعلیم وتربیت کی اسلامی تشکیل نو کرتے ہوئے تجدید تعلیم وتربیت کی تحریک بن جائے اور اصلاح فرد اور اصلاح ملت میں اہم کردار ادا کر سکے۔

یہ وہ چند اصول ہیں جن پر نئے تعلیمی ماڈل کی بنیاد رکھی جانی چاہیے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ جو لوگ نظام تعلیم وتربیت کی اہمیت سے واقف ہیں کہ یہ اصلاح فرد اور اصلاح اجتماعی میں کتنا بڑا کردار ادا کر سکتی ہے، جو مروجہ تعلیمی نظام کی خرابیوں سے آگاہ ہیں اور ان سے بچنے کے لیے اس کی اسلامی تشکیل نو چاہتے ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ اٹھ کھڑے ہوں اور اس نئے تعلیمی ماڈل کو قائم کرنے کی جدوجہد میں لگ جائیں۔ اگر کل ہم دیوبند اور علی گڑھ جیسے تعلیمی ماڈل قائم کر سکتے تھے تو آج ایک تیسرا تعلیمی ماڈل کیوں قائم نہیں کر سکتے؟ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم یکسو ہو کر اس کام میں لگ جائیں اور اللہ سے نصرت طلب کرتے رہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم کامیاب نہ ہوں کہ اس کا وعدہ ہے کہ جو اس کی راہ کا جویا ہو وہ اسے سیدھی راہ ضرور دکھاتا ہے (۱۶) اور جو اس کی طرف بڑھے وہ اس کا ہاتھ ضرور پکڑتا ہے (۱۷) اور جس کی نصرت پر وہ کمربستہ ہو جائے دنیا کی کوئی طاقت اس کی کامیابی کا راستہ نہیں روک سکتی۔ (۱۸)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# دینی مدارس کا نظام تربیت

## چند اصلاح طلب پہلو

[۴ دسمبر ۲۰۰۳ء کو الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ میں اساتذہ کے دوروزہ مشاورتی اجتماع کی دوسری نشست سے خطاب]

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی نبی الھدی۔ اما بعد!

قال سبحانہ وتعالی فی کتابہ الکریم ﴿ کَمَا اَرْسَلْنَا فِیْکُمْ رَسُوْلًا مِّنْکُمْ یَتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِنَا وَیُزَکِّیْکُمْ وَیُعَلِّمُکُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَۃَ ﴾ (۱) وقال النبی ﷺ "ادبنی ربی فاحسن تادیبی"۔ (۲)

صُلب موضوع پر گفتگو سے پہلے دو باتیں تمہیداً عرض کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔ ایک تو یہ کہ مجھ سے پہلے مولانا زاہد الراشدی صاحب نے دینی نظام تعلیم میں اصلاح کے حوالے سے کچھ باتیں کہی ہیں لیکن انہیں میرے مقابلے میں ایک فوقیت (Advantage) حاصل ہے، اور وہ یہ کہ چونکہ وہ دینی مدارس کے نظام سے براہ راست متعلق ہیں، اس لیے اگر وہ اس نظام میں اصلاح یا اس کے نہج میں تبدیلی کی بات کرتے ہیں تو وہ کسی حد تک قابل قبول یا کم از کم قابل برداشت ہوتی ہے۔ میرا معاملہ یہ ہے کہ میں مدارس کا نہیں کالج اور یونیورسٹی کا آدمی ہوں، اور دینی مدارس کے لوگ یہ تاثر لے سکتے ہیں کہ یہ کوئی باہر کا آدمی ہے جو ہم پر تنقید کر رہا ہے۔ میں اس تاثر کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں بھی عربی اور اسلامیات کا آدمی ہوں، ساری عمر یہی مضامین پڑھتے پڑھاتے گزری ہے، صرف میدان عمل اور پلیٹ فارم کے بدل جانے سے آدمی 'باہر کا آدمی' نہیں بن جاتا۔ ہمارا موضوع ایک ہے، مقصد ایک ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ آپ مدرسے میں پڑھاتے ہیں اور میں یونیورسٹی میں کام کرتا ہوں۔ چنانچہ میری گزارشات کو کسی باہر کے آدمی کی تنقید یا تنقیص نہ سمجھیے۔ میں بھی آپ ہی میں سے ہوں، آپ سے محبت کرتا ہوں، آپ کا احترام کرتا ہوں اور آپ کے مسائل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کو اپنے مسائل سمجھتا ہوں اور اسی حوالے سے ان پر غور و فکر کرتا ہوں۔

دوسری بات یہ ہے کہ دینی مدارس کے موجودہ نظام میں اصلاح کی بات کرنے والے دو گروہ ہیں۔ ایک تو بیرونی قوتیں اور ان کے مقامی ایجنٹ ہیں جو مدارس میں تبدیلی چاہتے ہیں اور دوسرے کچھ اندر کے لوگ بھی ہیں جو اس نظام کو بہتر بنانے کے لیے کچھ تغیرات چاہتے ہیں۔ ان دونوں کی پوزیشن میں فرق کرنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ باہر کی قوتیں دینی مدارس کے نظام میں تبدیلی اپنے دین دشمن مقاصد کے تحت چاہتی ہیں، جب کہ ہم لوگ اگر تبدیلی کی بات کرتے ہیں تو دینی مدارس کی بہتری کے لیے کرتے ہیں۔ مولانا زاہد الراشدی صاحب یا میں اگر موجودہ دینی نظام تعلیم سے کوئی اختلاف کرتے ہیں تو اس سے مقصود ہرگز اس کی تنقیص یا اسے نقصان پہنچانا نہیں ہوتا بلکہ پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ یہ کام پہلے سے بہتر اور عمدہ طریقے سے انجام پائے اور دینی مدارس میں ایسے علماء تیار ہوں جو معاشرے میں زیادہ مؤثر اور زیادہ مفید کردار ادا کر سکیں لہٰذا کھرے اور کھوٹے میں فرق ملحوظ رکھیے۔ یہاں تو اب یہ حالت ہے کہ ؎

ہر بو الہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

تو یہ بات ذرا ذہن میں رکھیے کہ ہم لوگ مدارس کے خیر خواہ ہیں، تبدیلی کی کوئی بات کرتے ہیں تو پیش نظر مخلصانہ اصلاح ہوتی ہے۔ ہم وہ لوگ نہیں ہیں جو باہر سے بیٹھ کر توپ و تفنگ سے کام لے رہے ہوں تا کہ خدانخواستہ یہ نظام برباد ہو جائے۔

## 'تربیت' کا مفہوم اور اہمیت

اب میں اپنے اصل موضوع یعنی 'تربیت طلبہ' کی طرف آتا ہوں۔ سب سے پہلے تو یہ بات سمجھنے کی ہے کہ تربیت کیا ہے اور اس سے مقصود کیا ہے؟ جس چیز کو ہم تعلیمی اصطلاح میں 'تربیت' کہتے ہیں شرعی اصطلاح میں اسے 'تزکیہ' کہا جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے۔اسی وجہ سے میں نے آپ کے سامنے جو آیت کریمہ تلاوت کی وہ تزکیہ سے متعلق ہے۔تزکیہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مادہ زک و ہے۔اس کے دو معنی ہوتے ہیں: ایک کسی چیز کو پاک صاف کرنا اور دوسرے اس کو کو جلا دینا اور اور پروان چڑھانا۔گویا جب ہم تزکیۂ نفس کی اصطلاح استعمال کریں گے تو مطلب یہ ہوگا کو نفس کو عقائد و اعمال اور اخلاق و کردار کی ساری کمزوریوں سے پاک کرنا اور ان کی جگہ ان خوبیوں کو پروان چڑھانا جو شریعت کو مطلوب ہیں۔اچھا کیا ہے؟ برا کیا ہے؟ کن اخلاق و اوصاف کو پروان چڑھانا ہے اور کن چیزوں سے بچنا ہے؟ اس کا فیصلہ شریعت کرتی ہے۔

اس تزکیہ کی اہمیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جتنے پیغمبر بھی اس نے بھیجے، وہ لوگوں کے تزکیے کے لیے ہی بھیجے۔سورۃ الاعلیٰ میں ہے کہ 'قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى. وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى......اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى. صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰى. (۸۷: ۱۴۔۱۹) یعنی صحف ابراہیم وموسیٰ میں بھی یہی بات کہی گئی تھی کہ لوگوں کی فلاح کا دارومدار تزکیہ (اور عبادت و ترجیح آخرت) پر ہے۔اسی طرح سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ 'اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى. فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰى اَنْ تَزَكّٰى. ' (النازعات ۷۹: ۱۷۔۱۸) یعنی فرعون کے پاس جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے اور اسے تزکیہ اختیار کرنے کی تلقین کرو۔نبی کریم ﷺ کی ڈیوٹی بھی اللہ تعالیٰ نے یہ لگائی کہ لوگوں کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیں اور ان کا تزکیہ کریں۔قرآن حکیم میں یہ بات چار مواقع پر بیان ہوئی ہے۔سورۂ جمعہ میں، آل عمران میں اور دو دفعہ سورۂ بقرہ میں۔ایک جگہ پر آپ ﷺ کی ذمہ داریاں بیان کرتے ہوئے تزکیہ کا ذکر شروع میں ہے اور دوسری جگہ آخر میں، جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جو چیز اول و آخر مطلوب ہے، وہ تزکیہ ہی ہے۔ویسے بھی تعلیم کا مطلب ہوتا ہے علم کا حصول اور کچھ چیزوں کا جاننا۔ظاہر ہے کہ کسی چیز کا علم یا کچھ معلومات کا جان لینا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اصل مقصد نہیں ہوتا بلکہ اصل مقصد تو اس علم پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ تعلیم سے مقصود بھی تزکیہ ہی ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے 'قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا. وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا' (الشمس ۹۱:۹، ۱۰) یعنی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا، وہ کامیاب ہے اور جس نے یہ نہ کیا، وہ ناکام ہے) تو تزکیہ کی اہمیت یہ ہے کہ یہ ہماری فلاح کا ضامن ہے۔ فلاح کیا ہے؟ فلاح اسلام کا ایک جامع تصور اور اصطلاح ہے۔ اس میں دین اور دنیا دونوں کی کامیابی شامل ہے۔ کامیابی یہ ہے کہ آدمی آخرت میں سرخرو ہو اور دنیا کی زندگی اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے گزارے۔ گویا تزکیہ یہ ہے کہ نفس انسانی کی ایسی تربیت ہو کہ اس کے لیے اللہ کے احکام کی اطاعت آسان ہو جائے، اور شریعت کی پیروی اس کی طبیعت بن جائے۔

دیکھیے! نفس انسانی کی جو ساخت اور بناوٹ ہے اس میں خیر اور شر دونوں شامل ہیں۔ 'فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا' (الشمس ۹۱:۸) یعنی انسان میں اللہ تعالیٰ نے نیکی کے جراثیم بھی رکھے ہیں اور برائی کے بھی۔ انسان جس پہلو کو ترقی دیتا ہے، وہی اس کی شخصیت پر غالب آجاتا ہے۔ اس بات کو نبی کریم ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو فطرت پر پیدا کرتا ہے لیکن والدین اور ماحول کسی کو یہودی اور کسی کو عیسائی بنا دیتا ہے۔[۳] تو ماحول کے ان منفی اثرات کے ازالہ کے لیے انسانی جبلتوں، محرکات، عواطف اور مدرکات، ان سب کی صحیح تربیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یعنی ان کی اس طریقے سے نشو و نما کہ خیر کا پہلو بڑھتا جائے اور اس کی نمو ہوتی جائے، جبکہ انسانی شخصیت کا حیوانی پہلو جو فجور کا پہلو ہے، وہ دبتا چلا جائے۔ نفس انسانی کے سارے ذہنی، فکری اور جسمانی قویٰ کی ایسی نشو و نما بے حد اہم ہے کیونکہ جب تک آدمی کی صحیح تربیت نہ ہو، وہ نہ اسلام لاسکتا ہے اور نہ اسلامی احکام پر کما حقہ عمل کر سکتا ہے۔ چنانچہ آپ دیکھیے کہ رسول ﷺ نے مکہ میں، جب مسلمانوں پر بہت کڑا وقت تھا، دو آدمیوں یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ابو جہل کے لیے ہدایت کی دعا فرمائی کہ یا اللہ،

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ان میں سے کسی ایک کو قبول اسلام کی توفیق عنایت فرما۔ (۴) تو ایک کے بارے میں دعا قبول ہو گئی جبکہ دوسرے کے بارے میں نہیں ہوئی کیونکہ قبول ہدایت کی جو صلاحیت سیدنا عمرؓ میں پائی جاتی تھی، ابوجہل اس سے محروم تھا۔ تو نفس کی سعادت کا مدار اس کے تزکیے پر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس تربیت کا وسیلہ بھی بتا دیا ہے یعنی تعلیم کتاب۔ اس کی بنیاد قرآن حکیم ہے۔ قرآن حکیم علم کا ذریعہ بھی ہے اور تزکیہ کا بھی۔ جب علم اور تزکیہ دونوں کی بنیاد قرآن پر ہو اور حکمت کے ساتھ ہو تو وہ شخصیت وجود میں آتی ہے جو قرآن کو اور اسلام کو مطلوب ہے۔

اس تربیت کو اگر آپ تعین کے ساتھ جاننا چاہیں کہ یہ کیا ہے تو کہا جا سکتا ہے کہ اس کے دو پہلو ہیں ایک معصیت سے بچنا اور دوسرے درجہ 'احسان' کا حصول۔ یعنی تربیت کا حاصل یہ دو چیزیں ہیں: ایک یہ کہ آدمی اللہ کی معصیت سے بچ جائے، اس کی اطاعت کے قابل ہو جائے اور اس کے احکام کی پیروی آسانی سے اور خوشی سے کرنے لگ جائے۔ دوسرے یہ کہ آدمی احکام شریعت پر عمل کرتے ہوئے انہیں بہترین طریقے سے سرانجام دے۔ 'احسان' کا مطلب ہے کسی کام کو اپنی بہترین صورت میں کمال کے ساتھ کرنا۔ حدیث جبریل میں یہ بات یوں بیان کی گئی ہے کہ 'ان تعبداللہ کانک تراہ'. (۵) اس سے بعض لوگوں کو غلط فہمی ہوئی کہ احسان کا تعلق صرف عبادت سے ہے۔ اول تو عبادت کا مطلب عربی زبان میں وسیع تر ہے اور اس میں ہر طرح کی بندگی شامل ہے۔ پھر اسی حدیث کی ایک دوسری روایت میں ان تعبد اللہ کے بجائے ان تخشی اللہ (۶) اور ایک اور روایت میں ان تعمل للہ (۷) کے الفاظ بھی آئے ہیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ساری زندگی میں اطاعت کے جتنے بھی کام ہوں، وہ اعلیٰ ترین درجے کے ہوں۔ گویا احسان کا مطلب ہے حصول کمال یا Excellence۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تربیت سے تغافل کے اسباب

اب ذہن میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ تربیت اتنی اہم ہے اور اس کو تعلیم کی اصل غایت کی حیثیت حاصل ہے تو پھر ہمارے تعلیمی نظام میں اس سے صرف نظر کیوں کرلیا گیا ہے اور اس کو عملاً اہمیت کیوں نہیں دی جاتی؟ اس تغافل کے بہت سے نظری اور عملی اسباب ہیں۔

ایک وجہ تو یہ ہے کہ والدین کو بچوں کی تربیت کی اہمیت کا احساس ہی نہیں۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کی ذمہ داری بس یہ ہے کہ اچھا کھلانے پلانے اور اچھا پہنانے کے ساتھ بچوں کو سکول کالج یا مدرسے میں پڑھنے کے لیے بھیج دیا جائے، اس سے زیادہ ان کو ان کی تعمیر سیرت وکردار کی کوئی فکر نہیں۔ گویا جسمانی پرورش اور ظاہری ضروریات کی فراہمی سے زیادہ وہ اپنی کوئی ذمہ داری نہیں سمجھتے۔ حالانکہ جو چیز بچوں کی ضروریات کے حوالے سے سب سے زیادہ اہم ہے، وہ یہ ہے کہ وہ ان کی تعمیر سیرت وکردار کی خبر رکھتے، اس کے لیے پریشان ہوتے، کوشش اور جدوجہد کرتے اور خود اس کے لیے وقت نکالتے۔ آج کل بچے سکولوں میں جاتے ہیں، بعد دوپہر واپس آتے ہیں تو ٹیوشن کے لیے بھجوا دیے جاتے ہیں، رات کو ٹی وی کھول کر والدین خود بھی بیٹھ جاتے ہیں اور بچوں کو بھی ساتھ بٹھا لیتے ہیں۔ اس سے زیادہ والدین بچوں کے لیے کچھ نہیں کرتے۔ غرض یہ کہ والدین کو اس بات کا احساس ہی نہیں کہ بچے کی تربیت بھی ان کی ذمہ داری ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اساتذہ بھی طلبہ کی تربیت کی ذمہ داری سے غافل ہوگئے ہیں حالانکہ ان کا اصل کام پڑھا دینا نہیں بلکہ تربیت کرنا ہے۔ خاص طور پر ہمارے ماحول میں اساتذہ کی یہ ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ ماحول میں ٹی وی اور وی سی آر کی صورت میں بگاڑ پیدا کرنے والے عوامل پہلے سے زیادہ ہوگئے ہیں۔ ان عوامل میں سے ایک بری صحبت بھی ہے۔ غربت بھی ایک مسئلہ ہے۔ والدین صبح سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



شام تک دال روٹی کے چکر میں رہتے ہیں۔ انہیں سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی کہ دیکھیں کہ بچے کس حال میں ہیں۔ بعض اوقات والدین کی ناچاقی بھی بچوں کے بگاڑ کا سبب بن جاتی ہے۔ تو تعلیمی اداروں، خاص طور سے دینی تعلیمی اداروں میں طلبہ کی تربیت پر توجہ دینے کی بے حد ضرورت ہے۔

## تربیت کی اقسام

تربیت کو ہم کئی قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ دینی تربیت، فکری و علمی تربیت، انتظامی تربیت اور جسمانی تربیت وغیرہ۔ یہ سارے تربیت کے مختلف پہلو ہیں اور باہم متجاوز بھی ہیں۔ اب ہم ان پر کچھ تفصیل سے گفتگو کریں گے۔

### ا۔ دینی تربیت

دینی تربیت میں پورے دین کو شامل سمجھنا چاہیے۔ ہمارا جو دین ہے، اس کے مشمولات کو ہم چار بڑے شعبوں میں تقسیم کر سکتے ہیں: ایک عقائد، دوسرے عبادات، تیسرے اخلاق و آداب اور چوتھے معاملات۔ عقائد ظاہر ہے کہ ہر چیز کی بنیاد ہیں۔ عبادات کا تعلق بندے اور رب کے درمیان رابطے سے ہے، جبکہ اخلاق و آداب اور معاملات کا تعلق انسانوں کے مابین مسائل سے ہے۔ ان مسائل سے ہمارے دین کا ایک بڑا حصہ متعلق ہے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ مدارس میں پڑھائے جانے والے مواد کا غالب حصہ فقہ سے متعلق ہوتا ہے، اس لیے کہ فقہ میں زندگی کے روزمرہ مسائل سے بحث ہوتی ہے اور انسانوں کو جن معاملات سے سابقہ پیش آتا ہے وہ فقہ میں زیر بحث آتے ہیں۔

دینی تربیت کے بارے میں ہمارے ہاں تعلیمی اور تربیتی حلقوں میں کئی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں مثلاً ہمارے ہاں تصوف کے نام سے جو ادارہ تربیت اور تزکیہ کے لیے وجود میں آیا، اس میں اس وقت ہمارے ہاں زیادہ زور ذکر اور عبادات پر دیا جاتا ہے۔ تھوڑی سی توجہ اخلاق پر دے دی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ میں ان چیزوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اہمیت کم نہیں کر رہا، لیکن ایک متوازن تربیت کی ضرورت ہے۔ عبادات یقیناً اہم ہیں لیکن کیا معاملات غیر اہم ہیں؟ کیا جھوٹ بولنا غیر اہم ہے؟ وعدہ خلافی کرنا غیر اہم ہے؟ بیوی بچوں کے ساتھ بدسلوکی کرنا غیر اہم ہے؟ یہ بھی اسی طرح خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام ہیں جیسے نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا وغیرہ۔ تو تربیت میں کچھ پہلوؤں کو اہمیت دینا اور کچھ کو نہ دینا یہ دینی لحاظ سے ایک غیر متوازن رویہ ہے۔

عبادات کی تربیت (مثلاً نماز وقت پر اور باجماعت ادا کرنا): اس میں یہ ذہن میں رہے کہ چونکہ مدارس کا ماحول دینی ہوتا ہے اس لیے اس لحاظ سے وہاں بعض پہلوؤں پر کم توجہ کی ضرورت ہوگی اور بعض دوسروں پر زیادہ کی۔ عام تعلیمی اداروں میں عبادات کے حوالے سے دینی تربیت کی زیادہ ضرورت محسوس کی جاتی ہے کیونکہ وہاں مساجد نہیں ہوتیں، طہارت خانے نہیں ہوتے، وضو کی جگہ نہیں ہوتی وغیرہ۔

جب ہم تربیت کی بات کرتے ہیں، خصوصاً دینی لحاظ سے تو روزمرہ زندگی کے آداب پر بھی خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے مثلاً آداب میں سے ایک یہ ہے کہ وقت پر کام کیا جائے۔ میں نے دیکھا ہے کہ دینی مجالس میں اس چیز کا اہتمام نہیں کیا جاتا حالانکہ نماز میں ہمیں سب سے پہلے یہی بات سکھائی جاتی ہے۔ جماعت کا وقت ہوتے ہی لوگ گھڑیاں دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور الحمد للہ یہ مشاہدہ ہے کہ کم از کم نماز میں ہم وقت کی پابندی کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ ہماری عادت کیوں نہیں بنتی؟ ہم نماز میں تو وقت کی پابندی کرتے ہیں، اس کے بعد کیوں نہیں کرتے؟ نماز میں اگر یہ شریعت کا حکم ہے تو باہر کیوں نہیں؟ نماز میں حکم ہے کہ صف آگے پیچھے نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہم میں اتحاد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ حکم ہے کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں، خلاء نہ ہو، صف ٹیڑھی نہ ہو، یہ خوبیاں جو شریعت نماز میں پیدا کرنا چاہتی ہے، وہ باہر کی زندگی میں کیوں منتقل نہیں ہوتیں؟

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ۲۔ فکری و علمی تربیت

فکری و علمی تربیت میں حریت فکر، تحقیق، تقریر و تحریر کی مشق، لائبریری کا استعمال، مطالعاتی و تفریحی سفر وغیرہ شامل ہیں۔ سب سے پہلے حریت فکر کو لیجیے۔ ممکن ہے میری یہ بات آپ کو قابل ہضم نہ لگے لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ حریت فکر کی تربیت بھی بالکل دینی اساس رکھتی ہے۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی سے، جن کی ایک ایک بات ہمارے لیے حجت ہے، ہمیں اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ خود آپؐ نے اپنے صحابہ میں اس چیز کی حوصلہ افزائی کی۔ بدر کے موقع پر دیکھ لیجیے، جب حضرت حباب بن منذرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ! جس جگہ آپؐ نے فوج کو اترنے کا حکم دیا ہے، کیا وہ وحی پر مبنی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ تو کہا کہ یہ جگہ تو مناسب نہیں۔ (۸) غزوۂ احزاب میں بھی ایسے ہی ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے سوچا کہ کچھ دے دلا کر یہودیوں سے معاملہ طے کر لیا جائے کیونکہ باہر دشمن ہے، یہ کہیں اندر سے وار نہ کر دیں۔ انصار کے سرداروں کو پتہ چلا تو انہوں نے کہا کہ اگر وحی کی بنیاد پر حکم ہے تو سر تسلیم خم ہے لیکن اگر محض آپؐ کی رائے اور تجویز ہے تو ہم اتفاق نہیں کرتے۔ آپؐ نے ان کی بات مان لی۔ (۹) یہ تو خیر بڑے معاملات ہیں۔ گھر کی خادمہ حضرت بریرہؓ کا واقعہ تو آپ کے علم میں ہوگا۔ اس کا خاوند پاگل ہوا پھرتا تھا۔ روتا ہوا اس کے پیچھے گلیوں میں بھاگتا تھا۔ چاہتا تھا کہ اس کے نکاح میں رہے کیونکہ بریرہؓ کے آزاد ہونے کی وجہ سے نکاح ختم ہوگیا تھا۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی سفارش کی تو آپؐ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور کہا کہ مغیث کے ساتھ نکاح برقرار رکھو۔ اس نے کہا کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ فرمایا نہیں، محض سفارش ہے۔ تو کہنے لگی معاف کیجیے، میں اس کے نکاح میں نہیں رہنا چاہتی۔ (۱۰)

تو بلاشبہ کمال درجے کی اطاعت کا تصور بھی شریعت میں موجود ہے، وہ اپنی جگہ، لیکن یہ چیز اس کی نقیض نہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ صحابہ کو اس کا فرق وقتاً فوقتاً

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

سمجھاتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپؐ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے تو دیکھا کہ کچھ صحابہ کھڑے ہیں، آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ جو جہاں تھا، وہیں بیٹھ گیا۔ جو لوگ دروازے میں تھے، وہ بھی وہیں بیٹھ گئے اور راستہ بند ہو گیا۔ آپؐ نے بعد میں کہا کہ بھائی راستہ تو چھوڑ دو۔ (۱۱) صحابہؓ کی اطاعت کا یہ حال تھا اور ظاہر ہے کہ اگر نبی کی اطاعت بھی پیچ پیچ کے ساتھ کریں تو وہ اطاعت کیا ہوئی؟ غیر مشروط اطاعت مطلوب ہے اور صحابہ کرامؓ نے ہمارے لیے اس کے بہترین نمونے چھوڑے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہمارا دین فکری حریت کا بھی علمبردار ہے۔ یہ چیز اللہ ورسول کی غیر مشروط اطاعت کی نقیض نہیں۔ اطاعت غیر مشروط اور پورے جذبے اور شدت کے ساتھ کرنی چاہیے لیکن دین ہمیں یہ نہیں سکھاتا کہ ہم اپنے دل و دماغ کے دروازے بند کر لیں اور سوچنا چھوڑ دیں۔

اب اگر مدارس کے نظام تعلیم کے بارے میں حریت فکر کا عملی اطلاق کرنا چاہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تین مسائل آپ کی فوری توجہ کے مستحق ہیں۔ ایک مقاصد تعلیم، دوسرے نصاب تعلیم اور تیسرے دین میں مسلک کا مقام۔ ممکن ہے یہ موضوع سے کچھ تجاوز ہو لیکن میں درخواست کرتا ہوں کہ آیئے چند منٹ کے لیے ان پر کچھ غور کر لیں:

## مقاصد تعلیم

جب ہم نظام تعلیم کی بات کرتے ہیں تو نصاب، کتابوں، تعلیمی ماحول اور بہت سی دیگر باتوں سے پہلے جو بات زیر بحث آتی ہے، وہ یہ ہے کہ اس تعلیمی نظام کے مقاصد کیا ہیں؟ ہمارے مدارس میں ایک بات مشہور ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم نے بس علماء اور مولوی پیدا کرنے ہیں جو مسجدیں سنبھالیں اور مدرسے چلائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ناقص اور کمزور بات ہے۔ مسلمانوں کے نظام تعلیم میں کبھی ثنویت نہیں رہی، اس میں ہمیشہ وحدت رہی ہے۔ دینی نظام تعلیم کا یہ محدود ہدف دراصل گزشتہ صدی میں اُس وقت کے حالات کے تناظر میں طے کیا گیا تھا۔ درس نظامی جب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہندوستان میں رائج تھا تو سی ایس پی افسر پیدا کرنے کے لیے بنایا گیا تھا۔ ۱۸۵۷ء سے پہلے انہی مدارس سے فارغ ہونے والے لوگ تحصیل دار اور کلکٹر لگتے تھے، جج اور قاضی بھی وہی بنتے تھے، ڈاکٹر اور طبیب بھی وہی ہوتے تھے۔ ملک کا نظام چلانے کے لیے ساری بیوروکریسی انہی مدارس سے آتی تھی۔ انگریزوں کے تسلط اور قبضے کے نتیجے میں برصغیر میں مسلمانوں کی حکومت ختم ہوئی تو اس کے ساتھ ہی اس تعلیمی نظام کی بساط بھی لپیٹ دی گئی۔ مسلمانوں نے ۱۸۵۷ء میں مزاحمت کی تو چھ چھ سو علماء کو ایک دن میں درختوں کے ساتھ پھانسی دی گئی۔ یوں کہنا چاہیے کہ ان کو پوری طرح کچل دیا گیا۔ فارسی جو اس وقت کی قومی زبان بھی تھی اور سرکاری بھی، اس کی جگہ انگریزی کو سرکاری زبان کے طور پر نافذ کر دیا گیا، تو فارسی عربی پڑھنے والے بیروزگار ہو گئے۔ مثل مشہور ہو گئی کہ پڑھیں فارسی بیچیں تیل۔ ان کو نوکری نہیں ملتی تھی۔ معاشرے میں ان کا کوئی ذریعہ روزگار نہیں تھا، کیونکہ انگریزی آ گئی تھی۔ اس صورت حال میں کچھ علماء نے سوچا کہ اب حکومت تو ہمارے پاس رہی نہیں، پہلے بڑے بڑے وقف ہوتے تھے اور حکومتیں وسائل مہیا کرتی تھیں۔ اب یہ تعلیمی نظام ختم ہو گیا ہے اور انگریز نے سارا نظام بدل دیا ہے تو اب امت کا مستقبل کیا ہوگا؟ انہوں نے سوچا کہ ہمارا اجتماعی نظام تو باقی نہیں رہا تو کم از کم ہمارا یہ جو مساجد کا نظام ہے، اور نکاح طلاق کے جو مسائل ہیں، اور خوشی غمی کی جو رسمیں ہیں تو انفرادی اور معاشرتی زندگی کے ان دائروں میں ہی دین کو بچا لیا جائے، اگرچہ کسی کونے کھدرے میں لگ کر ہی بچایا جا سکے۔ چنانچہ انہوں نے مدرسہ دیوبند کی بنیاد ڈالی۔

لیکن یہ صورت حال ۱۹۴۷ء میں ختم ہو گئی۔ اب ہم نہ دارالحرب میں ہیں اور نہ انگریز ہم پر حکمران ہیں۔ اب تو آپ کا اپنا ملک ہے تو آپ پہلے والی پالیسی کیسے جاری رکھ سکتے ہیں؟ لہٰذا اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ایک مسلم معاشرے میں ہمیں صرف ایسے عالم دین ہی پیدا نہیں کرنے ہیں جو مدرسے اور مسجدیں سنبھالیں۔ یقیناً یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بھی سنبھالنے چاہئیں لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس معاشرے کا کیا قصور ہے کہ اس کو ایسا جج نہ ملے جو دین جانتا ہو؟ مسلمانوں کی ریاست ہے تو جج آخر ایسا کیوں ہو جس کو انگریزوں کا قانون تو یاد ہو لیکن وہ شرعی قانون سے ناواقف ہو؟ ہمارے ہاں وکیل ہیں جو قانون کی تشریح کرتے ہیں۔ ان سے پہلے مفتی ہوتے تھے، اب وکیل آ گئے ہیں۔ تو ان وکیلوں کو اسلامی قانون کی تعلیم دینا کس کا کام ہے؟ کیا یہ دینی کام نہیں؟ کیا یہ سارا نظام ایسے ہی چلتا رہے؟ ہم اس میں کوئی حصہ نہیں لیں گے؟

اس وقت دینی مدارس میں ایک اندازے کے مطابق حفظ و ناظرے کے درجات کو چھوڑ کر زیادہ سے زیادہ دو لاکھ طالب علم پڑھتے ہیں جب کہ گزشتہ سال کے اکنامک سروے آف پاکستان کے اعداد و شمار کے مطابق پرائمری سکولوں میں داخلہ لینے والے پاکستانی بچوں کی تعداد تقریباً دو کروڑ تھی۔ اب یہ کون سا دین ہے یا دین کی کون سی حکمت عملی ہے کہ آپ دو لاکھ بچوں کو تو پڑھا رہے ہیں اور دو کروڑ کو بھولے ہوئے ہیں؟ ان کو دین کون سکھائے گا؟ کیا وہ مسلمانوں کے بچے نہیں؟ بات اس وقت حکومتی ذمہ داری نہیں ہو رہی۔ آپ کی ہو رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ اہل دین کی ان دو کروڑ بچوں تک رسائی ہے۔ ان بچوں کو پڑھانے والے اساتذہ میں آپ کے استاد کتنے ہیں؟ ان اساتذہ کی تربیت میں آپ کا کتنا ہاتھ ہے؟ آپ کے پیش نظر تو دین کی خدمت ہے، آپ تو دین کو غالب کرنا چاہتے ہیں، معاشرے میں دین کو نافذ دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کا مقصد تعلیم یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ صرف مدرسے کے مولوی پیدا کریں؟ اس ملک کو چلانے والے لوگ جو مسلمان ہیں اور آپ کے بھائی ہیں، ان کو دین سکھانا کیا آپ کی ذمہ داری نہیں؟ آپ اس نکتے پر غور فرمائیں کہ اہل دین کو صرف مدرسے اور مسجد تک محدود نہیں رہنا ہے۔ اگر آپ اس معاشرے میں اسلام چاہتے ہیں اور دین ہی کی خدمت کے لیے آپ نے یہ مدرسے بنائے ہیں، تو آپ کا دائرہ کار محدود نہیں ہونا چاہیے۔ حالات کے بدلنے کی وجہ سے جو بنیادی تبدیلی آئی ہے، اس کے لحاظ سے آپ کو مقاصد تعلیم میں وسعت پیدا کرنی چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## نصاب تعلیم

جب آپ مقاصد تعلیم میں توسیع کریں گے تو نصاب خود بخود بدل جائے گا۔ معاف کیجیے گا، آپ کے لیے یہ بات شاید نئی ہو۔ ہم لوگ جو کالج یونیورسٹی میں ہیں، ہمارے لیے یہ بات نئی نہیں ہے۔ ہر سال یونیورسٹی میں کلاسیں شروع ہونے سے پہلے پروفیسروں کی میٹنگیں ہوتی ہیں جن میں ہر پروفیسر یہ طے کرتا ہے کہ اس نے کیا پڑھانا ہے؟ مثلاً اصول فقہ ایک مضمون ہے اور میرے ذمے یہ ہے کہ میں نے اصول فقہ پڑھانا ہے۔ اب اس میں کیا پڑھانا ہے، تو یہ میری صواب دید پر منحصر ہے۔ یونیورسٹی مجبور نہیں کرتی کہ فلاں موضوع یا فلاں کتاب پڑھاؤ۔ بلکہ مجھے ایک واقعہ یاد آ گیا کہ میں جب شریعہ اکیڈمی (بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد) میں تھا اور ڈاکٹر محمود احمد غازی صاحب کے ساتھ کام کرتا تھا تو ہمارے پروگرام مینجر ایک سول جج تھے جو آج کل کہیں ایڈیشنل سیشن جج ہیں۔ میں فقہ القرآن والسنہ پڑھاتا تھا تو انہوں نے مجھ سے یہ کہا کہ تم فلاں چیز پڑھاؤ۔ مجھے اس بات پر غصہ آیا اور میں نے ڈاکٹر غازی کو ان کی تحریری شکایت کی کہ یہ کون ہوتے ہیں مجھے بتانے والے کہ میں کیا پڑھاؤں اور کیا نہ پڑھاؤں؟ ڈاکٹر صاحب نے اس سے کہا کہ جاؤ اور ڈاکٹر امین سے معذرت کرو۔ یہ تمہارا کام نہیں کہ تم یونیورسٹی کے استاد کو یہ بتاؤ کہ کیا پڑھانا ہے؟

تو نصاب کوئی غیر متبدل چیز نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نصاب صرف قرآن مجید تھا۔ بعد میں لوگوں نے حدیثیں بھی پڑھنا شروع کر دیں۔ اگلی صدی میں فقہ بھی شامل ہو گئی۔ اس وقت اصول فقہ نہیں تھے۔ اس سے اگلی صدی میں اصول کی تعلیم بھی شروع ہو گئی۔ جب یونانی علوم کا ریلا آیا تو منطق بھی شامل ہو گئی فلسفہ بھی شامل ہو گیا۔ تو نصاب کوئی مقدس گائے نہیں ہوتی۔ یہ ہمیشہ زمانے اور معاشرے کی ضروریات کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔ نصاب کے کچھ اجزاء مثلاً قرآن وسنت یقیناً کبھی تبدیل نہیں ہوں گے۔ اسی طرح چونکہ ہمارے دینی مآخذ عربی میں ہیں، تو عربی زبان بھی نہیں بدلے گی۔ لیکن معاف کیجیے، فارسی کو کوئی تقدس حاصل نہیں۔ اس کی اُس وقت یقیناً ضرورت تھی جب اسے قومی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور سرکاری زبان کی حیثیت حاصل تھی، یہ اُس وقت معاشرتی زبان بھی تھی۔ اُس وقت جو فارسی نہیں پڑھتا تھا، جاہل سمجھا جاتا تھا، اسے روزگار نہیں ملتا تھا۔ اب وہ صورت حال نہیں رہی تو ہم فارسی کے ذریعے عربی قواعد کیوں سیکھیں؟ تو کچھ چیزیں ایسی ہیں جنہیں اس لحاظ سے دیکھنا چاہیے۔ نصاب کو تقدس حاصل نہیں ہوتا۔ نصاب سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ ایسے موثر اور متبحر علماء تیار کیے جائیں جو معاشرے تک بہترین طریقے سے دین پہنچا سکیں، دین کی خدمت کر سکیں، لوگوں کے قول و عمل کو شریعت کے مطابق ڈھال سکیں۔

اب آپ ہماری موجودہ ضروریات کے لحاظ سے اس نصاب پر نظر ڈالیں تو کئی خامیاں محسوس ہوں گی۔ مغرب اور امریکہ کے ایجنڈے کو چھوڑیے، خود سوچیے کہ کیا ہمارے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ آج کی دنیا اور اس کے علوم کو سمجھیں؟ اگر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ مجبوری تھی کہ وہ یونانی فلسفہ پڑھیں اور پھر 'تہافت' لکھیں تو آج آپ کی مجبوری یہ کیوں نہیں ہے کہ آپ پہلے مغرب کا فلسفہ پڑھیں اور پھر اس کی تردید کریں؟ آپ اگر مغرب کا فلسفہ سمجھتے ہی نہیں تو اس کا رد کیسے کریں گے؟ اس لیے ان علوم کو جاننا جو اس وقت دنیا میں مروج ہیں، خود ہماری ضرورت ہے۔ جس طرح قدیم زمانے میں یونانی فکر گمراہیوں کا سرچشمہ تھی، آج اسی طرح مغربی فکر گمراہیوں کا منبع ہے۔ آپ کیسے کہتے ہیں کہ انگریزی پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں؟ جب تک آپ انگریزی نہیں پڑھتے، آپ کو پتہ کیسے چلے گا کہ آپ کے دشمن کی سوچ کیا ہے اور اس کا رد کیسے کرنا ہے؟

اسی طرح قرآن مجید کو اس نصاب میں وہ مرکزی حیثیت حاصل نہیں جو اسے حاصل ہونی چاہیے۔ معاف کیجیے گا، آپ کو آخری سال حدیث کا دورہ تو پڑتا ہے، قرآن کا کیوں نہیں پڑتا؟ کیا قرآن حدیث سے کم اہم ہے؟ پھر قرآن و حدیث کو آپ فقہی تناظر میں اور فقہی زاویۂ نگاہ سے پڑھاتے ہیں۔ قرآن حکیم کے پیغام، فلسفہ اور اس کی حکمت کے بہت کم پہلو زیر غور آتے ہیں۔ فقہی مباحث میں بھی غلط ترجیحات قائم کر لی گئی ہیں۔ بخاری کی ایک حدیث رفع یدین پر آ گئی تو حنفی نقطۂ نظر کی وضاحت میں استاد چھ دن یہ ثابت کرنے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پر صرف کرے گا کہ رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔ اس کے مقابلے میں جب معاملات سے متعلق کوئی حدیث آئے گی تو ترجمہ پڑھ کر فارغ ہو جائیں گے۔ آخر کیا قصور ہے اس حدیث کا؟ عربی زبان کو لیجیے، جیسا کہ آپ بھی تسلیم کریں گے کہ دینی مدارس کے طلبہ کو نہ لکھنی آتی ہے اور نہ بولنی۔ تو ان سب حوالوں سے نصاب اور منہج تعلیم میں اصلاح کی ضرورت ہے۔

## مسلک کا مقام

تیسری چیز یہ ہے کہ ہم نے مسلک کو دین بنا لیا ہے۔ معاف کیجیے گا، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اپنا مسلک چھوڑ دیجیے۔ مسلک ہونا چاہیے۔ فقہ ہو یا کلام، ہر آدمی کا ایک مسلک ہوتا ہے۔ یہ کوئی عیب کی بات نہیں ہے، لیکن وہ مسلک دین نہیں ہوتا، وہ اجتہادی مسلک ہوتا ہے۔ اس کی حیثیت ایک رائے کی ہوتی ہے۔ حضرت قائداعظم سے کسی صحافی نے پوچھا کہ آپ شیعہ ہیں یا سنی؟ وہ وکیل آدمی تھے اور ہوشیار، انہوں نے کہا پہلے تم بتاؤ کہ نبی کریم ﷺ شیعہ تھے یا سنّی؟ سوال کرنے والا خاموش ہو گیا تو عرض یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں مسلکی تقسیم ضرورت سے زیادہ شدید ہے اور وہ بعض حلقوں میں خونی تقسیم بن گئی ہے۔ سیکڑوں آدمی قتل ہو چکے ہیں۔ اگرچہ اس کے اسباب زیادہ تر دوسرے ہیں، اصلاً مسلکی اور فقہی اختلافات بنیاد نہیں، لیکن نور بشر کے جھگڑوں میں مسجدیں دھلتی ہم نے بھی دیکھی ہیں۔ حالانکہ اگر غور کریں تو ہمارے ملک میں مسلکی اختلافات کی کوئی بڑی بنیاد نہیں، اس لیے کہ غالب اکثریت حنفی ہے۔ بریلوی بھی حنفی ہیں اور دیوبندی بھی۔ اہل ظاہر یا اہل حدیث بالکل تھوڑے ہیں، شائد پانچ چھ فی صد ہوں گے۔ تو پھر جھگڑے کیوں؟ اس وقت شیعہ کو چھوڑ کر باقی چاروں وفاقوں کے نصاب میں کوئی خاص فرق نہیں۔ چھوٹی موٹی کتابوں کا فرق ہے۔ حتیٰ کہ اہل حدیث بھی فقہ میں ہدایہ ہی پڑھاتے ہیں۔ اس کے باوجود نصاب کیوں ایک نہیں بنتا؟ وفاق کیوں ایک نہیں بنتا؟ میں عرض کروں گا کہ یہ وفاقوں کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تقسیم بھی اسٹیبلشمنٹ کی قائم کردہ ہے۔ وہ علماء میں تفریق ڈالے رکھنا چاہتی ہے۔ ان کے اندر اتحاد نہیں دیکھنا چاہتی۔ ضیاء الحق چاہتا تو پانچ وفاقوں کی اجازت نہ دیتا، دو کی دیتا تو سب اہل سنت مجبور ہوتے کہ ایک ہی نظام کے تحت کام کریں۔ معاف کیجیے گا، اس معاملے میں علماء کو بالغ نظری کا ثبوت دینا چاہیے۔

## تحقیق

حریت فکر کی بحث سمیٹنے کے بعد اب آیئے، فکری و علمی تربیت کے دوسرے اجزاء کی طرف۔ ان میں سرفہرست تحقیق ہے۔ ہمیں دینی علوم میں تحقیق کی ضرورت ہے اور اس تحقیق میں بھی تخلیقیت کی ضرورت ہے۔ مکھی پر مکھی مارنا کوئی کام نہیں۔ ہمارے ایک نوجوان دوست، جو لاہور کی ایک جامعہ میں استاد ہیں، مجھ سے کہنے لگے کہ میں نے لکھنے پڑھنے کا کام شروع کیا ہے، میرے لیے دعا کریں۔ میں نے کہا ماشاءاللہ بڑی خوشی کی بات ہے، آپ کیا لکھ رہے ہیں؟ کہنے لگے کہ دعاؤں کا ایک مجموعہ تیار کر رہا ہوں۔ میں نے کہا، اس کے بعد کیا منصوبہ ہے؟ کہنے لگے کہ پھر نماز پر ایک کتاب لکھوں گا۔ میں نہیں کہتا کہ یہ دین کی خدمت نہیں، لیکن سوال یہ ہے کہ پٹے پٹائے موضوعات پر کام کرتے چلے جانا کیا صلاحیتوں اور وقت کا درست استعمال ہے؟ میں آپ کو ذاتی واقعہ سناتا ہوں۔ میں نے لنڈن یونیورسٹی کے سکول آف اورینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز کے ایک انگریز پروفیسر سے خط و کتابت کی کہ میں پی ایچ ڈی کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ تم مجھے ان موضوعات کی ایک فہرست بھجواؤ جن پر تم کام کرنا چاہتے ہو۔ میں نے جو فہرست بھجوائی اس میں پہلے نمبر پر میں نے جو موضوع لکھا، وہ وہی تھا جس پر میں نے سعودیہ میں ماجستیر میں مقالہ لکھا تھا، یعنی المقارنۃ بین التشریع الاسلامی والغربی۔ چنانچہ میں نے پروفیسر صاحب کو لکھا کہ میں اجتہاد اور مغرب میں قانون سازی کے تقابلی مطالعے کے موضوع پر کام کرنا چاہتا ہوں۔ اس انگریز مستشرق نے مجھے جواب میں لکھا کہ تم اجتہاد پر کیا نیا کام کر سکتے ہو، یہ تو پٹا پٹایا موضوع ہے؟ میں نے جب اصرار کیا کہ یہ موضوع مجھے پسند ہے اور میں اسی پر کام کرنا چاہتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوں تو اس نے کہا کہ تم مجھے دو باتوں کا جواب دو۔ایک یہ کہ تمہارا مغربی قانون کا مطالعہ کس حد تک ہے؟ اور دوسرے تم مجھے سکوپ آف اجتہاد یعنی اجتہاد کے دائرہ کار پر چار صفحے کا ایک مضمون لکھ کر بھیجو۔مقدور بھر جتنا اچھا مضمون میں لکھ سکتا تھا وہ میں نے لکھا اور انہیں بھیج دیا۔ پروفیسر صاحب نے جواب دیا کہ تمہارا مغربی قانون کا مطالعہ کمزور ہے، اس سطح کا نہیں کہ تم اس میں پی ایچ ڈی کر سکو اور دوسری بات یہ کہ تم نے اجتہاد کا جو سکوپ لکھا ہے، وہ مجھے اپیل نہیں کرتا۔اس میں تم آخر کیا نئی تحقیق کر سکو گے؟ تو حقیقت یہ ہے کہ ہم عموماً مکھی پہ مکھی مارتے رہتے ہیں۔ نیا دینی لٹریچر اٹھا کر دیکھ لیں کوئی بات نئی نہیں ہے۔کوئی نئے مسائل نہیں ہیں جن کو زیر بحث لایا گیا ہو۔تو جب تک آپ تخلیقیت کی طرف نہیں آئیں گے، اسلامی علوم میں تحقیق کا خلا پر نہیں ہوگا۔اس ضمن میں ڈاکٹر رفیع الدین مرحوم کی ایک تحریر سے استفادہ کیا جا سکتا ہے جس میں 'اسلامی علوم میں تحقیق کیسے کی جائے؟' کے موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ (۱۲)

تحقیق کے لیے لائبریری بھی ایک ناگزیر ضرورت کا درجہ رکھتی ہے۔ ہمارے ہاں مدارس میں لائبریریاں نہیں ہیں۔ اگر ہیں تو طلبہ کو ان میں جاتے اور استفادہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔لاہور کے بڑے مدارس میں نے دیکھے ہیں۔ان میں کوئی علمی رسائل نہیں آتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک لازمی لائبریری پیریڈ ہونا چاہیے تاکہ طلبہ کتب خانے میں وقت گزاریں۔ ان کو یہ تربیت دی جائے کہ کیٹلاگ کیسے استعمال کرنی ہے، کتاب کیسے ڈھونڈنی ہے؟ اسی طریقے سے اردگرد کی دنیا کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے انہیں مطالعاتی دورے کروانے چاہئیں۔ کارخانوں میں جانا چاہیے۔اپنے مدرسے کے ماحول سے باہر نکل کر دنیا اور اس کے ہنگاموں کا بھی مطالعہ کرنا چاہیے۔اگر ہم اپنے طلبہ کی تربیت کرنا چاہتے ہیں، ان کے ذہنی اُفق کو وسیع کرنا چاہتے ہیں تو ایسا کرنا ہوگا۔مجتہد اور مفتی کی شرائط میں سے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے زمانے کے حالات کو جانتا ہو جن میں اس نے شریعت کا حکم دریافت کرنا ہے۔ جو آدمی اس ماحول کو ہی نہ سمجھتا ہو جس میں اس نے اجتہاد کرنا ہو تو وہ اجتہاد کا اہل کیسے ہوگا؟ مولانا زاہد الراشدی صاحب نے کچھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عرصہ پہلے ماہنامہ الشریعہ میں یہ بات لکھی کہ ان کے سامنے کسی مدرسے کے مفتی صاحب کے سامنے بنک کے کسی معاملے کے متعلق استفسار آیا تو انہوں نے مولانا سے پوچھا۔ مولانا نے جواب دیا کہ مجھے تو بنکاری نظام اور اس کی تفصیلات کا پتہ نہیں کیونکہ میں نے مغربی نظام معیشت کا مطالعہ نہیں کیا، لہٰذا میں تو اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ غرض یہ کہ ہمیں ذہنی وسعت پیدا کرنے کے لیے فکری سطح پر کام کی ضرورت ہے۔

## تقریر و تحریر کی مشق

علم و تحقیق کی تربیت کے ساتھ ساتھ دین کی دعوت و تبلیغ کے لیے تحریر اور تقریر کی بھی تربیت ہونی چاہیے۔ دینی مدارس میں تحریر کی صلاحیت کو نشو و نما دینے کے لیے عموماً کچھ نہیں کیا جاتا۔ اس کے مقابلے میں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں دیکھیے۔ یونیورسٹی کا ہر شعبہ اپنا ایک میگزین شائع کرتا ہے اور طلبہ کو ان میں لکھنے کے لیے مسابقت کرنا پڑتی ہے۔ ندوۃ العلماء کی مثال لیجیے۔ وہاں کے فارغ التحصیل طلبہ فصیح و بلیغ عربی میں تقریر اور تحریر پر قادر ہوتے ہیں جب کہ ہمارے مدارس میں شاذ و نادر ہی ایسے لوگ دکھائی دیتے ہیں۔ ہم نے اکثر خطیبوں کو دیکھا ہے کہ وہ اردو بولتے ہوئے غلطیاں کرتے ہیں کیونکہ وہ اردو کا مطالعہ نہیں کرتے۔ تکمیل تعلیم کے بعد کتابیں نہیں پڑھتے۔ مطالعہ جاری رکھنا چاہیے۔ تحریر کی مشق ہونی چاہیے۔ اخبارات میں دین بیزار لوگ روز بے ہودہ مضامین کے انبار لگائے جا رہے ہیں اور ان کی تحریریں بکثرت ہمارے اخبارات میں شائع ہوتی ہیں۔ ان کا جواب دینے کے لیے علماء موجود نہیں ہیں اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن کی تحریر اچھی ہو۔

میں نے علماء کی ایک مجلس میں یہ بات کہی جو سب نے تسلیم کی۔ میں نے کہا کہ میں نے لاہور کے مختلف علاقوں ڈیفنس، گلبرگ، اقبال ٹاؤن، ماڈل ٹاؤن وغیرہ میں مسجدوں میں جا کر جمعہ کے خطبے سنے ہیں۔ میرا مشاہدہ یہ ہے کہ ۹۰ فیصد سے زیادہ لوگ دوسری اذان کے وقت مسجد میں آتے ہیں یعنی وہ تقریر سننے نہیں آتے بلکہ نماز پڑھنے آتے ہیں۔ آخر لوگ کیوں علماء کی تقریر نہیں سننا چاہتے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہ اہل دین کی ذمہ داری ہے کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس معاشرے کو دین کے مطابق ڈھالیں۔ اگر وہ یہ نہیں کرتے تو وہ ناکام ہیں۔ تو علماء کو موثر ہونا چاہیے۔ ایسا نہیں کہ لوگ ان کی تقریر ہی نہ سننے آئیں، ان کی فریکونسی اور ہو اور جو دو کروڑ بچے دوسرے تعلیمی اداروں سے پڑھ کر نکل رہے ہیں، ان کی فریکونسی اور ہو۔ وہ اور طرح سے سوچتے ہوں اور ہمارے علماء دوسری طرح سے سوچتے ہوں۔

## ۳۔ انتظامی تربیت

اسی طریقے سے انتظامی تربیت بھی ہونی چاہیے تاکہ طلبہ میں لیڈر شپ کی کوالٹی پیدا ہو۔ اس مقصد کے لیے طلبہ کو مختلف انتظامی کاموں میں شریک کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً تقریبات کا انتظام ان کے سپرد کیا جا سکتا ہے اور مختلف ذمہ داریاں ان کے مابین تقسیم کی جا سکتی ہیں۔ تقریب کا انتظام کیسے کرنا ہے، اس کی ضروریات کیا ہیں، اس طریقے سے انہیں تربیت دیں۔ اس میں وقت کی پابندی کا بھی اہتمام انہیں سکھائیں۔ اگر تقریب کے آغاز کا وقت دس بجے طے کیا گیا ہے تو اسے دس بجے ہی شروع ہونا چاہیے۔ اس تربیت کی عملی زندگی میں بڑی اہمیت ہے۔

انتظامی تربیت سے خود اعتمادی آتی ہے، سلیقہ اور قرینہ آتا ہے۔ نظم وضبط پیدا ہوتا ہے۔ مدارس میں انتظامی کام کافی ہوتے ہیں۔ طعام وقیام کے امور ہوتے ہیں، اس کے لیے طلبہ کی ڈیوٹیاں لگائی جا سکتی ہیں، ناظم صلوٰۃ کا تقرر کیا جا سکتا ہے۔ صفائی کے امور کے جائزہ کے لیے صفائی کا ناظم بنایا جا سکتا ہے۔ طلبہ کو وقت پر جگانے، طعام گاہ کی صفائی وغیرہ کا جائزہ لینے، کھانے کی تقسیم کے معاملات، برتنوں کی صفائی وغیرہ کے سارے انتظامات طلبہ کے سپرد کیے جا سکتے ہیں۔ اس سے ان کی صلاحیتیں بیدار ہوں گی۔

## ۴۔ جسمانی تربیت

جسمانی ورزش اور کھیلوں کا بھی انتظام ہونا چاہیے۔ مجھے ڈر ہے کہ مدارس میں اس پر توجہ نہیں دی جاتی جب کہ سکولوں اور کالجوں میں ایک ادارے کی ٹیم دوسرے ادارے میں جاتی ہے اور وہاں کی ٹیم کے ساتھ کھیلتی ہے۔ انعامات دیے جاتے ہیں۔ یہ غیر اسلامی نظام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں۔ کھیل اور ورزش کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے اور اس میں مسابقت کی فضا پیدا کرنی چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے والیوں کو لکھا تھا کہ نوجوانوں کو گھڑ سواری اور تیر اندازی سکھاؤ۔ (۱۴) یہ ساری چیزیں تربیت کے مختلف پہلو ہیں اور ان کا اہتمام کیا جانا چاہیے تاکہ ایک متوازن شخصیت وجود میں آئے اور اس کی صلاحیتوں کو نمو ملے۔

## تربیت کا لائحہ عمل

ان ساری باتوں کی تربیت میں مدارس کی انتظامیہ کا بھی کردار ہے اور اساتذہ کا بھی، لہٰذا پہلے اساتذہ کی تربیت ہونی چاہیے۔ جامعہ نعیمیہ کے مہتمم ڈاکٹر سرفراز نعیمی صاحب کے ساتھ اساتذہ کی تربیت کی بات ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ ان سے بھی پہلے مہتممین کی تربیت ہونی چاہیے۔ ان کی نہیں ہوگی تو اساتذہ کی کہاں سے ہونے دیں گے؟ تو استاد، طلبہ کی تربیت کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اسے یہ احساس ہونا چاہیے کہ وہ صرف معلم نہیں، مربی بھی ہے۔ جب وہ اپنے آپ کو طلبہ کی تربیت کا ذمہ دار سمجھے گا تو اسے اپنے کام کی نزاکت کا اندازہ ہوگا۔ اس کا سب سے پہلا کام یہ احساس کرنا ہے کہ طلبہ اسے ماڈل سمجھتے ہیں۔ جیسے استاد کرتا ہے، ویسے ہی طلبہ بھی کرتے ہیں۔ جیسے وہ سوچتا ہے، طلبہ بھی ویسے ہی سوچتے ہیں۔ سکول میں ہمارے ایک استاذ تھے اللہ انہیں جنت نصیب کرے، وہ کلاس میں آ کر سب سے پہلے سگریٹ سلگاتے تھے۔ تو استاد کو یہ احساس ہونا چاہیے کہ وہ ایک ماڈل ہے۔ خود وہ اپنے آپ کو ماڈل نہ سمجھے، لیکن یہ دیکھے کہ اس کی سیرت و کردار ایسی ہونی چاہیے کہ طلبہ اس کی اتباع کر سکیں۔ تو دینی مدارس میں اساتذہ کی تربیت کا انتظام ہونا چاہیے اور اس میں ان کو دو باتیں سکھائی جائیں۔ ایک تو فنی تربیت کہ مثلاً تختہ سیاہ کو کیسے استعمال کیا جائے، سبق کیسے تیار کیا جائے وغیرہ اور دوسرے نظریاتی تربیت جس کے دو پہلو ہیں۔ ایک تو یہ کہ خود اچھا مسلمان کیسے بننا ہے اور دوسرا یہ کہ انہیں اپنے طلبہ کی تربیت کیسے کرنی ہے اور انہیں اچھا مسلمان کیسے بنانا ہے؟ استاد کا کام یہ ہے کہ وہ دین کو طلبہ کے سامنے پرکشش بنا کر پیش کرے تاکہ ان میں اس پر عمل کے لیے آمادگی پیدا ہو۔ دین کو پرکشش بنانے کا ایک طریقہ تو یہ ہے کہ استاد خود دین پر عمل کرے۔ دوسرا یہ کہ اس کے اندر اخلاص اور طلبہ کی خیر خواہی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جذبہ ہو۔ طلبہ یہ محسوس کریں کہ استاذ ان کے لیے اخلاص رکھتا ہے۔ وہ ان کے ساتھ محبت سے پیش آئے۔ ڈنڈے مار کر آپ کسی کو وہ چیزیں نہیں سکھا سکتے اور نہ اس کے اندر وہ جوہر پیدا کر سکتے ہیں جو محبت اور شفقت کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ بدقسمتی سے مار پیٹ کا سلسلہ بعض مدارس میں، خاص طور پر حفظ کے درجات میں اب بھی جاری ہے۔ یہ ایک غلط طریقہ ہے۔ طلبہ کے ساتھ اپنے تعلق کو شفقت، نرمی اور محبت کی اساس پر استوار کرنا چاہیے تاکہ ان میں پڑھنے کے لیے آمادگی پیدا ہو اور تحکم کے بجائے وہ شراکت کے احساس کے ساتھ سیکھنے کا عمل جاری رکھیں۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ہمارے ہاں تربیت کے لیے وقت مخصوص نہیں کیا جاتا۔ مجھ سے اگر پوچھیں تو میں کہوں گا کہ چونکہ غایت ہی تربیت ہے، اس لیے کم از کم پچاس فی صد وقت تربیت کے لیے دینا چاہیے، جس کا ہمارے ہاں کوئی تصور نہیں۔ تربیت کے لیے الگ پیریڈ مخصوص کرنے چاہئیں اور اگر مثال کے طور پر ۱۵۰۰ نمبر کے باقی مضامین ہیں تو ان میں کم از کم ۱۰۰ نمبر کا تربیت کا پرچہ شامل کریں۔ اس کو باقاعدہ لازمی پرچہ قرار دیں، یعنی جو تربیت کے پرچے میں فیل ہو، اس کو سارے امتحان میں فیل تصور کیا جائے۔ تربیت میں دیکھا جائے کہ کون طالب علم لڑائی جھگڑا کرتا ہے، جھوٹ بولتا ہے، چوری کرتا ہے، وقت پر کلاس میں حاضر نہیں ہوتا وغیرہ۔

اس تربیت کا باقاعدہ نصاب بھی ہونا چاہیے۔ تاہم اگر مدارس کی انتظامیہ توجہ نہ دے تو میں سمجھتا ہوں کہ اساتذہ اپنے طور پر تزکیہ اور تربیت کا نصاب بنا سکتے ہیں۔ ماضی میں ہمارے ہاں تصوف کی بعض کتابیں شامل نصاب رہی ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ نے اس کا اہتمام کیا تھا لیکن بعد میں جب دیوبند کے تعلیمی نظام کی صورت میں اس میں ارتقا ہوا تو بعض تاریخی عوامل کی وجہ سے، جن کے تجزیے میں اس وقت میں نہیں پڑوں گا، تصوف کی کتابیں نصاب میں شامل نہ رہ سکیں۔ میرے خیال میں یہ نصاب میں ایک خامی ہے اور تربیت اور تزکیے کا مواد نصاب میں لازماً شامل ہونا چاہیے۔ امام غزالی، شاہ ولی اللہ اور دیگر اکابرین تصوف کی کتابوں سے انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ تازہ کاموں میں سے مولانا اشرف علی تھانویؒ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چیزیں منتخب کی جاسکتی ہیں۔روایتی تصوف کے لٹریچر میں کچھ کمزوریاں اور خرابیاں بھی موجود ہیں۔لہٰذا ایسا مواد چھانٹ کر نکالنا چاہیے جو تصوف کی روایتی کمزوریوں اور غیر اسلامی عناصر سے پاک ہو۔نصاب کی خامی کو تو ایک اچھا استاد پورا کرسکتا ہے لیکن اچھے استاد کی خامی نہ نصاب پوری کرسکتا ہے اور نہ کوئی اور۔اس لیے اگر استاد تربیت کو اپنی ذمہ داری محسوس کرے تو وہ سو راستے ایجاد کرلے گا۔

ہر مدرسے میں ایک تربیت کمیٹی بنی چاہیے جس کے سربراہ مہتمم صاحب ہوں یا کسی سینئر استاد کو ناظم بنادیا جائے اور کچھ صالح طلبہ کو اس کا رکن بنالیا جائے۔ہر کلاس کا انچارج استاد تربیتی کمیٹی کا رکن ہو۔وہ باقاعدہ بیٹھ کر میٹنگیں کریں۔کچھ پرابلم کیسز ہوتے ہیں۔بعض طلبا بگڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ان کی اصلاح کے لیے،ان کے والدین کو بلانے کے لیے ایک کمیٹی بنالیں اور والدین سے رابطہ رکھیں۔پھر تربیت کمیٹی اپنے طور پر پورے سال کا ایک پروگرام بناسکتی ہے۔مثلاً آپ ہر ہفتے مختلف اخلاقی خوبیاں پیدا کرنے اور برائیوں سے بچنے کے لیے کسی ایک چیز کو موضوع بناسکتے ہیں مثلاً اس ہفتے ہمارے پیش نظر غیبت کی مذمت ہے۔طلبہ کو بتایا جائے کہ غیبت کیا ہے،شریعت نے اس کی کیسے مذمت کی ہے، معاشرے میں اس سے کیا فساد پیدا ہوتا ہے؟ ان باتوں کو ہر کلاس میں تختہ سیاہ پر لکھ دیا جائے۔طعام گاہ میں لکھ دیا جائے۔اس طرح مختلف پہلوؤں سے اس چیز کو اجاگر کرکے اس کی قباحت کا احساس زندہ کیا جائے۔اسی طرح ہر ہفتے کسی نئی چیز پر توجہ مرکوز کی جائے۔

حوصلہ افزائی کے لیے انعام بھی رکھا جاسکتا ہے مثلاً پچھلے ایک ماہ میں جن طلبہ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی،ان کو کوئی انعام دے دیا جائے۔اس طریقے سے بعض لوگوں نے تجربات کیے ہیں۔راولپنڈی میں مولانا عبدالجبار غازی صاحب نے،جو جماعت اسلامی سے الگ ہوئے تھے،ایک تجربہ کیا۔انہوں نے گراف بنا کر ہر کلاس میں لٹکا دیے۔اس پر لڑکوں کے نام لکھے ہوتے تھے۔جو طالب علم خوبی کے کام زیادہ کرتا،اس کے دو نمبر زیادہ ہوجاتے۔اس کے برعکس اگر کسی نے گالی دی،تو اس کے دو نمبر کم ہوگئے۔جھگڑا کیا تو دو نمبر مزید کم ہوگئے۔ والدین نے کوئی شکایت کی تو دو نمبر اور کم ہوجاتے۔اس طرح گراف کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ذریعے سے ہر طالب علم کے اخلاق و کردار کا پتہ چلتا رہتا اور طلبہ میں اچھے نمبروں کے لیے مسابقت پیدا ہو جاتی۔

تو یہ تربیت کے مختلف پہلو اور اس کے چند اسالیب ہیں۔ غور اور تجربے سے مزید کئی تدبیریں اختیار کی جا سکتی ہیں۔ بہر حال طلبہ کو اچھے کاموں کی طرف راغب کرنے اور ان میں برے کاموں سے بچنے کا جذبہ بیدار کرنے کا ایک پورا نظام مدرسے میں ہونا چاہیے۔

جب ہم تربیت کے پہلو سے غور کرنا شروع کریں گے تو کافی کتابیں سامنے آنا شروع ہو جائیں گی، لیکن فوری طور پر دو چیزوں کی طرف میں اشارہ کر سکتا ہوں۔ ایک تو پروفیسر سید سلیم صاحبؒ کا چھوٹا سا مقالہ ''درس گاہ کی ہم نصابی سرگرمیاں'' کے نام سے ہے اور ایک کوشش میں نے بھی کی تھی ''تعلیمی ادارے اور کردار سازی'' کے عنوان سے۔ یہ دونوں کتابیں تعلیمی ادارے میں تربیت سیرت و کردار سے بحث کرتی ہیں۔ اگرچہ ان کا پس منظر دینی مدارس کا نہیں ہے لیکن اکثر مسائل مشترک ہیں مثلاً بچے کیوں بگڑتے ہیں، ان کی اصلاح کیسے ہونی چاہیے، سیرت و کردار کی خوبیاں کیسے پیدا کرنی چاہئیں، اس کے لیے کیا ماڈل سامنے رکھنے چاہئیں، کیا کیا گُر استعمال کرنے چاہئیں...... وغیرہ۔ میں نے اس کتاب میں اسلامی تربیت کے ۱۳۱ گُر لکھے ہیں۔ ان سے آپ کو کچھ بنیادی مواد مل جائے گا۔

آخر میں، مَیں دوبارہ عرض کروں گا کہ میری گزارشات محض اخلاص اور دردمندی پر مبنی ہیں۔ میری باتوں سے آپ کو اختلاف ہو سکتا ہے لیکن یہ موضوعات بہر حال اس قابل ضرور ہیں کہ آپ ان کے بارے میں سوچیں۔ دین محض کتابوں میں نہیں لکھا ہوتا۔ یہ معاشرے کی صورت میں ایک زندہ حقیقت ہوتا ہے اور اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اپنے نبی (ﷺ) کی امت کو یہ توفیق بخشی کہ اسلامی معاشرہ پچھلی چودہ صدیوں سے بلا انقطاع قائم ہے۔ اس تسلسل کو بقا اور استحکام بخشنے کا ذریعہ صرف یہ ہے کہ معاشرہ دین سے جڑا رہے۔ یہ کام علماء کا ہے لہٰذا ان کے اور معاشرے کے مابین ہم آہنگی ناگزیر ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ علماء اس معاشرے کی ذہنی، فکری، جسمانی اور مادی ضرورتوں کو سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو عمل کی توفیق دیں۔ آمین

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مراجع


۱۔ البقرہ:۲۔۱۵۱

۲۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب الامام یکلم الرجل فی خطبتہ

۳۔ صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب اذا اسلم الصبی فمات......

۴۔ سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب ابی حفص عمر ابن خطابؓ

۵۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الایمان والاسلام والاحسان......

۶۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الاسلام ماھو وبیان خصالہ

۷۔ امام احمد بن حنبل، المسند، ج اص ۲۷، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۳ء

۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۵ص ۹۸، دارالکتب الحدیثیۃ القاہرہ ۱۳۸۷ھ

۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویۃ، ج ۶ص ۱۷۲

۱۰۔ صحیح بخاری، کتاب الطلاق، باب شفاعۃ النبی فی زوج بریرۃؓ

۱۱۔ علاء الدین علی المتقی الہندی، کنز العمال، ج ۱۱، ص ۱۸۳، دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۹ھ۔

۱۲۔ ڈاکٹر محمد رفیع الدین، اسلامی تحقیق کا مفہوم، مدعا اور طریق کار، دارالاشاعت الاسلامیہ۔ لاہور ۱۹۶۹ء۔

۱۳۔ ڈاکٹر احمد شلبی، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ، ص ۲۲، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۶ء۔


محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# پاکستان کا دینی نظام تعلیم
## چند اصلاحی تجاویز

نظام تعلیم خواہ کوئی سا بھی ہو اس کی تشکیل کے وقت اس کے اہداف و مقاصد کا تعین کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی نظام تعلیم کی کامیابی یا ناکامی کا تجزیہ کرنا ہو تو اس کا معیار یہی ہوسکتا ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ وہ اپنے طے کردہ مقاصد و اہداف کے حصول میں کتنا کامیاب یا ناکام رہا ہے؟ پاکستان میں اس وقت پرائیویٹ سیکٹر میں جو چھوٹے بڑے ہزاروں دینی مدارس کام کر رہے ہیں ان کے قیام کے مقاصد کیا ہیں؟ ان مقاصد کو دو نکات میں شمار کیا جاسکتا ہے۔[۱]

۱۔ ایسے علماء کی تیاری جو دینی علوم میں مہارت رکھتے ہوں اور اعلیٰ شخصی کردار کے حامل ہوں۔

۲۔ یہ علماء مسلمانان پاکستان کی دینی تعلیم کی ضرورت پوری کرسکیں اور ان کی دینی تربیت کرسکیں نیز مسلم معاشرے کے اجتماعی اداروں میں اسلامی تعلیمات کے نفاذ میں مدد دے سکیں۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ کیا ہمارے دینی مدارس ان اہداف کے حصول میں کامیاب رہے ہیں؟ ایک نقطۂ نظر یہ ہے کہ نہایت کامیاب رہے ہیں اور پاکستانی معاشرے میں اس وقت جو بھی دینی سرگرمیاں نظر آتی ہیں وہ انہی علماء کی جدوجہد کا نتیجہ ہیں جو دنیوی وجاہت سے محرومی برداشت کرکے اور رزق کفاف پر صبر کرکے معاشرے کو دینی تعلیم سے مالا مال کر رہے ہیں۔ انہی کے دم سے مسجدیں آباد ہیں جہاں روزانہ پانچ وقت باجماعت نمازیں پڑھائی جاتی ہیں، جمعہ کا خطبہ دیا جاتا ہے، بچوں کو قرآن پڑھایا جاتا ہے' دینی تہواروں اور پیدائش' نکاح' تدفین اور ایسے ہی غم وخوشی کے دیگر مواقع پر دینی رسوم واعمال بجالائے جاتے ہیں۔ انہی دینی مدارس میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قرآن حفظ کروایا جاتا ہے اور تجوید پڑھائی جاتی ہے۔ دورۂ حدیث کروایا جاتا ہے اور دوسرے دینی علوم پڑھائے جاتے ہیں ...... وغیرہ' یہ وہ امور ہیں جن سے کوئی شخص شائد ہی انکار کر سکے لیکن اس بارے میں ایک دوسرا نقطۂ نظر بھی ہے جس کے مطابق:

۱۔ یہ مدارس دینی تعلیم مسلک کی بنیاد پر دیتے ہیں جس سے دینی افراد اور جماعتوں کے درمیان نہ صرف خلیج پیدا ہو چکی ہے بلکہ یہ روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس نے نہ صرف مسلم عوام اور امت کو تقسیم کر رکھا ہے بلکہ آپس میں بھی سر پھٹول سے آگے بڑھ کر نوبت قتل و غارت گری تک پہنچ چکی ہے۔ مدرسوں کے علاوہ مسجدوں پر بھی اہل مسلک کا قبضہ ہے اور مسجدیں اللہ کے گھر بننے کے بجائے مسلکوں کے گڑھ بن چکی ہیں۔

۲۔ اسی کا یہ بھی شاخسانہ ہے (اگرچہ دوسرے عوامل بھی ہیں) کہ علماء اور دینی عناصر کے عدم اتحاد کی وجہ سے اس ملک میں آج تک شریعت نافذ نہیں ہو سکی۔ حکومتیں علماء اور ان کی جماعتوں کو آپس میں لڑاتی رہتی ہیں اور متحد نہیں ہونے دیتیں تاکہ وہ آرام سے حکومت کرتی رہیں۔ اگر علماء اور ان کی جماعتیں صحیح معنوں میں متحد ہو جائیں تو نفاذ اسلام کی چوٹی آسانی سے سر کی جا سکتی ہے۔

۳۔ یہ بھی دینی مدارس کے نظام تعلیم و تربیت کا نقص ہے کہ وہ علماء میں اخلاص' بے نفسی اور للّٰہیت پیدا نہیں کرتا اور انہیں اتنا بیدار مغز' شجاع اور زیرک نہیں بناتا کہ وہ نفس کے حملوں سے بھی بچ سکیں اور اسلام دشمن عناصر کی سازشوں کو سمجھ کر ان سے بھی نمٹ سکیں۔

۴۔ دینی مدارس نے عصری علوم سے عدم اعتناء کی پالیسی کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے۔ اس وجہ سے عصر حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کو جو چیلنج درپیش ہیں وہ نہ انہیں سمجھ سکتے ہیں۔ اور نہ ان کا جواب دے سکتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ پاکستان میں جو جدید تعلیم مروج ہے اس میں دینی تعلیم کا حصہ برائے نام ہے اور نہ وہاں اسلامی تربیت کا کوئی انتظام ہے۔ دوسری طرف دینی مدارس میں جدید مضامین اور ماحول کا گزر نہیں۔ اس چیز نے پڑھے لکھے لوگوں اور علماء میں ذہنی بُعد پیدا کر دیا ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ لاہور میں جمعہ کے دن کسی بھی مسجد میں جا کر مشاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ تقریباً ۹۰ فیصد سے زیادہ لوگ صرف نماز کے وقت مسجد میں آتے ہیں اور مولوی صاحب کی تقریر سننے کے لیے چند گنے چنے بوڑھے لوگ ہی موجود ہوتے ہیں۔

۶۔ علماء کی اکثر جماعتوں نے اپنی ساری قوتیں سیاسی جدوجہد میں لگا دی ہیں۔ پہلے ہر مسلک کی ایک جماعت بنی، پھر جتنے لیڈر تھے ہر دینی سیاسی جماعت میں اتنے گروپ اور ذیلی جماعتیں بنتی گئیں جو آپس میں گتھم گتھا ہوتی گئیں اور علماء کے کرنے کا جو اصل کام تھا یعنی تعلیم وتربیت' دعوت واصلاح' تبلیغ دین اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر' ان کی طرف توجہ کم ہوگئی۔ اس سے نہ صرف دین کی ترجیحات متاثر ہوئیں اور خود علماء پر اس کا برا اثر پڑا بلکہ اس چیز نے علماء کی ہوا خیزی بھی کی اور معاشرے پر ان کے اخلاقی اثر کو مجروح کیا۔ ان کی سیاسی ناکامی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔

۷۔ عوام کی دینی تعلیم وتربیت کے حوالے سے بھی علماء کی ناکامیاں واضح ہیں مثلاً: (الف) علماء نے عوام کو دین اسلام کے بنیادی ماخذ قرآن وسنت سے براہ راست استفادے سے محروم کر رکھا ہے۔ زیادہ سے زیادہ' مساجد میں ناظرہ قرآن پڑھا دیا جاتا ہے لیکن قرآن کے ترجمے اور فہم کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی' نہ احادیث پڑھائی جاتی ہیں۔ زیادہ زور اپنے مسلک کے فقہی مسائل کے بیان کرنے پر ہوتا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ دینی مدارس میں علماء کی اپنی تربیت بھی اسی نہج پر ہوتی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



(ب) جدید تعلیم جو پاکستان میں مروج ہے اس میں دینی تعلیم و تربیت کا حصہ برائے نام ہے۔ علماء نے اس خلا کو پر کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش آج تک نہیں کی حالانکہ یہ ایک انتہائی بنیادی بات ہے اور اس کے لیے مربوط اور منظم کوششیں کی جانی چاہئیں تھیں۔

(ج) طبقہ اناث اس سلسلے میں خاص طور پر مظلوم ہے کہ نہ ان کے لیے مساجد میں نماز پڑھنے کا کوئی انتظام ہے نہ خطبہ سننے کا اور نہ ان کی دینی تعلیم کی کوئی صورت ہے۔

۸۔ ان دینی مدارس کے انتظامی پہلوؤں پر بھی ایک نظر ڈال لیجیے۔ ہر مسلک کا اپنا وفاق ہے جو اپنے مسلک کے نقطہ نظر سے کتابیں پڑھاتا ہے (حالانکہ ایک وفاق ہونا چاہیے تھا)۔ طلبہ کے داخلے کے وقت عمر اور صلاحیت کی کوئی پابندی نہیں کی جاتی۔ اساتذہ کی اہلیت اور تنخواہ کا کوئی معیار مقرر نہیں۔ اساتذہ کی فنی تربیت کا بھی کوئی انتظام نہیں' نیز ان مدارس سے فارغ ہونے والوں کے لیے سوائے اپنے مسلک کی مساجد اور مدارس میں تعیناتی کے کوئی ذریعۂ رزق نہیں اور جتنے طلبہ فارغ ہوتے ہیں ظاہر ہے اتنی مساجد اور مدارس موجود نہیں کہ سب لوگ کھپ سکیں۔ لہٰذا مساجد پر قبضے کے جھگڑے بھی سامنے آتے ہیں اور اسی طرح کے دوسرے مسائل بھی۔

ہماری رائے میں پہلا نقطہ نظر بھی غلط نہیں' مطلب یہ کہ ہمارے دینی مدارس کی کچھ خدمات بھی ہیں جن سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ تاہم ان میں کچھ کمزوریاں بھی ہیں جنہیں تسلیم کرنا چاہیے اور ان کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے۔ اگر علماء اصرار کریں کہ ان کے دینی تعلیم کے نظام میں کوئی خرابی نہیں، ان کے ہاں سب اچھا ہے اور کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں تو ہمارے خیال میں یہ بھی انصاف نہیں۔ اپنی کمزوریوں کو کھلے دل و دماغ سے تسلیم کرنا اور ان کے ازالے کی کوشش کرنا یہی زندہ اور شجاع افراد و اقوام کا چلن ہوتا ہے۔ اسی سے اداروں میں اصلاح و ترقی ہوتی ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور مستقبل میں اچھے نتائج نکلتے ہیں۔ لہٰذا آیئے غور کرتے ہیں کہ پاکستان میں مروجہ دینی نظام تعلیم میں کیسے اصلاح کی جائے کہ اس کے طے کردہ اہداف احسن انداز میں حاصل ہوسکیں۔ لیکن تفصیلات میں جانے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان اصولوں کا ذکر کر دیا جائے جن پر ہماری اصلاحی تجاویز مبنی ہوں گی جو یہ ہیں:

## بنیادی اصول

۱۔ تعلیمی ثنویت کا تصور مضر ہے یعنی یہ تصور کہ دینی تعلیم حاصل کرنے والوں کو دنیوی علوم کی کچھ خبر نہ ہو اور دینوی تعلیم حاصل کرنے والوں کو دینی تعلیم کا پتہ نہ ہو کیونکہ اس طرح مسلمان بچے کی شخصیت تقسیم ہو کر رہ جاتی ہے۔ جب کہ اسلام ایک وحدت ہے اور اس میں دین و دنیا کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

۲۔ دینی تعلیم کا بنیادی ہدف دینی مضامین میں رسوخ حاصل کرنا ہے لیکن اس کے لیے کسی خاص نصاب کو کوئی تقدس حاصل نہیں ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نصاب کی ترجیحات کو بدلا جاسکتا ہے اور مختلف مضامین کی کمیت (weightage) کو اور طریق تدریس کو تبدیل کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ عصر حاضر کے مسائل اور تحدیات کو سمجھنے کے لیے مغربی فکر اور جدید مضامین کا مطالعہ ضروری ہے۔

۴۔ دینی تعلیم مسلک کی بنیاد پر نہیں دی جانی چاہیے۔ اس کے نقصانات کی طرف کچھ اشارات تمہید میں آچکے ہیں کہ اس چیز نے علماء میں انتشار، تعصب، فرقہ واریت اور دوسری بہت سی مصیبتوں کو جنم دیا ہے۔

۵۔ تزکیہ و تربیت اور تحقیق بھی نصاب کا جزو ہونی چاہیے۔

۶۔ دینی تعلیم سے فارغ ہونے والے طلبہ کے لیے کسب رزق کا میدان وسیع ہونا چاہیے۔

اب آیئے تفصیلی اور اصلاحی تجاویز کی طرف اور ان میں بھی سب سے پہلے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نصاب کہ یہ نظام تعلیم کا بہت اہم عنصر ہے۔ ہماری رائے میں درس نظامی کے موجودہ نصاب میں مندرجہ ذیل تبدیلیاں ناگزیر ہیں:

اولاً: دینی علوم

۱۔ قرآن حکیم پر ترکیز: قرآن حکیم دینی تعلیم کا مرکزی مضمون ہونا چاہیے جو شروع سے لے کر آخر تک پڑھایا جائے۔ یہ نہ صرف دیگر دینی مضامین کا عمود ہو بلکہ اس کا لفظی ترجمہ نحوی وصرفی تحلیل کے ساتھ شروع سے آخر تک پڑھایا جائے۔ تفسیر کے مختلف مکتبہ ہائے فکر میں سے منتخب اجزاء تعمق کے ساتھ پڑھائے جائیں۔ قرآنی آیات سے استنباط احکام کی مشق کرائی جائے۔ علوم القرآن جیسے شان نزول، ناسخ ومنسوخ، قراءات، اصول تفسیر وغیرہ پڑھائے جائیں۔

۲۔ مطالعۂ حدیث: دورۂ حدیث کے موجودہ طریقے کو ترک کر دیا جائے جس میں انتہائی کم مدت میں بہت سی کتب حدیث سے طالب علم کو گزار دیا جاتا ہے اور جو تھوڑی بہت تدریس ہوتی ہے وہ بھی محض فقہی مسلک کے نقطۂ نظر سے۔ اس کی بجائے مطالعۂ حدیث کو تعلیمی عرصے پر پھیلا دیا جائے۔ بعض منتخب متون کا گہرا مطالعہ کرایا جائے۔ احادیث سے استنباط احکام کی مشق کرائی جائے اور علوم الحدیث (مصطلحات، اسماء الرجال، جرح وتعدیل، روایت ودرایت، حجیت حدیث، تخریج، فتنہ انکار حدیث وغیرہ) پر توجہ مرکوز کی جائے۔

۳۔ فقہ کی تدریس کا موجودہ طریقہ ختم کر کے پہلے اصول فقہ خصوصاً اصول استنباط کا تقابلی مطالعہ کروایا جائے پھر منتخب موضوعات پر ائمہ اربعہ، ظاہریہ اور اہل تشیع کی آراء کا تقابلی مطالعہ کروایا جائے۔ فقہ القرآن والسنہ پر توجہ دی جائے اور پاکستان میں رائج قوانین کی ساتھ مقارنہ پیش نظر رکھا جائے۔

۴۔ سیرت، کلام، تاریخ وجغرافیہ (بشمول مطالعۂ پاکستان) اور تزکیۂ نفس کا قدرے تفصیلی مطالعہ اور فلسفہ ومنطق کا تعارفی مطالعہ بھی نصاب کا حصہ ہونا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ثانیاً: مغربی اور جدید علوم کا تعارفی مطالعہ

۱۔ سماجی علوم میں سے معاشیات‘ سیاسات‘ قانون‘ تاریخ‘ جغرافیہ‘ نفسیات اور فلسفہ وغیرہ۔

۲۔ طبعی علوم میں سے فزکس‘ کیمسٹری‘ بیالوجی‘ ریاضی‘ کمپیوٹر وغیرہ۔

۳۔ اسلام اور مغربی تہذیب کے تعامل / تصادم سے پیدا ہونے مسائل کا تفصیلی مطالعہ بھی اس نصاب کا ایک جزو ہونا چاہیے‘ نیز اس مطالعے میں صرف مغربی فکر اور علوم کا تعارف ہی مقصود نہیں بلکہ اسلامی نقطۂ نظر سے ان کا جائزہ اور تنقید بھی اس میں شامل ہونی چاہیے تاکہ طلبہ پر مغربی فکر کی کمزوری اور اس کے مقابلے میں اسلامی فکر کی برتری اور حقانیت دلائل سے واضح ہو جائے۔

یہ تعارفی مطالعہ اس لیے ضروری ہے کہ علماء جس دنیا میں رہ رہے ہیں اسے سمجھ سکیں۔ نیز اس وقت اسلام اور اسلامی دنیا کا سب سے بڑا علمی وفکری ہی نہیں عملی مسئلہ مغرب اور مغربی تہذیب کا علمی اور عملی تفوق ہے۔ لہٰذا جب تک ہم چیلنج اور اس کی نوعیت کو نہیں سمجھیں گے اور اس کا ادارک نہیں کریں گے ہم اس چیلنج کا جواب کیسے دے سکیں گے اور اسلام کو موجودہ فضا میں قابل عمل کیسے ثابت کر سکیں گے اور اسے عملاً غالب کرنے کے لیے صحیح رخ میں جدوجہد کیسے کر سکیں گے؟

## ثالثاً: زبانیں

اس وقت کیفیت یہ ہے کہ دینی مدارس میں انگریزی کا داخلہ منع ہے‘ اردو بھی نہیں پڑھائی جاتی‘ عربی زبان وادب پر زور دیا جاتا ہے اور کسی حد تک فارسی بھی پڑھائی جاتی ہے۔ لیکن ان دونوں زبانوں کی تدریس اس طرح ہوتی ہے کہ صرف انہیں پڑھنے اور سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے لکھنے اور بولنے کی نہیں۔ طریق تدریس بھی وہی پرانا ہے یعنی طریقۂ ترجمہ اور قواعد جس میں گردانیں رٹائی اور قواعد یاد کروائے جاتے ہیں۔ ہماری رائے میں زبانوں کے بارے میں صحیح پالیسی یہ ہے کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۔ دینی مدارس کے طلبہ کو اردو' عربی اور انگریزی تینوں زبانیں تعمق کے ساتھ پڑھائی جانی چاہئیں اور فارسی کا تعارفی مطالعہ بھی کروانا چاہیے۔ اردو اس لیے کہ یہ پاکستان کی قومی زبان اور عملاً ہمارے ہاں بول چال اور تقریر و تحریر کی زبان ہے۔ عربی اس لیے کہ ہماری امہات دینی کتب اسی زبان میں ہیں اور موجودہ عالم عرب سے ہمارے دین و دنیا کے بہت سے مفادات وابستہ ہیں۔ انگریزی اس لیے کہ یہ جدید علوم اور جدید دنیا کی کنجی ہے۔ فارسی کا تعارفی مطالعہ برصغیر کی دینی اور ثقافتی تاریخ سے واقفیت کے لیے ضروری ہے۔

۲۔ زمانۂ تدریس

اگر بچے کو ایک سے زیادہ زبانیں سکھانی ہوں تو ہماری رائے میں اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ پہلے اسے مادری زبان اچھی طرح سکھا دی جائے تاکہ وہ اس زبان کی مہارتوں کی اساس پر دوسری زبانیں سیکھ سکے۔ ہمارے ہاں یہ درجہ تقریباً اردو کو حاصل ہے اس لیے اردو سکھانے سے ابتداء کرنی چاہیے اور کم از کم اس سے دو سال بعد عربی کی ابتداء کرنی چاہیے (لیکن اردو سکھانے کے لیے اگر ایسا استاد میسر نہ ہو جو اہل زبان ہو یا عربی پڑھا ہوا ہو تو اس میں بھی کوئی ہرج نہیں کہ حروف تہجی اور ابتدائی قاعدہ پہلے عربی میں پڑھا دیا جائے اور پھر اردو پڑھانی شروع کی جائے کیونکہ ہمارے ہاں تلفظ اور مخارج کے بگاڑ کا مسئلہ بڑا گھمبیر ہو چکا ہے۔ اور اس پر ابتداء ہی سے بھرپور توجہ دینے کی ضرورت ہے)۔ انگریزی چار سال کے بعد شروع کی جائے اور پھر متوسطہ تک ان زبانوں کی تحصیل پر خوب محنت کی جائے کیونکہ مستقبل میں دیگر علوم میں مہارت کا انحصار بھی بچے کی ان زبانوں میں مہارت ہی پر ہوگا۔ بعد میں کم کمیت کے ساتھ زبانوں کی تدریس اگلی جماعتوں میں جاری رہے گی۔ فارسی البتہ ثانوی میں ایک سال پڑھا کر چھوڑ دی جائے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



### ۳۔ذریعۂ تدریس

ابتداء میں ذریعہ تدریس اردو زبان ہی ہوگی تاہم عربی و انگریزی کی تدریس میں طریقۂ ترجمہ وقواعد کے ساتھ طریق مباشر کو بھی اہمیت دی جانی چاہیے اور اس کے نتیجے میں طلبہ جلد ہی عربی کے پیریڈ میں عربی اور انگریزی کے پریڈ میں انگریزی پر انحصار کرنا شروع کر دیں گے۔ اس طرح اگر ابتدائی برسوں میں عربی اور انگریزی کی تحصیل پر خوب محنت کر لی جائے تو طلبہ آسانی سے ثانوی جماعتوں میں دینی علوم عربی زبان میں اور جدید علوم انگریزی زبان میں سیکھنے پر قادر ہو جائیں گے۔

### ۴۔زبانوں میں مہارت کے وسائل

ہمارے نزدیک مذکورہ تینوں زبانوں میں مہارت انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور تعلیمی اداروں کو اپنی ساری صلاحیتیں اس کے لیے وقف کر دینی چاہئیں۔ کوشش کرنی چاہیے کہ زبانیں پڑھانے والے اساتذہ اہل زبان ہوں۔ اس کے لیے مختبر اللغہ (لینگوئج لیب) قائم ہوئی چاہیے۔ سمعی و بصری آلات اور کمپیوٹر استعمال ہونے چاہئیں۔ تینوں زبانوں کی الگ الگ بزم ادب ہونی چاہیے اور تحریری اور تقریری مقابلے' مباحثے' مذاکرے اور ہونہار طلبہ کے لیے انعامات ان کے مستقل پروگراموں کا حصہ ہونے چاہئیں تاکہ طلبہ کی ان زبانوں میں مہارت کی صلاحیتیں نکھریں اور پروان چڑھیں۔ اعلیٰ جماعتوں میں جا کر ان زبانوں کا ادب' بلاغت اور منتخب متون پڑھانے چاہئیں تاکہ ان مہارتوں کی تکمیل ہو سکے۔

### رابعاً: نصابی وحدت

جدید وقدیم کی یک جائی کا مطلب بعض کم فہم لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صبح کے اوقات میں درس نظامی پڑھا دیا جائے اور شام میں کسی ریٹائرڈ یا پارٹ ٹائم لیکچرر سے ایک دو جدید مضامین میں لیکچر دلوا دیئے جائیں۔ یہ محض اشک شوئی ہے کیونکہ اس کا طالب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



علم کی شخصیت' اس کے فکری ڈھانچے اور اس کے لائف سٹائل پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ نہ وہ سنجیدگی سے جدید علوم سے استفادہ کر پاتا ہے۔ اس مسئلے کا صحیح حل یہ ہے کہ نصابی وحدت کو پیش نظر رکھا جائے یعنی نصاب ایک ہی ہو اور اس نصاب کے اندر موزوں مرحلے پر موزوں کیفیت اور کمیت کے حامل جدید مضامین بھی اسلامی تناظر میں شامل کیے جائیں۔ نصابی وحدت کے موثر اور خوشگوار اثرات انشاء اللہ طالب علم کی شخصیت پر پڑیں گے۔

## خامساً: مراحل مدت تعلیم

یہ ایک دقیق مسئلہ ہے۔ امریکہ' یورپ اور عرب ممالک میں ثانوی تعلیم ۱۲ سال کی ہوتی ہے۔ خود ہمارے ہاں بھی اسلام آباد کی انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی میں داخلے کا معیار ایف اے ہے اور پروفیشنل کالجز اور یونیورسٹیاں بھی (مثلاً میڈیکل اور انجینئرنگ وغیرہ) ایف ایس سی پاس طلبہ کو داخلہ دیتی ہیں اور پھر کم سے کم چار سال میں گریجوایشن اور مزید دو سال میں ایم اے کرواتی ہیں یعنی کل ۱۸ سال' جبکہ پاکستان میں ثانوی تعلیم دس سال کی ہے اور طالب علم چودہ سال میں بی اے اور ۱۶ سال میں ایم اے کر لیتا ہے۔ اس وجہ سے پاکستانی طالب علم کو یورپ' امریکہ اور عرب دنیا وغیرہ میں ہر جگہ داخلہ لینے میں مشکل پیش آتی ہے۔ دوسری طرف دوبئی میں ایک تجربہ ہوا ہے جس میں سولہ سالہ گریجویشن کورس محض دس برسوں میں ختم کروا دیا جاتا ہے اس طریقے میں سال کے بارہ مہینے صبح شام پڑھائی ہوتی ہے۔ اور بچے کی عمر کے چھ قیمتی سال بچا لیے جاتے ہیں۔

دینی مدارس میں اس وقت جو نظام رائج ہے وہ یہ ہے کہ آٹھ سال تک تعلیم حاصل کیے ہوئے مڈل پاس طالب علم کو داخلہ دیا جاتا ہے (گو بعض اوقات مدارس [خصوصاً چھوٹے مدارس میں بکثرت] اس اصول کی پابندی نہیں کی جاتی) اور دو سال میں ثانویہ عامہ' اگلے دو سال میں ثانویہ خاصہ' اس سے اگلے دو سال میں عالیہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور آخری دو سالوں میں عالمیہ کی سند دی جاتی ہے۔ یہ آٹھ سالہ تعلیمی دورانیہ پاکستانی سکولوں کالجوں میں مروج میٹرک' ایف اے' بی اے اور ایم اے کے آٹھ سالہ تعلیمی دورانیے کے مساوی ہے لہٰذا ہمارے خیال میں اس میں کسی تبدیلی کی ضرورت نہیں بلکہ دینی مدارس عموماً اقامتی ہوتے ہیں لہٰذا وہ سکولوں کالجوں کی نسبت زیادہ پڑھا سکنے کی پوزیشن میں ہوتے ہیں۔

نصاب کی بحث ختم کرنے اور نظام تعلیم کے دوسرے شعبوں کی طرف پیش رفت سے پہلے مناسب محسوس ہوتا ہے کہ کچھ ایسے امور کا ذکر کر دیا جائے جو کسی نہ کسی صورت میں نصاب سے ہی مرتبط ہوتے ہیں یعنی تزکیہ وتربیت' تحقیق اور روزگار۔

### ا۔ تزکیہ وتربیت

تزکیہ وتربیت کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنے پیغمبر کے ذمے کام گنوائے تو تعلیم کتاب کے ساتھ تزکیہ کا ذکر کیا (ا۔الف) بلکہ تزکیے کا ذکر تعلیم کتاب سے پہلے بھی کیا اور بعد میں بھی جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ اصل مقصود تزکیہ ہی ہے اور تعلیم بھی اس کا ذریعہ اور وسیلہ ہے۔ (۲) چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق تعلیم سے پتہ چلتا ہے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے محض تعلیم ہی نہیں دی بلکہ ساتھ تزکیہ بھی کیا اور صحابہؓ کا طریقہ بھی یہی تھا کہ جتنا قرآن سیکھتے تھے ساتھ ساتھ اس پر عمل کی مشق بھی کرتے جاتے تھے۔ امام مالکؒ نے مؤطا میں ذکر کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سورۂ بقرہ آٹھ سال میں ختم کی (خطیب بغدادی کے بقول ۱۲ سال میں) اور اس خوشی میں اونٹ ذبح کر کے دعوت عام کی۔ (۳)

ظاہر ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ۸ سال محض ڈھائی پارے پڑھنے میں نہیں لگے بلکہ اس پر تدبر اور عمل میں اتنی مدت صرف ہوئی۔ بعد میں مسلم معاشرے میں جب تزکیہ وتربیت کے ایک خصوصی ادارے (تصوف) نے راہ پالی تو یہ طریقہ وجود میں آیا کہ طالب علم پہلے تعلیم حاصل کرتا تھا اور اس کے بعد تزکیۂ نفس کے لیے کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دوسرے مُربی کے پاس جا بیٹھتا تھا۔ اب امت میں عمومی انحطاط کے نتیجے میں نہ وہ صوفی رہے اور نہ وہ خانقاہیں اور بالعموم جو کچھ باقی بچا ہے وہ بعض رسوم کا ایک بے روح ڈھانچہ ہے یا محض شکم پروری کے طریقے۔ لہٰذا تزکیہ و تربیت کو محض اس اتفاق پر نہیں چھوڑا جا سکتا کہ اگر حسن اتفاق سے استاد ایسا ہو جو خود مزکّی و مربّی ہو تو بات بن گئی ورنہ سراسر محرومی مقدر ٹھہری' بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ تزکیہ و تربیت کو باقاعدہ ایک مضمون اور فن کی طرح نصاب تعلیم کا ایک حصہ بنایا جائے اور دوسرے مواد کی طرح اس کا بھی باقاعدہ امتحان ہو اور اس میں فیل ہونے والے کو سارے مضامین میں فیل تصور کیا جائے۔ ہم نے اس مضمون کی طرف توجہ کی اور ڈیڑھ دو سو صفحے کی ایک کتاب اس موضوع پر مرتب کر کے شائع کر دی ہے کہ تعلیمی ادارے میں طلبہ کی دینی تربیت کیسے کی جائے؟ (۴) ہم محض یہ دکھانے کے لیے کہ تربیت کے لیے ایک قابل عمل نظام وضع کرنا ممکن ہے' اس کتاب سے دو اقتباسات پیش کرتے ہیں:

### تعلیمی ادارے میں تربیتی نظام کا قیام: (۵)

۱۔ مدرسے میں ہر استاد کو خود کو مربی سمجھنا چاہیے (خصوصاً پرنسپل اور ڈائریکٹر یعنی صدر مدرس اور مہتمم کو) اس کا مطلب یہ ہے کہ اتنا ہی کافی نہیں کہ استاذ اپنے آپ کو طلبہ کے سامنے ایک ماڈل کے طور پر پیش کرے بلکہ اس کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے آگے بڑھ کر طلبہ کی تربیت کرے۔

۲۔ اگر کسی وجہ سے سربراہ ادارہ خود اپنے آپ کو اس کام کے لیے موزوں نہ سمجھے تو اسے چاہیے کہ کسی موزوں استاد کو چیف مربی کے طور پر مقرر کر دے جو سارے سکول کے طلبہ کی تربیت کے لیے ایک مکمل اور مربوط لائحہ عمل کرتب کرے۔

۳۔ چیف مربی کو چاہیے کہ اساتذہ میں سے ہر کلاس کا ایک مربی مقرر کرے' بہتر ہو اگر ایسا استاد کلاس انچارج بھی ہو۔

۴۔ مربی استاد کو تدریس کے علاوہ کم از کم ہفتے میں ایک پریڈ طلبہ کی تربیت کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیا جانا چاہیے۔

۵۔ کلاس کے مربی استاد کو چاہیے کہ کلاس کے طلبہ میں سے کسی موزوں طالب علم کو مربی یعنی طلبہ کے اخلاق و کردار کا نگران مقرر کرے۔

۶۔ اگر تعلیمی ادارہ رہائشی ہو تو ہوسٹل کا ایک مربی ہونا چاہیے اور طلبہ میں سے ایک اس کا نائب ہو اور اگر ہوسٹل کے کئی بلاک ہوں تو ضروری ہے کہ ہوسٹل کے ہر بلاک میں ایک استاد مربی ہو جو طلبہ کے اخلاق و کردار کا ذمہ دار ہو۔ یہ استاد ہر ہوسٹل کے بلاک میں طلبہ میں سے کسی ایک موزوں طالبعلم کو مربی یعنی طلبہ کے اخلاق و کردار کا ذمہ دار بنا دے۔

۷۔ چیف مربی اور مربی اساتذہ پر مشتمل ہر سکول میں ایک 'تربیتی کونسل' ہونی چاہیے جو اپنے اجلاس باقاعدگی سے ہر ماہ منعقد کرے اور تربیت کے مسائل پر غور وفکر کرے۔

۸۔ ہر سکول میں طلبہ کی تربیت کی جانچ/امتحان (Evaluation) اور تربیت کے نگران اساتذہ کی چیکنگ کا موثر انتظام ہونا چاہیے۔

## تربیت کی جانچ کا نظام:(۲)

جس طرح تعلیم میں طالب علم کی لیاقت جانچنے کے لیے امتحان کا ایک باقاعدہ نظام موجود ہے جس سے پتہ چل جاتا ہے کہ کون سا طالب علم کتنا سیکھ رہا ہے اور ان امتحانوں ہی کی وجہ سے طلبہ اور اساتذہ کو خصوصی تیاری کا موقع ملتا ہے۔ اسی طرح تربیت کے کام کی جانچ کا بھی ایک نظام ہونا چاہیے۔ ہم اس کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات تجویز کرتے ہیں:

۱۔ تربیتی گراف کا طریقہ اپنائیے جس کی تفصیل یہ ہے:

الف۔ ہر مربی کلاس ٹیچر اپنی کلاس کا ایک تربیتی گراف بنائے جس میں طلبہ کے نام موجود ہوں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ب۔ اچھی کارکردگی کی صورت میں اضافی نمبر دیئے جائیں اور کمزوری دکھانے کی صورت میں نمبر منہا کر دیئے جائیں مثلاً اگر بنیادی نمبر ۱۰۰ ہوں تو جو طالب علم باقاعدگی سے نماز پڑھے اسے ۲ نمبر دیئے جائیں اس طرح اس کے نمبر ۱۰۲ ہو جائیں گے' اور جو طالب علم نماز نہ پڑھے تو اس کے ۲ نمبر منہا کر دیئے جائیں یعنی اس کے ۹۸ نمبر ہو جائیں گے۔ اس طرح مختلف کمزوریوں مثلاً جھوٹ بولنا، گالی دینا' جھگڑا کرنا' تاخیر سے سکول آنا اور وقت کی پابندی نہ کرنا وغیرہ ان میں سے ہر ایک کے دو نمبر ہوں اور ان کے ارتکاب پر اتنے نمبر کاٹ لئے جائیں اور اس کے برعکس اخلاق حسنہ کے بھی نمبر ہوں جو اس کے گراف میں جمع کر دیئے جائیں۔ اس طرح ہر طالب علم کو معلوم ہوتا رہے گا کہ اس کی اخلاقی حالت کیسی ہے؟

ج۔ ایسا تربیتی گراف نمایاں طور پر ہر کلاس میں آویزاں ہو تاکہ طلبہ اپنے نمبروں کی کمی بیشی سے آگاہ رہیں' جن کے نمبر کم ہو جائیں وہ اپنی اخلاقی کمزوری دور کر کے اپنے کم شدہ نمبر بڑھانے کی کوشش کریں اور جن کے نمبر زیادہ ہوں وہ انہیں مزید بڑھانے کے لیے کوشاں ہوں۔ اس گراف میں جس طالب علم کے نمبر ایک مقررہ حد سے کم ہو جائیں اسے تربیت کے پرچے میں فیل گردانا جائے اور اگلی کلاس میں نہ بھیجا جائے۔ جس لڑکے کے نمبر سب سے بڑھ جائیں اسے حوصلہ افزائی کا انعام دیا جائے یا سکول کا مثالی لڑکا قرار دیا جائے۔

د۔ اس طرح کا گراف ہر طالب علم کی پرسنل فائل میں بھی موجود ہو اور کلاس روم میں درج ہونے والی معلومات وہاں بھی ریکارڈ کی جائیں تاکہ بوقت ضرورت کام آئیں مثلاً بچے کے والدین کو دکھانے کے لیے یا سالانہ امتحان میں بچے کی اخلاقی حالت کا اندازہ کرنے کے لیے۔

۲۔ تربیتی گراف کو سامنے رکھتے ہوئے طلبہ کا سالانہ امتحان بھی لیا جائے اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے باقاعدہ نمبر ہوں جو طالب علم کے فیل یا پاس ہونے پر اثر انداز ہوں۔ایک طالب علم اگر تربیت میں فیل ہو تو اسے سارے مضامین میں فیل تصور کیا جائے اور اگلی کلاس میں ترقی نہ دی جائے۔

۳۔ مربی اساتذہ کا احتساب اور چیکنگ بھی ہونی چاہیے تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ اساتذہ تربیت کا کام کتنا کر رہے ہیں اور کیسے کر رہے ہیں تاکہ اگر ان کی مدد اور راہنمائی کی ضرورت ہو تو وہ مہیا کر دی جائے۔اس غرض کے لیے چیف مربی یا پرنسپل/مہتمم کو چاہیے کہ وہ تربیت کے انچارج اساتذہ سے ان کی کارکردگی بسلسلہ تربیت طلبہ کی ماہانہ رپورٹ طلب کرے اور مسائل ومشکلات میں ان کو ضروری مشورے دے۔اگر کافی تعداد میں طلبہ تربیت میں کمزور ہوں تو استاد کی پرسش ہونی چاہئے اور اسے تنبیہ کی جانی چاہیے بلکہ اس کی سالانہ کارکردگی رپورٹ میں بھی اس کا اندراج ہونا چاہیے۔''

خلاصہ یہ کہ دینی مدارس کے مہتممین اور منتظمین کو اس امر کی فکر کرنی چاہیے کہ ان کی ذمہ داری محض دینی تعلیم دینا نہیں بلکہ اخلاق وآداب سمیت مکمل دینی شخصیت کی آبیاری کرنا ہے اور اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو عند اللہ مسئول ہونگے۔

## ۲۔تحقیق

آج کل کی جدید تعلیم میں ایم اے (عالمیہ) ہی سے تحقیق کا آغاز ہو جاتا ہے اور اس کے بعد کی ساری تعلیم (ایم فل' پی ایچ ڈی وغیرہ) تحقیق ہی پر مبنی ہوتی ہے۔ دینی مدارس میں تحقیق کو عموماً اہمیت نہیں دی جاتی۔ طالب علم دورۂ حدیث کر کے فارغ ہو جاتا ہے اور نہ اسے تحقیقی اصولوں کا پتہ ہوتا ہے اور نہ اسے تحقیق کی کوئی عملی مشق کروائی جاتی ہے۔بعض بڑے دینی مدارس میں تخصص کا ذکر سننے میں آتا ہے لیکن وہ بھی عموماً روایتی انداز میں' لہٰذا اس امر کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ تحقیق کو باقاعدہ داخل نصاب کیا جائے۔طرق تحقیق کی تدریس کے بعد ہر استاد چھوٹے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



چھوٹے مقالے لکھوا کر طلبہ کو تحقیق کی مشق کروائے۔ آخری سال کے شروع میں ہر طالب علم اپنے موضوع تحقیق کی تسجیل کروائے اور جب تک وہ تحقیقی مقالہ استاد کی تسلی کے مطابق مکمل نہ کرے اسے سند جاری نہ کی جائے۔ اس کے بعد تخصص کو رواج دیا جائے اور ایم فل اور پی ایچ ڈی کی طرح ریسرچ ڈگریوں کو رواج دیا جائے۔ ظاہر ہے اس وقت جو نصاب مروج ہے اس میں رہتے ہوئے یہ گنجائش نہیں نکالی جاسکتی البتہ ہماری تجاویز کے مطابق اگر نصاب کے سارے ڈھانچے پر از سرِ نو غور کیا جائے تو تحقیق کو جزو نصاب بنایا جاسکتا ہے۔

یہاں کسی کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ تحقیق کو جزو نصاب بنانا غیروں کی تقلید ہے بلکہ ہمارے اسلاف نے تحقیق کا جو معیار قائم کیا ہے اور جس طرح عمریں تحقیق و تالیف میں صرف کی ہیں وہ ہمارے لیے ایک قابل فخر نمونہ ہے۔ لہٰذا تحقیق کا جزو نصاب بنانا' طلبہ میں علمی و تحقیقی ذوق پروان چڑھانا اور اس کے لیے مختلف طریقے اختیار کرنا اپنے اسلاف کی علمی روایت کو زندہ کرنے کے مترادف ہے' بلکہ اس میں کوتاہی دوں ہمتی ہے اور آج کے ترقی یافتہ دور میں نکّو بننے کے مترادف ہے۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ تحقیق اپنے مسلک کو سچا ثابت کرنے کے لیے دلائل جمع کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ تحقیق سے مراد تلاش حق ہونا چاہیے اور اس کے لیے پہلا زینہ معروضیت اور غیر جانبداری کا ہے کہ کھلے دل و دماغ کے ساتھ علم کا دامن تھاما جائے۔ اس کے لیے مناسب ہوگا کہ شروع میں ایسے تحقیقی مقالات لکھوائے جائیں جن میں مقارنے کا اہتمام ہو تاکہ اختلافی معاملات میں دوسروں کے نقطۂ نظر کو سمجھنے اور وزن دینے کا رجحان پیدا ہو۔

ایک اندازے کے مطابق دنیا میں اس وقت جتنی تحقیق ہو رہی ہے مسلم دنیا کا اس میں حصہ دس فیصد سے بھی کم ہے۔ مغرب صرف تحقیق کے بل پر تسخیر کائنات (سائنس اور ٹیکنالوجی) میں ہم سے آگے نکل گیا ہے۔ ہم بحیثیت امت جب تحقیق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں آگے تھے تو اس دنیا پر ہمارا سکہ چلتا تھا۔ آج ہم تحقیق میں پیچھے رہ گئے ہیں تو ہر لحاظ سے پیچھے رہ گئے ہیں۔ خود اسلامی علوم میں تحقیق کے سلسلے میں مغرب میں جو کام ہوا ہے اور ہو رہا ہے ہمارے علماء اگر انگریزی پڑھیں تو انہیں احساس ہو کہ ہمارے دامن میں شرمندگی کے سوا کچھ نہیں۔

### ۳۔ روزگار

اس وقت ہمارے دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلبہ کے لیے صرف ایک ہی ذریعۂ روزگار ہے اور وہ ہے اپنے مسلک کے مدارس و مساجد میں ملازمت۔ ظاہر ہے یہ مواقع محدود ہوتے ہیں اس لیے سب لوگ اس میں نہیں کھپ سکتے۔ یہ چیز نہ صرف بے روزگاری کو جنم دے رہی ہے بلکہ اس سے بعض دیگر مفاسد بھی پیدا ہو رہے ہیں مثلاً دوسرے مسالک کی مساجد پر قبضہ جو بعض اوقات نقض امن پر منتج ہوتا ہے یا بغیر ضرورت کے محض روزگار کے لیے نئی مساجد اور مدارس کا قیام (حقیقت یہ ہے کہ اس امر پر ایک تحقیقی سروے کی شدید ضرورت ہے کہ ہماری آبادی کو اس وقت کتنے مدارس و مساجد کی ضروت ہے۔ ان مدارس سے کتنے طلبہ سالانہ فارغ التحصیل ہوتے ہیں اور ان کا ذریعۂ روزگار کیا ہے......؟ وغیرہ)

روزگار کے مواقع پیدا کرنا یا ان کی پلاننگ کرنا بنیادی طور پر حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے لیکن اگر حکومتی مدد کے بغیر علماء کرام دینی مدارس کا اتنا بڑا نیٹ ورک چلا رہے ہیں تو انہیں اپنے طلبہ کے روزگار کے مسئلے پر حکومتی مدد کے علی الرغم بھی غور کرنا چاہیے۔

اس سلسلے میں ہمارا مشاہدہ یہ ہے کہ دینی مدارس کے منتظمین اپنے طلبہ کو جدید تعلیم اور پیشہ وارانہ تعلیم نہ دینے کے حق میں اس لیے ہیں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح یہ طلبہ مجبور ہو کر مساجد و مدارس کو آباد رکھیں گے ورنہ تو وہ کہیں اور ملازمت کر لیں گے جہاں انہیں زیادہ تنخواہ ملے گی اور مساجد و مدارس ویران ہو جائیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا یہ اندیشہ بے جا ہے کیونکہ اس وقت جتنے طلبہ ان مدارس سے فارغ ہو رہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہیں ان کے لیے اتنی ملازمتیں موجود نہیں ہیں۔ ہماری رائے میں دینی مدارس کے طلبہ کے روزگار کی پلاننگ کے لیے مندرجہ ذیل نکات پر غور ہونا چاہیے:

۱۔ حکومت پاکستان مدارس کی ڈگریوں کو درجہ بدرجہ تسلیم کر لے یعنی ثانویہ عامہ میٹرک کے برابر' ثانویہ خاصہ ایف اے کے' عالیہ بی اے کے اور عالیہ ایم اے کے ہر لحاظ سے برابر قرار دی جائے تاکہ ان طلبہ کے لیے جدید تعلیم اور پرائیویٹ اور پبلک سیکٹر میں روزگار کے دروازے کھل سکیں۔ اسی طرح عالیہ کے بعد ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے کی بھی اجازت ہونی چاہیے۔ جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں اس سلسلے کچھ پیش رفت ہوئی تھی لیکن بعد میں معاملہ ست پڑ گیا۔ اب حال ہی میں میٹرک اور ایف اے میں درس نظامی گروپ متعارف کروایا گیا ہے اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد نے بھی درس نظامی کے مضامین میں ڈگریاں دینے کا آغاز کر دیا ہے لہٰذا امید کی جانی چاہیے کہ مستقبل قریب میں دینی مدارس کے نظام تعلیم اور حکومتی نظام تعلیم کے درمیان حائل فرق بتدریج کم ہوتا جائے گا۔

۲۔ ہماری تجویز کے مطابق اگر دینی مدارس عربی کے ساتھ اپنے طلبہ میں انگریزی اور اردو میں بھی مہارت پیدا کر دیں اور انہیں جدید علوم کا تعارفی مطالعہ بھی کروا دیں تو ہمارے خیال میں وہ معاشرے میں بہت سے میدانوں میں اپنی راہ خود بنا لیں گے۔

۳۔ جس نصاب کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے وہ سولہ سال میں اسلامی علوم میں ایم اے (عالیہ) کا ہے لیکن اس میں بی اے (عالیہ) تک اردو' عربی اور انگریزی زبانیں بھی پڑھائی جائیں گی گویا پاکستانی یونیورسٹیوں میں اس وقت مروج قاعدے کے مطابق بھی وہ ان تین مضامین میں ایم اے کرنے کے حقدار ہیں' ہماری تجویز یہ ہے کہ دینی مدارس کے طلبہ کو ان تین زبانوں میں بی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اے (عالیہ) کرنے کے بعد تین سالوں میں اس طرح ایم اے کروا دیا جائے کہ ان تینوں میں سے کوئی ایک زبان ان کا اصلی تخصص (Major) ہو اور علوم اسلامی ضمنی تخصص (Minor)۔ اس طرح وہ سولہ کی بجائے سترہ سالوں میں ان زبانوں میں کسی ایک میں ایم اے بھی کر لیں گے اور ساتھ ہی ثقہ عالم دین بھی ہوں گے اور ان کے لیے روزگار کے زیادہ مواقع بھی پیدا ہو جائیں گے۔

۴۔ بعض پیشہ ورانہ امور میں تربیت دینی تعلیم کے ساتھ بھی اس طرح دی جاسکتی ہے کہ طلبہ فارغ التحصیل ہونے تک اس شعبے میں مہارت بھی حاصل کر لیں خصوصاً اس سہولت کی وجہ سے کہ طلبہ کی رہائش بھی انہی مدارس میں ہوتی ہے' مثلاً مختلف کمپیوٹر کورسز' بجلی کا کام' فریج ٹی وی وغیرہ کی مرمت' گاڑیوں کی مرمت' ٹائپ شارٹ ہینڈ' دفتری امور' ابتدائی حسابات' تدریسی مہارت (سی ٹی' بی ایڈ کی طرز پر) چھوٹے موٹے بزنس وغیرہ۔ بڑے شہروں میں دینی مدارس انڈسٹری کے ساتھ رابطہ کر کے گرمیوں کی چھٹیوں میں یا شام کی شفٹ میں طلبہ کو اپرنٹس رکھوا سکتے ہیں۔ غرض اس موضوع پر اگر سوچ بچار کی جائے تو روزی کمانے کے بے شمار راستے نظر آنے لگیں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ پہلے خود دینی مدارس یہ فیصلہ کریں کہ وہ اپنے طلبہ کے لیے مسلک کے مدارس ومساجد کے باہر رزق کے دروازے کھولنے کے لیے تیار ہیں؟ ہمارے خیال میں اس طرح کے مواقع پیدا ہونے سے دینی کاز کو ان شاء اللہ نقصان نہیں پہنچے گا جیسا کہ ماضی میں مدارس میں طب، گھڑی سازی اور خطاطی وغیرہ کے شعبے قائم کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوا تھا۔

## تغیر نصاب اور علماء کی مخالفت

نصاب اور اس کے متعلقات کے حوالے سے ہم نے اپنی تجاویز تفصیل کے ساتھ ذکر کر دی ہیں لیکن آگے بڑھنے سے پیشتر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہم چندے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



توقف کر کے نصاب کے حوالے سے ایک بنیادی بات پر غور کر لیں اور وہ یہ کہ ہمارے علماء کرام آخر کیوں درس نظامی پر نظر ثانی کرنے اور عصری ضرورتوں کے مطابق اس میں تبدیلیاں لانے کے لیے تیار نہیں ہوتے؟

اس کی وجہ بعض لوگ تو یہ بتاتے ہیں کہ اس سے علماء کی اجارہ داری خطرے میں پڑ جائے گی' نیز ان کے رزق کا مسئلہ ہے' مدرسے دینی سیاسی جماعتوں کے لیے قوت کا مرکز ہیں وہ ان پر اپنی گرفت ڈھیلی کرنے کے لیے تیار نہیں ...... وغیرہ وغیرہ لیکن ہمارے نزدیک اس کا بڑا سبب اقبال کے لفظوں میں یہ ہے کہ ؎

آئینِ نو سے ڈرنا طرز کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

علماء کرام اگر وسعت اور بلند نگاہی سے کام لیں تو یہ کوئی ایسا بھاری پتھر بھی نہیں جسے اٹھایا نہ جا سکے۔ ہم صرف ان کی تذکیر کے لیے عرض کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاں ماضی میں کبھی نصاب تعلیم جامد نہیں رہا بلکہ یہ ہمیشہ بدلتا رہا ہے اور عصری ضرورتوں کے مطابق بہت سے معاون علوم بھی دینی نصاب تعلیم کا حصہ رہے ہیں۔ نیز طریق تدریس و تعلیم بھی بدلتا رہا ہے۔ یہ مقدمات جو ہم نے قائم کیے ہیں ہم چاہیں گے کہ ان پر کچھ مزید روشنی ڈالیں۔

## نصاب تعلیم میں تنوع اور تغیر پذیری

عہد رسالت و صحابہ میں دینی نصاب تعلیم کا ایک ہی باقاعدہ مضمون تھا اور وہ تھا قرآن حکیم کی تعلیم۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی والدین کو یہ ہدایت سامنے آتی ہے کہ اپنے بچوں کو تیراکی' شہسواری' مشہور ضرب الامثال اور اچھے اشعار سکھاؤ۔ (۷)

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز (م ۵۸ھ) نے حدیث اور مغازی کے درس کا حکم دیا۔ (۸) دوسری صدی میں موطا کی تالیف سے تدوین حدیث کا کام شروع ہوا تو درس حدیث نے محکم صورت اختیار کر لی۔ اسی طرح جب فقہ کی تدوین شروع ہوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تو مساجد و مدارس میں اس کی تحصیل بھی شروع ہو گئی۔ تیسری صدی ہجری میں تصوف بطور ایک ادارے کے ابھرا اور اس پر کتابیں لکھی جانے لگیں تو وہ کتب بھی نصاب کا حصہ بن گئیں۔ قرآن وحدیث (اور ان سے متفرع علوم) اور فقہ وتصوف تو خالص دینی علوم اور عربی زبان وادب اور تاریخ وجغرافیہ' مسلمانوں کی اپنی داخلی فکری تحریک کا نتیجہ تھے لیکن جلد ہی مسلمانوں نے یونانی اثرات کے تحت سماجی علوم میں منطق' فلسفہ' علم الکلام اور زبانوں میں' یونانی' عبرانی' ترکی' فارسی' وغیرہ پڑھنی پڑھانی شروع کر دیں۔ اسی طرح سائنسی علوم میں طب' (میڈیکل) ہندسہ (انجینئرنگ)' ریاضی' ہیئت وفلکیات (اسٹرانومی) کیمیا (کیمسٹری) وغیرہ مسلمان معاشرے میں عام پڑھائے جانے لگے۔ یہ علوم دینی مدارس اور مساجد میں پڑھائے جاتے تھے اور دینی ودنیوی علوم یا خالص دینی اور عصری علوم میں کوئی فرق وامتیاز نہ برتا جاتا تھا۔ (۹)

دور کیوں جائیے، خود مسلم ہندوستان کی نصابی تاریخ پر ایک نظر ڈال لیجیے تو آپ دیکھیں گے کہ خالص دینی علوم کے ساتھ وہاں معاون علوم کے طور پر دیگر سماجی وسائنسی علوم بھی پڑھائے جاتے تھے اور ان کی ترجیحات میں بھی ردوبدل ہوتا رہتا تھا مثلاً چودھویں سے سولہویں عیسوی کے وسط تک دینی مدارس میں تفسیر حدیث' فقہ' اصول' کلام' تصوف کے ساتھ ساتھ صرف' نحو، معانی اور منطق بھی پڑھائی جاتی تھی۔ اس زمانے میں زور فقہ واصول فقہ پر تھا اور حدیث کی اہمیت برائے نام تھی۔ (۱۰) سولہویں صدی کے وسط میں اور سکندر لودھی کے زمانے میں مولانا عبداللہ اور عزیز اللہ نے فقہ اور اصول کی کمیت کم کر کے منطق وفلسفے کی کتب میں اضافہ کر دیا۔ اسی طرح علامہ تفتازانی کے شاگردوں نے علم بلاغت اور کلام میں نئی کتب مروج کرائیں لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ان کی اولاد کوشش کے باوجود فن حدیث کو رائج نہ کرا سکی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کے بعد دور اکبری میں شاہ فتح اللہ شیرازی ہندوستان آئے تو انہوں نے نصاب میں مزید تبدیلیاں کیں۔ ان کے مرتب کردہ نصاب کی جو تفصیل شاہ ولی اللہؒ نے دی ہے اس میں تفسیر' حدیث' فقہ واصول فقہ' تصوف اور کلام کے علاوہ نحو' منطق' بلاغت' فلسفہ' ہیئت' حساب اور طب بھی شامل ہیں۔ ظاہر ہے اس فہرست میں دینی علوم کے علاوہ تقریباً اتنے ہی مضامین معاون اور عصری علوم کے ہیں جن میں سماجی اور سائنسی علوم دونوں شامل ہیں۔ اسی زمانے میں فارسی کو سرکاری زبان قرار دیا گیا اور سنسکرت کی تدریس بھی شروع ہوئی اور بقول شبلی موسیقی بھی درس گاہوں میں پڑھائی جاتی تھی [11] وہ نصاب جو آج کل درس نظامی کے نام سے مشہور ہے اس میں تفسیر' حدیث' فقہ واصول فقہ' کلام کے علاوہ صرف ونحو' بلاغت' منطق' فلسفہ اور ریاضی شامل تھے۔ اس نصاب میں قرآن وحدیث کا حصہ بہت تھوڑا تھا۔ سیرت' تصوف' معاشرتی علوم وغیرہ موجود نہ تھے اور معقولات پر زور تھا۔ تاہم اس میں بھی تبدیلیوں کا عمل جاری رہا۔ ملا نظام الدینؒ کی وفات کے بعد اس میں مناظرہ' اصول حدیث' ادب اور فرائض کے مضامین کا اضافہ کیا گیا۔ جب ۱۸۶۷ء میں دیوبند قائم ہوا تو وہاں بھی درس نظامی ہی رائج ہوا لیکن مولانا قاسم نانوتویؒ اور مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے دیوبند میں رائج درس نظامی کو مختصر کرنے کا فیصلہ کیا اور فارسی کے علاوہ منطق وفلسفہ کی پرانی کتابیں نصاب سے خارج کر دیں' اور مدت تدریس دس کی بجائے چھ سال کر دی' تاکہ طلبہ درسگاہ سے جلد فارغ ہو کر جدید تعلیم بھی حاصل کریں' مولانا کے الفاظ یہ تھے: 'اس کے بعد (یعنی مدرسہ میں دینی تعلیم کے بعد) اگر طلبہ مدرسہ ہذا مدارس سرکاری میں جا کر علوم جدیدہ حاصل کریں تو ان کے کمال میں یہ بات زیادہ موثر ثابت ہوگی' اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر کہا تھا 'اس منطق وفلسفہ سے تو انگریزی بہتر ہے کہ اس سے دنیا کی بہتری کی تو امید ہے'' لیکن روایتی علماء کے احتجاج پر انہیں پرانا نظام بحال کرنا پڑا [13] ۔شبلی [14] اور مولانا ابوالکلام آزاد [15]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے علاوہ خود حلقۂ دیوبند کے اپنے لوگوں میں سے مولانا مناظر احسن گیلانی (۱۶)، مولانا سعید احمد اکبر آبادی (۱۷)، قاضی زین العابدین سجاد (۱۸) اور دوسرے بہت سے علماء درس نظامی کے موجودہ نصاب پر علی الاعلان تنقید کرتے رہے ہیں بلکہ مولانا عبیداللہ سندھی (م ۱۹۴۵ء) نے تو دہلی میں باقاعدہ ایک ادارہ 'نظارۃ المعارف' کی بنیاد رکھی تاکہ دیوبند اور علی گڑھ کے تعلیمی اوصاف کو یکجا کیا جاسکے۔ (۱۹) خود دارالعلوم نے ۱۹۲۸ء میں اعلان کیا تھا کہ فلسفہ کی جدید کتابوں کو داخل درس کیا جائے گا لیکن اس پر عمل نہ ہوسکا۔ (۲۰) مولانا حسین احمد مدنیؒ کے آخری زمانے میں پھر نصاب پر نظر ثانی کی تحریک شروع ہوئی اور دارالعلوم کی مجلس شوریٰ نے باضابطہ ایک کمیٹی کی تشکیل اس مقصد کے لیے کی جس نے نصاب میں کئی ترمیمات تجویز کیں اور قدیم علوم عقلیہ کو کم کرکے انگریزی اور علوم جدیدہ کو اس میں شامل کرنے کی سفارش کی مگر بوجوہ اس کمیٹی کی سفارشات پر عمل نہ ہوسکا۔ (۲۱) تاہم اس کی ضرورت برابر محسوس کی جاتی رہی۔ (۲۲) پاکستان بننے کے بعد بھی درس نظامی میں تبدیلیاں ہوئی ہیں چنانچہ دینی تعلیم کے موجودہ وفاقوں کے نصاب پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ معقولات پر زور کم ہوا ہے اور قرآن حکیم کے مکمل ترجمے کو شامل نصاب کرلیا گیا ہے۔ (۲۳)

وقت اور حالات کے بدلنے کے ساتھ نصاب کے بارے میں ہمارے اہل فکر کی رائے کس طرح بدلتی رہی ہے ہم اس کی ایک دو مثالیں مزید دے کر اس بحث کو ختم کرتے ہیں۔ علم ہندسہ کے بارے میں ابن خلدون نے کہا ہے کہ اس سے انسانی صلاحیتوں کو جلا اور اس کے جذبہ صدق وصفا کو استحکام ملتا ہے۔ (۲۴) اس کے برعکس اس علم کے بارے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ علم ہندسہ بے کار اور مہمل علم ہے۔ (۲۵) فقہ صدیوں سے مسلم معاشرے میں اسلامی علوم کا ایک ستون ہے لیکن امام غزالی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ یہ 'علم مصالح دنیا' ہے۔ (۲۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تصوف کی کتابیں بھی صدیوں ہمارے مدارس میں پڑھائی جاتی رہی ہیں لیکن ہندوستان کے عظیم درویش صفت حکمران عالمگیر نے مجدد صاحب کے خطوط پڑھنے پر پابندی لگادی (۲۷) اور صوفی محب اللہ کی کتاب 'تسویہ' کو جلانے کا حکم دیا یہاں تک کہ دیو بند میں مولانا قاسم نانوتویؒ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ اور مولانا حسین احمد مدنیؒ جیسے اکابر صوفیاء کی موجودگی کے باوجود کتب تصوف کو دیو بند کے درسیات میں جگہ نہ مل سکی۔

## طریقۂ تعلیم وتدریس میں تغیر وتبدل

صدر اول میں تعلیم مسجد میں اور زبانی ہوتی تھی۔ استاد درس دیتا تھا اور یاد کرنے والی نصوص خصوصاً احادیث تین دفعہ دہراتا تھا تاکہ وہ طلبہ کو یاد ہو جائیں۔ اس غرض کے لیے ایک معید بھی ہوتا تھا جو استاد کی مدد کرتا تھا۔ لکھنے کی سہولتیں جب عام ہوئیں تو یہ طریق تلقین املاء میں بدل گیا۔ اب طلبہ استاد کے لیکچر کے نوٹس لے لیتے تھے اور یہ نوٹس بعض اوقات کتابی صورت میں جمع کر دیے جاتے تھے (ابوعلی کالی اور سید مرتضٰی کے امالی دراصل ان کے دروس اور لیکچر ہی ہیں)۔ عرصے تک یہ سلسلہ چلتا رہا پھر جب طالب علموں کے لیے کتابوں کا حصول عام ہو گیا تو تدریس کتابی صورت اختیار کر گئی۔ اب استاد لیکچر کی بجائے کتاب پر اعتماد کرتا۔ طالب علم کتاب پڑھتا جاتا اور استاد مشکل مقامات کی شرح کرتا جاتا یا طلبہ کے سوالات کے جواب دے کر مسائل واضح کر دیتا۔ پھر ایک زمانے میں جب ان کتابوں پر حاشیے اور ان کی شرحیں لکھی جانے لگیں تو استاد بھی یہ شرحیں اور حواشی پڑھنے لگے اور اصل کتابیں پس منظر میں چلی گئیں۔

ابتدائی تعلیم مساجد یا مکاتب میں (جنہیں کتاب کہا جاتا تھا) دی جاتی تھی۔ یہاں قرآن حکیم کی تعلیم کے علاوہ لکھنے پڑھنے کی ابتدائی مہارتیں سکھائی جاتی تھیں اساتذہ زیادہ پڑھے لکھے نہیں ہوتے تھے اور طلبہ کو مار بھی پڑتی تھی۔ ابن خلدون نے اپنے مشہور زمانہ 'مقدمہ' کی ایک فصل میں قرآن حکیم کے طریق تدریس پر بحث کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے کہ عالم اسلام میں عموماً بچے کو قرآن چھوٹی عمر میں پڑھایا اور حفظ کرایا جاتا ہے جب کہ اسے کچھ سمجھ نہیں ہوتی لیکن مغرب عربی خصوصاً اندلس میں یہ طریقہ رائج ہے کہ بچے کو پہلے زبان پڑھائی جاتی ہے اور جب وہ زبان کی باریکیوں کو سمجھنے لگتا ہے تو پھر اسے قرآن پڑھایا جاتا ہے تا کہ وہ اسے اچھی طرح سمجھ کر پڑھے۔ ابن خلدون نے قاضی ابن العربی کی کتاب 'الرحلۃ' کے حوالے سے قاضی صاحب کے موخر الذکر طریقے کو راجح سمجھنے کے رجحان کو خود بھی پسند کیا ہے بشرطیکہ اس امر کا یقین ہو کہ بچہ تعلیم جاری رکھے گا ورنہ والدین اس ڈر سے کہ بڑا ہو کر بچہ نہ معلوم تعلیم جاری رکھے گا یا نہیں، اسے شروع ہی سے قرآن پڑھا دیتے ہیں تا کہ اگر وہ تعلیم نہ بھی جاری رکھے تو کم از کم قرآن تو پڑھا ہوا ہو کیونکہ والدین اپنے بچوں کو قرآن کی تعلیم دینا اپنی اخلاقی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ (۲۸)

مختصراً ہمارے کہنے کا مدعا یہ ہے کہ طریق تدریس کوئی جامد اور مقدس چیز نہیں۔ یہ زمانے کے ساتھ بدلتا رہتا ہے اور اسے آج بھی بدلا جا سکتا ہے۔ دنیا میں ثانوی زبان سیکھنے پر پچھلی دو صدیوں میں بہت سے تجربات ہوئے ہیں لہٰذا ان سے استفادہ کرنے میں کوئی عیب نہیں مثلاً عربی سیکھنے میں طریق مباشر سے کام لینا جدید آلات مثلاً مختبر اللغۃ اور دیگر سمعی و بصری آلات اور کمپیوٹر وغیرہ کا استعمال کرنا یا امتحان میں سمسٹر سسٹم (عرصہ تدریس کو مختصر مراحل میں تقسیم کر کے تین چار ماہ بعد امتحان نہائی لے لینا) اور معروضی سوالات کو رواج دینا تا کہ طلبہ کی سال بھر کی محنت کے نتائج کا انحصار صرف تین گھنٹے کے پرچے پر نہ ہو [جو در حقیقت صرف حافظے کا امتحان ہوتا ہے طلبہ کی دوسری صلاحیتوں کی جانچ اس طریقے سے ممکن نہیں ہوتی]۔

## اساتذہ

اساتذہ کسی بھی تعلیمی ادارے کی جان ہوتے ہیں۔ نصاب اگر ناقص بھی ہو تو ایک اچھا استاد اس کمی کی پورتی کر سکتا ہے لیکن اگر استاد نالائق ہو تو اچھا نصاب بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اس کے لیے بے کار محض ہے۔ استاد کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ طلبہ، شعوری اور غیر شعوری طور پر، استاد کو ماڈل سمجھتے ہیں اور اپنی زندگی میں استاد کی شخصیت، اس کے کردار، عادات اور رویوں کی نقل کرتے ہیں۔ لہٰذا جس طرح کا استاد ہوگا اسی طرح کے شاگرد ہوں گے۔ استاد کی اس اہمیت کے پیش نظر ضروری ہے کہ استاد کو اہمیت دی جائے جس کے لیے مندرجہ ذیل امور ناگزیر ہیں:

۱۔ دینی مدارس کے اساتذہ کی ٹریننگ کا اہتمام ہونا چاہیے یعنی جو فارغ التحصیل طالب علم استاد بننا چاہے اس کے لیے لازمی ہو کہ وہ پہلے تربیت اساتذہ کا کورس مکمل کرے جس کا دورانیہ کم سے کم ایک سال ہو جس میں نہ صرف تعلیم وتربیت کے اصول اور منہاج طلبہ کو سکھائے جائیں بلکہ تدریس کی عملی مشق بھی کروائی جائے۔ اسی طرح اس ٹریننگ میں نہ صرف تدریس کے فنی پہلوؤں پر توجہ دی جائے بلکہ زیر تربیت اساتذہ کی نظریاتی تربیت بھی کی جائے تاکہ نہ صرف ان کے اپنے اندر ایک مثالی مسلمان بننے کا داعیہ پیدا ہو بلکہ اپنے طلبہ کو مثالی مسلمان بنانے کا جذبہ بھی ان کے اندر خوب انگیخت ہو اور اس کے منہاج اور حکمت عملی سے بھی وہ بخوبی واقف ہوں۔

۲۔ جو اساتذہ اس وقت دینی مدارس میں پڑھا رہے ہیں اور انہوں نے کسی طرح کی تربیت حاصل نہیں کی ان کے لیے کام کے دوران تربیت یا چھٹیوں میں مختصر تربیتی کورسز کا اہتمام کیا جائے تاکہ تدریس اور تعلیم وتربیت کے بنیادی تقاضوں سے انہیں آگاہ کیا جا سکے۔

۳۔ اساتذہ کے کیڈر بنائے جائیں یعنی یہ طے کر دیا جائے کہ کس اہلیت کا استاد کس درجے کے طلبہ کو پڑھا سکتا ہے۔ بڑے درجوں کو پڑھانے والے اساتذہ کے لیے تجربے، تحقیق اور تصنیف وتالیف کی خصوصی شرائط ہونی چاہئیں۔ متعلقہ اہلیت کے بغیر استاد کی تعیناتی کالعدم تصور ہونی چاہیے۔ اسی طرح اساتذہ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تنخواہوں کے سکیل بھی مقرر ہونے چاہئیں۔ اگرچہ یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ دینی مدارس پر بہت زیادہ مالی بوجھ ہے لیکن اس کے باوجود ان مدارس کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے ناگزیر ہے کہ اساتذہ کے حالات کار بہتر بنائے جائیں، ان کے معاوضے بڑھائے جائیں اور انہیں باعزت زندگی گزارنے کے مواقع مہیا کیے جائیں تاکہ وہ دلجمعی سے عمل تدریس میں فعال کردار ادا کرسکیں۔

۴۔ تدریسی تربیت کے لیے صرف ان طلبہ کو منتخب کیا جائے جو تدریس کا رجحان رکھتے ہوں اور اسے بطور مشن اپنانا چاہتے ہوں۔ یہ نہ ہو کہ جسے اور کوئی ملازمت نہ ملے وہ مدرس بن جائے۔ نیز اس امر کی ضمانت کے لیے کہ صرف لائق طلبہ ہی اس طرف آئیں انتخاب کے وقت کڑا معیار مقرر ہونا چاہیے مثلاً کم از کم درجہ جید جداً کا حصول۔ نیز انٹرویو کے علاوہ اس غرض کے لیے تحریری امتحان بھی لیا جاسکتا ہے۔

۵۔ دوسرے بڑے اداروں کی طرح دینی مدارس میں بھی اساتذہ کے لیے اجتماعی سہولتیں ہونی چاہئیں، جیسے ایک شہر سے دوسرے شہر میں تبادلے کی سہولت، گروپ انشورنس، اولڈ ایج بینیفٹ (کبرسنی فنڈ) بنوولینٹ فنڈ (اجتماعی بہبود فنڈ) وغیرہ۔ دینی مدارس کے وفاقوں اور حکومت پاکستان سے اصرار کر کے بعض سہولتیں لینی چاہئیں تاکہ دینی مدارس میں تدریس اگر پرکشش نہیں تو کم از کم قابل قبول پیشہ تو بن سکے۔

## طلبہ

اس وقت عمومی کیفیت یہ ہے کہ والدین غربت کی وجہ سے اگر بچوں کی پرورش نہ کرسکیں یا بچہ خدانخواستہ معذور ہو جائے یا جدید تعلیم میں نہ چلے تو اسے دینی مدرسے میں داخل کرا دیا جاتا ہے کہ چلیے اسی بہانے وہ مفت میں پل بھی جائے گا اور کچھ پڑھ لکھ بھی جائے گا۔ ایسے طلبہ سے کس طرح توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ قوم کی دینی رہنمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کا بھاری بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا سکیں گے۔ دوسری طرف دیکھیے کہ سی ایس پی افسر یا ڈاکٹر یا انجینئر بننے کے لیے چونکہ پرکشش تنخواہیں اور سنہری مستقبل کا خواب ہوتا ہے لہٰذا قوم کی کریم اور اس کے ذہین ترین افراد ان شعبوں کی طرف چلے جاتے ہیں اور دینی مدارس کے حصے میں محض تلچھٹ ہی آتی ہے۔ اس صورت حال پر غور کرنے بلکہ اس سے نکلنے کی فکر اور پلاننگ ہونی چاہیے تاکہ ذہین بچوں کو دینی تعلیم کی طرف آنے کے لیے راغب کیا جا سکے۔

اس کے لیے کئی جہتی اقدامات کی ضرورت ہے جن میں سے بعض کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں مثلاً دینی مدارس سے فارغ ہونے والے طلبہ کے لیے روزگار کے مواقع وسیع کرنا، اچھے اساتذہ کا تقرر، دینی مدارس کے تعلیمی ماحول کو بہتر بنانا اور معاشرے کے کھاتے پیتے افراد کو ترغیب دلانا اور مطمئن کرنا کہ وہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لیے فارغ کریں۔

یہ بات بھی اہم ہے کہ بعض اوقات والدین مجبوری، شوق یا جذبات میں آ کر بچوں کو دینی تعلیم کی طرف دھکیل دیتے ہیں جب کہ بچے کا اپنا رجحان اس طرف نہیں ہوتا۔ ایسے بچے کا، ظاہر ہے، دینی تعلیم کے لحاظ سے کوئی مستقبل نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ والدین صرف ان بچوں کو دینی تعلیم کی طرف بھیجیں جن میں وہ ضروری رجحان دیکھیں اور اپنی مجبوریوں یا شوق سے بچے کو دینی تعلیم حاصل کرنے پر مجبور نہ کریں۔ صحیح بات تو یہ ہے کہ بچہ جب سن شعور کو پہنچ جائے تو یہ حق اسے دیا جانا چاہیے کہ وہ فیصلہ کرے کہ وہ مستقبل میں دینی تعلیم حاصل کرے گا یا نہیں۔ اس طرح جو بچے اپنی خوشی اور شوق سے دینی تعلیم کی طرف آئیں گے وہی مستقبل میں کچھ کر کے دکھائیں گے اور جو مارے باندھے آتے ہیں وہ کیا معرکہ سر کر سکتے ہیں؟ دینی مدارس کو بھی چاہیے کہ وہ اس نقطۂ نظر سے اپنے طلبہ کا تنقیدی نظر سے جائزہ لیں اور جن طلبہ میں دینی تعلیم کا رجحان نہ دیکھیں انہیں مدرسے سے فارغ کر دیں کیونکہ جو بچہ کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



صلاحیت کو پروان چڑھانا، کھیلوں میں حصہ لینا، عملی سرگرمیوں میں شریک ہونا (جیسے تقریبات کا انتظام کرنے میں حصہ لینا، باغبانی کرنا، کلاس روم کی آرائش کرنا وغیرہ)۔ ضروری ہے کہ دینی مدارس میں ہم نصابی سرگرمیوں کو منظم کیا جائے تاکہ طلبہ میں مذکورہ دونوں قسم کی صلاحیتیں پروان چڑھیں۔

ہم محسوس کرتے ہیں کہ بحیثیت مجموعی اس وقت دینی مدارس کا ماحول تبدیل کرنے کی سخت ضرورت ہے تاکہ طلبہ ایک نئے کلچر میں پروان چڑھ سکیں۔ اس نئے کلچر کے خدوخال کیا ہونے چاہئیں اس پر نئے سرے سے کچھ لکھنے کی بجائے ہم یہ کہنے پر کفایت کریں گے کہ سطور بالا میں ہم نے دینی مدارس کے نظام میں جن تبدیلیوں کا ذکر کیا ہے اگر ان پر عمل درآمد کیا جائے تو موجودہ ماحول کی بندشیں خود بخود ڈھیلی ہونا شروع ہو جائیں گی اور ماحول میں کشادگی، وسعت اور رواداری کے دریچے وا ہونا شروع ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (سہ ماہی 'تعلیمی زاویے' لاہور۔ شمارہ اپریل ۲۰۰۰ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مراجع وحواشی

۱۔ دیکھیے مثلاً تنظیم المدارس پاکستان کا مطبوعہ نصاب تعلیم (پس منظر ص ۱، اور رابطۃ المدارس الاسلامیہ پاکستان کا مطبوعہ دستور اور نصاب تعلیم (اغراض ومقاصد ص ۱، ۲)

۱۔الف۔ ۱۱:۷۔ البقرہ ۲:۱۲۹۔ آل عمران ۳:۱۶۴

۲۔ مولانا امین احسن اصلاحی، تزکیہ نفس ج ۱ ص ۱۷، طبع ملک سنز فیصل آباد

۳۔ امام مالک، مؤطاء، کتاب القرآن، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۸۵ء

۴۔ ڈاکٹر محمد امین، تعلیمی ادارے اور کردار سازی، عزیز بک ڈپو، لاہور، ۱۹۹۷ء

۵۔ نفس المرجع ص ۳۱۔ ۳۷

۶۔ نفس المرجع ص ۴۸۔ ۵۰

۷۔ جاحظ، البیان والتبیین، ج ۲ ص ۹۲

۸۔ ابن حجر العسقلانی، تہذیب التہذیب ج ۵ ص ۵۳

۹۔ مسلمانوں کے قدیم نظام ونصاب تعلیم کے لیے دیکھیے:

۱۔ ڈاکٹر احمد شلبی، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۹۶ء

۲۔ محمد رشید رضا، تاریخ الاستاذ الامام الشیخ محمد عبدہ، قاہرہ، طبع دوم، ۱۳۴۴ھ

۳۔ ڈاکٹر رشید احمد جالندھری، برصغیر پاک وہند میں مسلمانوں کا قدیم نصاب تعلیم درسہ ماہی 'المعارف' لاہور، جولائی، ستمبر ۱۹۹۷ء

۱۰۔ ضیاء الدین برنی، تاریخ فیروز شاہی بذیل علاء الدین خلجی

۱۱۔ بدایونی، منتخب التواریخ ج ۱ ص ۲۳۵ وبعد

ومحمد حسین آزاد، دربار اکبری ص ۶۷۳۔ ۶۷۴

۱۲۔ شبلی نعمانی، مقالات شبلی ج ۳، ص ۱۲۴

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۱۳۔ مولانا مناظر احسن گیلانی، سوانح مولانا محمد قاسم نانوتوی ج ۲ ص ۲۹۹ بحوالہ دیوبند کی سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۸۷۰ء

۱۴۔ شبلی، مقالات شبلی، ج ۳

۱۵۔ ابوالکلام نے نہ صرف تذکرہ میں درس نظامی پر تنقید کی ہے بلکہ ۱۹۱۶ء میں جدید نصاب کی تدوین بھی کی (بحوالہ مولانا غلام رسول مہر در تبرکات آزاد)۔ اسی طرح انہوں نے ۱۹۴۶ء میں درس نظامی کی اصلاح اور اس پر نظر ثانی واضافہ علوم جدیدہ درآں کے لیے ایک کمیٹی بنائی جس میں مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا سید سلیمان ندویؒ اور مولانا حفظ الرحمٰن سیوھاروی بھی شامل تھے۔ اس کمیٹی نے جدید نصاب تیار کر بھی لیا جس کا ایک نسخہ رام پور لائبریری میں آج بھی محفوظ ہے، بحوالہ عابد رضا بیدار، ہندوستانی مسلمانوں کی ریفارم کے مسائل

۱۶۔ مولانا مناظر احسن گیلانی، سوانح قاسمی ج ۲ صفحہ ۲۹۳۔۲۹۴

۱۷۔ مولانا کے الفاظ یہ ہیں ''علوم دینیہ کی تعلیم کے لیے جو کتابیں اور جس ترتیب سے رکھی گئی ہیں وہ مقصد کے حصول کے لیے کافی نہیں ہیں پھر ان کا جو طریق تعلیم ہے وہ بھی ناقص ہے۔''

۱۸۔ مولانا زین العابدین سجاد، ہندوستان کے عربی مدارس اور ان کے نصاب تعلیم پر ایک نظر در مجلّہ ''اسلام اور عصر جدید'' دہلی جنوری ۱۹۷۰ء ص ۴۱

۲۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے:

۱۔ مولانا محمد طیب، دارالعلوم دیوبند کی صد سالہ زندگی

۲۔ مولانا سید محمد میاں، علمائے حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے، جلد اول

۳۔ مولانا مناظر احسن گیلانی، سوانح مولانا محمد قاسم نانوتوی

۴۔ ضیاء الحسن فاروقی، دیوبندی مکتبہ فکر اور مطالبہ پاکستان

۵۔ سید محبوب رضوی، تاریخ دارالعلوم دیوبند

۶۔ ڈاکٹر رشید احمد جالندھری، برطانوی ہندوستان اور مدارس دارالعلوم دیوبند، درسہ ماہی 'المعارف'، شمارہ جنوری تا مارچ اور اپریل تا جون ۱۹۹۸ء

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۳۔ پاکستان میں درس نظامی کے مالہ و ماعلیہ کے لیے دیکھیے:

ا۔ ڈاکٹر رشید احمد جالندھری، دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور جدید تقاضے، الحمود اکیڈمی لاہور۔ ۱۹۹۵ء

۲۔ سہ ماہی 'الشریعۂ' گوجرانوالہ کا خصوصی شمارہ، جولائی ۱۹۹۸ء

۲۴۔ ابن خلدون، مقدمہ فصل فی ابطال الفلسفہ

۲۵۔ مجدد الف ثانی، مکتوبات، دفتر اول، مکتوب نمبر ۲۶۶ نیز دفتر سوم مکتوب ۲۳

۲۶۔ غزالی، احیاء علوم الدین، طبع قاہرہ، ج ۳ ص ۲۔۱۱

۲۷۔ غلام علی آزاد، مآثر الکرام، ص ۸۴۔۸۹

۲۸۔ ابن خلدون، مقدمہ، طبع قاہرہ، ۱۳۸۲ھ (باب ششم فصل ۴۰) ج ۴ ص ۱۲۳۹۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تدریب المعلمین

تعلیم خواہ کسی قسم کی ہو، اساتذہ کی تربیت کی اہمیت سے انکار ممکن ہی نہیں کیونکہ تعلیم و تدریس ایک فن ہے لہٰذا ہر وہ شخص جو استاذ بننا چاہتا ہے یا استاذ ہے، اسے نہ صرف فن تدریس کے بارے میں مکمل معلومات ہونی چاہئیں بلکہ اسے عملاً اس فن کی تربیت بھی حاصل کرنی چاہیے۔

بدقسمتی سے دینی مدارس میں تربیت اساتذہ کی کوئی روایت نہیں ہے۔ اہل مدارس کے اعذار اپنی جگہ لیکن پھر بھی جہاں تک بن پڑے، اس کے لیے کوششیں کی جانی چاہئیں۔ چنانچہ تحریک اصلاح تعلیم نے وسائل کے فقدان کے باوجود محض اللہ کی نصرت کے سہارے اپریل ۲۰۰۳ء میں دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کے ایک کورس کا آغاز کیا۔ اس کورس کی ایک منفرد خوبی یہ تھی کہ اس میں سارے مسالک کے اساتذہ اور طلبہ موجود تھے۔ یہ پہلا کورس چھ ماہ تک چلا (اگرچہ بنیادی منصوبہ ایک سالہ کورس کا تھا)۔ تحریک کے زیر اہتمام اس طرح کے تربیتی کورس آج بھی جاری ہیں۔

اس موقع پر دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کے حوالے سے کوئی نظری مضمون دینے کی بجائے ہم وہ پراسپکٹس شائع کر رہے ہیں جو ہم نے اپریل ۲۰۰۳ء میں دینی مدارس کے اساتذہ اور ان فارغ التحصیل طلبہ کے لیے جو مستقبل میں استاذ بننا چاہتے ہیں، ترتیب دیا تھا اور جسے چار وفاقوں کے ذمہ دار علماء کو دکھا کر ان کی منظوری بھی حاصل کی گئی تھی۔ اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ ہمارے نزدیک دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت کا نصاب اور نظام کیسا ہونا چاہیے۔ گو ہم نے بعد میں ہر پرچے کا تفصیلی نصاب بھی تیار کیا ہے اور بعض دیگر تبدیلیاں بھی پروگرام میں کی ہیں تاہم قارئین کو ایک نظر میں اس موضوع پر ضروری معلومات دینے کے حوالے سے توقع ہے کہ موجودہ پراسپکٹس کفایت کرے گا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پراسپکٹس

# تدریب المعلمین

برائے مدارس دینیہ

www.KitaboSunnat.com

زیرانتظام

شعبۂ تربیت اساتذہ

## تحریک اصلاح تعلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تحریک اصلاح تعلیم

تحریک اصلاح تعلیم اکتوبر ۲۰۰۰ء میں اسلامی تناظر میں پاکستانی نظام تعلیم کی اصلاح کے لیے قائم کی گئی۔ یہ اپنی پیش رو تنظیموں ارقم فاؤنڈیشن اور مجلس فکر ونظر کی جانشین ہے اور اس کا اصلاحی ایجنڈا تین نکات پر مبنی ہے:

۱۔ تعلیم سے ثنویت کو دور کیا جائے اور جدید تعلیم کو اسلامی تقاضوں سے اور دینی تعلیم کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جائے۔

۲۔ طلبہ کی تربیت اور کردار سازی کو بنیادی اہمیت دی جائے۔

۳۔ مغربی فکر وتہذیب سے مرعوبیت اور اس کی تقلید کی فضا ختم کی جائے۔

تحریک اصلاح تعلیم کے پیش نظر یہ ہے کہ دینی اور جدید تعلیم بالفاظ دیگر قدیم اور جدید کو اس طرح جمع کرے کہ اس میں ان دونوں کی خوبیاں تو جمع ہوں لیکن ان کی خامیوں سے بچا جائے۔ اس غرض کے لیے تحریک ایک تیسرا تعلیمی ماڈل کھڑا کرنا چاہتی ہے جو پرائمری سکول سے لے کر یونیورسٹی تک نمونے کا کام دے اور خصوصاً سماجی علوم (سوشل سائنسز) یعنی علوم اسلامیہ، تربیت اساتذہ، السنہ، ابلاغ عامہ، قانون وغیرہ کے شعبوں میں کام کرے کیونکہ ان شعبوں کی انتہائی اہمیت کے باوجود، کہ یہی شعبے افراد سازی اور کردار سازی کا کام کرتے ہیں، حکومت ان کی کما حقہ پذیرائی نہیں کر رہی اور مالی طور پر فائدہ مند نہ ہونے کی وجہ سے پرائیویٹ سیکٹر بھی اس پر توجہ نہیں دے رہا اور جو تھوڑا بہت کام ہو رہا ہے وہ اسلامی جذبے اور تناظر سے خالی ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک بہت بڑا پراجیکٹ ہے جس کے لیے کثیر سرمایہ اور افرادی قوت درکار ہے۔ مزید مشکل یہ کہ یہ پراجیکٹ مالی طور پر نفع بخش بھی نہیں۔ تحریک کے قیام کا مقصد یہ ہے کہ وہ پاکستان کے عوام وخواص کو اس اہم کام کی ضرورت کا احساس دلائے اور انہیں اس کے لیے متحرک کرے۔

وسائل کی کمی کے پیش نظر تحریک نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک مختصر تعلیمی ادارہ قائم کر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے کسی ایک شعبے سے کام کا آغاز کر دیا جائے۔ مزید سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ کام کا آغاز دینی مدارس کے لیے تربیت اساتذہ سے کیا جائے کیونکہ جدید تعلیمی اداروں کے لیے تربیت اساتذہ کے ادارے تو سیکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں (اگرچہ ان میں کوئی بھی اسلامی تقاضوں کے مطابق کام نہیں کر رہا) لیکن دینی مدارس کے لیے تو ایک بھی تربیتی ادارہ موجود نہیں۔ چنانچہ طے کیا گیا کہ مذکورہ ادارے کا آغاز شعبہ تربیت اساتذہ سے کیا جائے اور جس میں ترجیحاً پہلے مرحلے میں دینی مدارس کے اساتذہ کے لیے پروگرام رکھا جائے۔

## شعبہ تربیت اساتذہ

ارقم انسٹی ٹیوٹ کے شعبہ تربیت اساتذہ کے موجودہ پروگرام کے اہداف یہ ہیں:

۱۔ دینی مدارس کے لیے تربیت یافتہ اساتذہ کی فراہمی
۲۔ دینی مدارس کے موجودہ اساتذہ کی تربیت
۳۔ جدید تعلیمی اداروں کے لیے تربیت یافتہ دینی معلمین کی فراہمی
۴۔ دینی مدارس میں کام کے دوران تربیت مہیا کرنا
۵۔ دینی تعلیم کے دوران رہ گئی تعلیمی خامیوں کو دور کرنا

## ایڈوائزری کونسل

تحریک اصلاح تعلیم کی پیش رو تنظیم مجلس فکر ونظر اس سے پہلے دینی تعلیم کے چار وفاقوں کے عمائدین کے ساتھ مل کر دینی مدارس کے نظام تعلیم کے لیے اصلاحی پیکج تیار کرنے کے سلسلے میں پچھلے دو ڈھائی سال سے کام کر رہی تھی چنانچہ انہی عمائدین سے درخواست کی گئی کہ وہ تحریک کے زیر انتظام دینی مدارس کے لیے تربیت اساتذہ کے اس پروگرام کی بھی سرپرستی فرمائیں چنانچہ مشاورت سے مندرجہ ذیل عمائدین پر مشتمل ایک ایڈوائزری کونسل تشکیل دی گئی:

۱۔ جناب مولانا حافظ فضل الرحیم، نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ، لاہور و رکن وفاق

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



المدارس العربیہ۔

۲۔ جناب مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی، مہتمم جامعہ نعیمیہ لاہور و ناظم اعلیٰ (وفاق) تنظیم المدارس۔

۳۔ جناب مولانا عبدالمالک، شیخ الحدیث مرکز علوم اسلامیہ منصورہ لاہور و ناظم اعلیٰ (وفاق) رابطۃ المدارس الاسلامیہ۔

۴۔ جناب مولانا محمد یونس بٹ، استاذ جامعہ سلفیہ فیصل آباد و ناظم اعلیٰ وفاق المدارس السلفیہ۔

## نصاب:

اس ایڈوائزری کونسل کے مشورے سے تربیت اساتذہ کا جو نصاب ترتیب دیا گیا ہے وہ یہ ہے:

### اساسی مضامین

| | کریڈٹ آورز | نمبر |
|---|---|---|
| ۱۔ طرق تدریس | ۳ | ۱۰۰ |
| ۲۔ تعلیمی نفسیات | ۳ | ۱۰۰ |
| ۳۔ فلسفہ و تاریخ تعلیم | ۳ | ۱۰۰ |
| ۴۔ تعلیمی انتظامیات (منصوبہ بندی، امتحانات و تحقیق) | ۳ | ۱۰۰ |
| ۵۔ تربیت طلبہ | ۳ | ۱۰۰ |
| ۶۔ تعلیم کی اسلامی تشکیل جدید | ۳ | ۱۰۰ |
| ۷۔ عملی تربیت | ۳ | ۱۰۰ |
| | ۲۱ | ۷۰۰ |

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



### تخصصی مضامین

مندرجہ ذیل گروپوں میں سے کسی ایک کا انتخاب:

| مدارس | سکول | | |
|---|---|---|---|
| ۸۔تدریس عربی | تدریس عربی | ۳ | ۱۰۰ |
| ۹۔تدریس قرآن وحدیث | تدریس اسلامیات | ۳ | ۱۰۰ |
| ۱۰۔تدریس فقہ | تدریس اردو | ۳ | ۱۰۰ |
| | | ۹ | ۳۰۰ |

### ضمنی مضامین

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔انگریزی | ۳ | ۱۰۰ |
| ۲۔تعارفی مطالعہ جدید سماجی علوم | ۲ | ۷۵ |
| ۳۔تعارفی مطالعہ جدید سائنسی علوم | ۲ | ۷۵ |
| ۴۔عربی (تقریر وتحریر) | ۲ | ۵۰ |
| ۵۔مطالعۂ پاکستان واردو | ۲ | ۵۰ |
| ۶۔کمپیوٹر | ۱ | ۵۰ |
| | ۱۲ | ۴۰۰ |
| کل | ۴۲ | ۱۴۰۰ |

اس نصاب کی مزید تفصیل آخر میں ضمیمہ ا میں دی گئی ہے۔

### ڈگری

۱۔ اس تربیت کی مدت ایک سال ہوگی اوراس کی ابتداء ہر سال دس شوال سے ہوا کرے گی۔

۲۔ مذکورہ چاروں وفاقوں کی طرف سے جاری کردہ الشہادۃ العالیہ چونکہ حکومت پاکستان کی طرف سے ایم اے علوم اسلامیہ وعربیہ کے مساوی ہے لہٰذا یہ ڈگری

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بی ایڈ (اسلامک ایجوکیشن) کہلائے گی۔

۳۔ اس ادارے کے کسی یونیورسٹی سے الحاق کی کوششیں جاری ہیں اور ان کی تکمیل کے بعد اس ڈگری کو حکومت پاکستان کے محکمہ تعلیم سے منظور کروانے کی کوشش کی جائے گی، (ان شاء اللہ تعالیٰ)۔

## اہلیت

اس پروگرام میں داخلے کے لیے ضروری ہوگا کہ طالب علم نے:

۱۔ مندرجہ ذیل وفاقوں میں سے کسی ایک سے العالیہ کا امتحان بدرجہ جید جداً پاس کیا ہوا ہو:

وفاق المدارس العربیہ

۔ (وفاق) تنظیم المدارس

۔ (وفاق) رابطۃ المدارس الاسلامیہ

۔ وفاق المدارس السلفیہ

۲۔ وہ کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن پاس ہو۔ جدید تعلیم کی اعلیٰ ڈگری جیسے ایف اے، بی اے، ایم اے قابل ترجیح ہوگی۔

۳۔ وہ جس مدرسہ سے فارغ التحصیل ہوا ہو اس کے سربراہ یا ایڈوائزری کونسل کے کسی رکن سے حاصل کردہ حسن السیرۃ والسلوک کا سرٹیفکیٹ (تزکیہ) پیش کرے گا۔

۴۔ ادارے کی طرف سے منعقدہ ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیابی۔

نوٹ: تزکیہ، شہادات اور قومی شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی داخلہ فارم کے ساتھ منسلک کرنا ہوگی۔

## امتحان

سال میں دو سمسٹر ہوں گے۔ پہلے سمسٹر کا امتحان ۲۰ صفر اور دوسرے سمسٹر کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



امتحان ۲۰ شعبان کو ہوگا اور ایک ہفتے کے اندر نتائج کا اعلان کر دیا جائے گا۔ تحریری امتحان کے ۸۰ نمبر اور کلاس ورک کے ۲۰ نمبر ہوں گے۔ درجہ بندی یوں ہوگی:

| | |
|---|---|
| مقبول | ۵۱۔۶۰ فی صد |
| جید | ۶۱۔۷۵ فی صد |
| جید جداً | ۷۶۔۹۰ فی صد |
| ممتاز | ۹۱۔۱۰۰ |

## مجوزہ اساتذہ

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر احسان اللہ (سابق ڈائریکٹر ادارہ تعلیم و تحقیق پنجاب یونیورسٹی) (ڈین)
۲۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید ارشد
۳۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام سرور
۴۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید اقبال
۵۔ پروفیسر ڈاکٹر عبدالغنی فاروق
۶۔ پروفیسر حافظ ثناء اللہ
۷۔ پروفیسر عبدالسلام چودہری

## زائر اساتذہ

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر
۲۔ پروفیسر عبدالجبار شاکر
۳۔ ڈاکٹر عبدالرؤف
۴۔ پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال
۵۔ پروفیسر ڈاکٹر شہباز خان
۶۔ پروفیسر ڈاکٹر اظہر علی رضوی
۷۔ پروفیسر ڈاکٹر فضل کریم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۸۔ پروفیسر ڈاکٹر خالق داد

۹۔ پروفیسر ملک محمد حسین

۱۰۔ پروفیسر محمد یوسف

۱۱۔ ڈاکٹر محمد امین

۱۲۔ پروفیسر محمد ارشد

۱۳۔ مولانا ڈاکٹر سرفراز نعیمی

۱۴۔ مولانا مفتی محمد خاں قادری

۱۵۔ مولانا قاری احمد میاں تھانوی

۱۶۔ مولانا ڈاکٹر عبدالواحد

۱۷۔ مولانا عبدالمالک

۱۸۔ مولانا فتح محمد

۱۹۔ مولانا حافظ عبدالغفار روپڑی

۲۰۔ مولانا عبدالرحمٰن مدنی

### متفرق امور

۱۔ امتحان میں بیٹھنے کے لیے ۹۰ فیصد حاضری ضروری ہوگی۔

۲۔ تحریری طور پر چھٹی کی درخواست منظور کروائے بغیر ناغہ کی اجازت نہ ہوگی۔

۳۔ اساتذہ کی طرف سے دیا گیا کام باقاعدگی سے کر کے لانا ہوگا۔

۴۔ ادارے کے قواعد وضوابط کی خلاف ورزی کی صورت میں طالب علم کا نام خارج کر دیا جائے گا۔

۵۔ کلاسیں عصر کے بعد ہوا کریں گی۔

۶۔ فی الحال ہوسٹل کی سہولت موجود نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضمیمہ ا

# نصاب کی کچھ تفصیل

مناسب محسوس ہوتا ہے کہ اس پروگرام کے لیے جو نصاب تجویز کیا گیا ہے اس کی کچھ تفصیل یہاں دے دی جائے۔ نصاب کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے یعنی اساسی، تخصصی اور ضمنی مضامین۔

اساسی مضامین میں تربیت اساتذہ کے عمومی مضامین شامل کیے گئے ہیں۔ طرق تدریس میں پڑھانے کے گر سکھائے جائیں گے کہ سبق کیسے تیار کیا جائے؟ مؤثر تقریر کیسے کی جائے؟ تعلیمی معاونات (بلیک بورڈ وغیرہ) کیسے استعمال کیے جائیں؟ طلبہ کے سوالوں کا جواب کیسے دیا جائے؟ وغیرہ۔ تربیت طلبہ میں یہ بتایا جائے گا کہ طلبہ کی اسلامی تربیت کیسے کی جائے اور ان کی صلاحیتوں کو کیسے ابھارا جائے۔ تعلیمی نفسیات میں طلبہ کو اس امر سے آگاہ کیا جائے گا کہ دوران تدریس طلبہ کی نفسیات کے کن پہلوؤں کو سامنے رکھا جائے تاکہ وہ مؤثر طریقے سے سیکھ سکیں۔ فلسفہ و تاریخ تعلیم میں یہ بتایا جائے گا کہ اسلام میں تعلیم کی غرض و غایت کیا ہے اور یہ کہ مسلمانوں نے تعلیم کو منظم کرنے کے لیے پچھلے چودہ سو سال میں کیا تجربات کیے ہیں؟ تعلیم کی اسلامی تشکیل نو میں یہ بات زیر بحث آئے گی کہ عصر حاضر میں تعلیم کو اسلامی تقاضوں کے مطابق کیسے ڈھالا جائے؟ تعلیمی انتظامیات میں تعلیمی منصوبہ بندی، امتحانات اور تحقیق کو زیر بحث لایا جائے گا اور تعلیمی ادارے قائم کرنے اور انہیں چلانے کی ضروریات اور تقاضوں کے بارے میں آگاہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد پڑھانے کی عملی تربیت دی جائے گی اور زیر تربیت طلبہ استاد کی زیر نگرانی عملاً پڑھائیں گے تاکہ انہوں نے تدریس کے حوالے سے جو کچھ پڑھا ہے اسے بروئے کار بھی لا سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تخصصی مضامین

تربیت اساتذہ کے سات عمومی مضامین پڑھانے کے بعد طلبہ کو ان کے تخصص کے حوالے سے تین مضامین پڑھائے جائیں گے تاکہ جو مضامین انہوں نے عملاً پڑھانے ہیں ان کی تدریس کے بارے میں ان کو مکمل رہنمائی مہیا کر دی جائے۔

یہاں طلبہ کے دو گروپ بنائے گئے ہیں اور یہ تصور کیا گیا ہے کہ زیر تربیت اساتذہ میں سے کچھ تو روایتی دینی مدارس میں پڑھائیں گے اور کچھ جدید سکولوں میں عربی و اسلامیات پڑھائیں گے۔ دینی مدارس کے لیے تین مضامین یعنی عربی زبان، قرآن و حدیث اور فقہ کی تدریس کو موضوع بحث بنایا جائے گا اور زیر تربیت اساتذہ کو بتایا جائے گا کہ دینی مدارس میں عربی زبان کس طرح پڑھائی جائے کہ طلبہ کو سننے، سمجھنے، بولنے اور لکھنے کی چاروں مہارتوں پر عبور حاصل ہو جائے۔ قرآن حکیم کی مؤثر تدریس کا طریقہ کیا ہے اور حدیث شریف کس طرح تحقیقی اور استخراجی طریقے سے پڑھائی جانی چاہیے۔ نیز انہیں بتایا جائے گا کہ فقہ واصول کو معروضی انداز میں تقابلی مطالعے کے ساتھ کس طرح پڑھایا جائے؟

دوسرا گروپ جس نے جدید سکولوں میں پڑھانا ہے اسے یہ بتایا جائے گا کہ سکول میں عربی زبان کس طرح پڑھائی جائے کہ وہ قرآن و سنت سے مربوط رہے نیز سکولوں میں اسلامیات کس طرح پڑھائی جائے اور وہاں نصابی خامیوں کو کس طرح دور کیا جائے۔ بعض اوقات سکولوں میں عربی اسلامیات کے اساتذہ کو اردو پڑھانے پر بھی مامور کر دیا جاتا ہے اس لیے انہیں اردو زبان پڑھانے کا فن بھی سکھایا جائے گا۔

## ضمنی مضامین

ادارے کے پیش نظر یہ ہے کہ دینی مدارس کے فضلاء جن جدید علوم کو اپنی اصل تعلیم کے دوران نہیں پڑھ سکے، ان کے اس خلاء کو کسی حد تک پورا کرنے کی کوشش کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جائے چنانچہ انہیں ادارے میں انگریزی زبان بھی پڑھائی جائے گی اور جدید سماجی علوم (مثلاً قانون، سیاسیات، اقتصادیات وغیرہ) اور جدید سائنسی علوم (مثلاً طبیعیات، کیمیا، حیاتیات وغیرہ) کا تعارفی مطالعہ بھی کرایا جائے گا تاکہ وہ جدید مغربی علوم کے بنیادی مباحث سے آگاہ ہو سکیں۔ نیز انہیں عربی زبان میں گفتگو اور انشاء کی مہارتیں حاصل کرنے کا موقعہ بھی دیا جائے گا۔ اردو زبان اور مطالعۂ پاکستان کے لیے بھی کچھ وقت مختص ہوگا اور انہیں کمپیوٹر کی ابتدائی تربیت بھی دی جائے گی تاکہ وہ انٹرنیٹ، ای میل اور کمپوزنگ وغیرہ کے بارے میں کچھ آگاہی حاصل کر سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# تعلیمی ثنویت کے خاتمے کا طریق کار

تعلیمی ثنویت سے مراد ہے دینی اور دنیوی تعلیم الگ الگ دیئے جانا، دونوں طرح کے تعلیمی اداروں کا الگ الگ ہونا اور دنیوی تعلیم اس طرح دینا کہ دینی تعلیم اس کا مؤثر حصہ نہ ہو اور دینی تعلیم اس طرح دینا کہ طالب علم دنیوی علوم سے واقف نہ ہو۔

اگر چہ جدید تعلیم کے اندر مختلف سطحوں پر اتنا زیادہ تفاوت ہے (جیسے اردو اور انگلش میڈیم سکولوں میں، میٹرک ایف اے اور او و اے لیول والے تعلیمی اداروں میں اور ٹاٹ سکولوں سے لے کر لاکھوں روپے سالانہ فیس والے انٹرنیشنل سکولوں میں) کہ بات ثنویت سے بڑھ کر تثلیث بلکہ کئی قسم کے تعلیمی نظاموں تک پہنچتی ہے لیکن نظریاتی تناظر میں وہ تقسیم بہر حال اہم اور بنیادی ہے جسے ہم نے ثنویت کا نام دیا ہے۔

مذکورہ تعلیمی ثنوپت کے اسباب اگر چہ کئی ایک ہیں لیکن ان میں جو زیادہ اہم ہیں ان میں سے ایک تو خلافت راشدہ کے بعد اہل دین و سیاست میں بُعد بلکہ اہل دین کی سیاست سے علیحدگی اور خود کو مساجد و مدارس اور تعلیم و تدریس تک محدود کر لینا ہے۔ پھر مسلمان معاشرے میں اخلاقی کمزوریاں در آنے پر جو اصلاحی تحریک تربیت و تزکیہ کے لیے چلی وہ تصوف کے نام سے ایک الگ ادارے کے طور پر منظم ہوتی چلی گئی کیونکہ تعلیمی ادارے اس وقت تک بہت منظم نہ تھے۔ چنانچہ بڑوں (Grown ups) کی تربیت کے لیے خانقاہیں وجود میں آ گئیں اور بعد میں ان میں بھی عیسائی، ایرانی اور ہندی اثرات کی وجہ سے رہبانیت اور دیگر غیر اسلامی افکار کے جراثیم داخل ہو گئے۔

پچھلی صدی میں تعلیمی ثنویت کو مہمیز ملنے کا ایک سبب یہ بھی ہوا کہ سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کی وجہ سے مغرب طاقتور ہو گیا اور اس نے روبہ زوال مسلم ممالک پر قبضہ کر کے مسلم معاشرے کو اپنے فکری اور تہذیبی رنگ میں رنگنے کے لیے اس کے صدیوں سے قائم ان تہذیبی اداروں کو ختم کر دیا جو مسلم فکر اور ورلڈ ویو پر مبنی تھے اور ان کی جگہ اپنے ورلڈ ویو پر مبنی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ادارے قائم کر دیئے۔ استعمار کے ان اقدامات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ اس نے مسلمانوں کا نظام تعلیم ختم کر دیا اور مغربی نظام تعلیم نافذ کر دیا۔ مسلم معاشرے میں تعلیم و تدریس کا کام زیادہ تر علماء کے ہاتھ میں تھا لہٰذا سرکاری سرپرستی سے محروم ہونے کے بعد انہوں نے اسی کو غنیمت جانا کہ غریب مسلمان عوام کی مدد سے مساجد میں اور مساجد سے ملحق چھوٹے چھوٹے مدارس میں کچھ دینی تعلیم کا انتظام ہو جائے تا کہ مسلمانوں کو نکاح طلاق اور خوشی غمی کے رسم ورواج کے لیے دینی قیادت میسر آتی رہے۔ اس امر نے تعلیمی ثنویت کی جڑوں کو مسلم معاشرے میں مزید گہرا کر دیا۔

## نتائج

مذکورہ بالا صورت حال کا نتیجہ یہ نکلا کہ نظام تعلیم میں وحدت نہ رہی، وہ دو دھاروں میں تقسیم ہو گیا۔ ایسے دھارے جو متوازی چلتے ہیں ملتے کبھی نہیں اور چونکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جیسے خیالات اور عقائد ہوتے ہیں ویسے ہی اعمال انسان سے سرزد ہوتے ہیں اور اعمال کا استمرار عادات کو جنم دیتا ہے اور عادتیں پختہ ہو کر شخصیت کا روپ دھار لیتی ہیں۔ چنانچہ تعلیم کی ثنویت نے شخصیت کی ثنویت کو جنم دیا اور دو طرح کے آدمی پیدا ہونے لگے: مذہبی اور غیر مذہبی یا مسٹر اور مولوی۔ اور یکسو، مستحکم اور موحد مسلم شخصیت پیدا ہونا بند ہو گئی۔

مسلم تصور تعلیم میں یہ انحراف کوئی معمولی انحراف نہ تھا بلکہ اس کے انتہائی گہرے اور دور رس اثرات نکلے۔ اس سے اسلام کے اس بنیادی تصور کو زک پہنچی کہ وہ دنیا و آخرت دونوں کا جامع ہے، دنیا میں زندگی گزارنے کا مکمل نظام ہے، اور دنیا کی زندگی میں اسلامی تعلیمات پر عمل آخرت میں نجات کا ضامن ہے۔ اس سے مسلم معاشرے میں ایک نوع کے سیکولرزم کا چلن ہوا اور دین و دنیا میں تفریق کے رجحان کو استحکام حاصل ہوا، (جو اپنی اصل میں غیر اسلامی ہے)۔ جب تعلیم کا ڈھب بدلا تو تربیت کا وہ رنگ بھی باقی نہ رہا جو مسلم تعلیم کا جزو لاینفک تھا۔ اور پھر آہستہ آہستہ مسلمانوں میں اس نظام تربیت کے فقدان کا احساس ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ختم ہوگیا۔(خود ان اداروں میں بھی جو ان کے اپنے قائم کردہ تھے)۔

جب استعمار کے قائم کردہ اس نظام تعلیم و تربیت سے لوگ فارغ ہو کر دفتروں، بازاروں، کارخانوں اور اقتدار کے ایوانوں تک پہنچے تو ان کے اندر اپنی زندگیوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرنے کا داعیہ ہی باقی نہ رہا۔ اب نہ حکمرانوں کو مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نفاذ شریعت کی فکر تھی اور نہ مسلم عوام کو اس بات کا قلق تھا کہ شریعت معاشرے میں نافذ کیوں نہیں۔ اس سب کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں کوئی انقلاب نہ آسکا۔ وہ ذلت و مسکنت کے گڑھے سے نکل نہ سکے اور ترقی، خوشحالی اور نشاۃ ثانیہ محض خواب بن کر رہ گئے۔

## اصولی حل

اس صورت حال کا اصولی حل تو یہی ہے کہ نظام تعلیم ایک ہو، عام تعلیم میں دینی مضامین ضروری حد تک شامل ہوں اور وہ اسلامی تناظر میں دی جائے۔ دین کی خصوصی تعلیم تخصص کے مرحلے میں ہو۔ تربیت تعلیم کا جزو ہو۔ تاہم ظاہر ہے کہ ان تصورات کو روبہ عمل لانے کے لیے پورے نظام تعلیم خصوصاً نصاب، تربیت اساتذہ اور تربیت طلبہ کے مناہج کی تبدیلی ناگزیر ہوگی۔

پھر نظام تعلیم کی وحدت کا سوچتے ہوئے ہمیں اس غلط فہمی سے بھی بچنا ہوگا کہ کسی ایک تعلیمی دھارے کی ساری خصوصیات کو برقرار رکھتے ہوئے دوسرے دھارے کی معمولی پیوند کاری سے یہ مقصد حاصل ہو جائے گا۔ کیونکہ صرف اتنی بات سے کچھ مقصود حاصل نہیں ہوگا کہ جدید تعلیم کے ادارے کچھ اسلامیات پڑھا دیں اور دینی مدارس کچھ جدید علوم پڑھا دیں اور اس طرح دو متناقض چیزیں ایک جگہ جمع ہو جائیں بلکہ اصل مقصود یہ ہے کہ یہ کام اتنے مؤثر طریقے سے اور اس ڈھب سے ہو کہ عملاً متوازن سیرت کے آدمی پیدا ہونے شروع ہو جائیں اور اس غرض کے لیے ناگزیر ہے کہ ان دونوں دھاروں کا ورلڈ ویو بدلے، ان کا تعلیمی کلچر بدلے، نصاب از سر نو مدون ہو، ان کے ہاں تربیت طلبہ کے تصورات اور مناہج

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بدلیں اور انہی تصورات کے مطابق اساتذہ کی تربیت کا اہتمام ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کام Status Quo برقرار رکھتے ہوئے نہیں ہوسکتا بلکہ اس کے لیے ناگزیر ہے کہ ایک تیسرا تعلیمی ماڈل کھڑا کیا جائے جس میں سابقہ دونوں تعلیمی نظاموں کی مثبت خصوصیات تو موجود ہوں لیکن وہ ان کی خامیوں سے مبرا ہو۔ (۱)

تیسرے تعلیمی ماڈل کے بارے میں تفصیلات میں جائے بغیر کم از کم یہ ذہن میں رہے کہ دیوبند (جو ہمارے ہاں روایتی دینی تعلیم کا نمائندہ ہے) اور علی گڑھ (جو ہمارے ہاں جدید تعلیم کا نمائندہ تعلیمی ماڈل ہے) دونوں کے یک رخے پن کا احساس اکابرین امت کو ان کے قیام کے فوراً بعد ہی ہوگیا تھا چنانچہ ندوۃ العلماء کا قیام اسی ثنویت کے علاج کا ایک مظہر تھا لیکن متعدد اسباب سے ندوہ مطلوبہ نقطۂ اتصال نہ پہنچ سکا۔ پھر جامعہ ملیہ بھی اسی احساس کا نتیجہ تھی، لیکن وہ بھی تیسرا تعلیمی ماڈل نہ بن سکی۔ لہٰذا تیسرے نئے تعلیمی ماڈل کا تصور کوئی ایسا عجوبہ بھی نہیں جو حلق سے نیچے نہ اتر سکے یا اسے قابل فہم اور قابل عمل نہ سمجھا جائے۔

## تعلیمی اسکیم

ضروری محسوس ہوتا ہے کہ نظام تعلیم کی مجوزہ وحدت کی کچھ عملی تفصیلات یہاں دے دی جائیں تاکہ بات واضح ہو جائے۔ تفصیلات کے تعین میں اس امر کو پیش نظر رکھا گیا ہے کہ تعلیم کے میدان میں مقامی اور بین الاقوامی عرف سے بہت دور نہ جایا جائے۔ اگر تعلیمی ثنویت دور کرنا مقصود ہو تو پھر مجوزہ طریق کار کو (قومی سطح پر مکالمے اور متعلقہ اداروں سے منظوری کے بعد) لازمی ہونا چاہیے اور کسی بھی تعلیمی ادارے کو یہ اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اس سے ہٹ کر تعلیم دے۔

### پری پرائمری (پریپ/اعدادیہ)

داخلے کی عمر: پانچ سال دورانیہ: ایک سال ذریعہ تعلیم: مادری زبان/اردو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



**مقاصد**

- بچے کو سکول سے مانوس کرنا
- آئندہ تعلیم حاصل کرنے کے لیے تیار کرنا۔
- عربی پڑھنا سیکھنا تاکہ قرآن حکیم پڑھنے کی اساس میسر آ جائے اور اردو کے مخارج بھی ہمیشہ کے لیے درست ہو جائیں۔
- روزمرہ ضرورت کے لیے ابتدائی گنتی سیکھنا اور یاد کرنا۔
- زندگی کے بنیادی آداب سیکھنا۔

**نصاب**

- کھیل کود (سکول میں جھولے، سلائیڈوں وغیرہ کا ہونا لازمی)
- قرآن وسنت پر مبنی کہانیاں سنائی جائیں۔ ان کہانیوں کے وڈیو دکھائے جائیں۔
- اسلامی تناظر میں تیار کی گئی کارٹون فلمیں دکھائی جائیں۔
- کلمہ طیبہ، بسم اللہ
- نماز یاد کروائی جائے۔ نماز کے وڈیو دکھائے جائیں۔
- عربی حروف تہجی۔ عربی کا ابتدائی قاعدہ۔
- ایک سے سو تک گنتی۔
- آرٹ/ڈرائنگ۔
- تربیت (تفصیل آگے آئے گی)

نوٹ: ہمارے نزدیک بہت چھوٹے بچوں کو سکول بھجوانا جیسے آج کل تعلیم الاطفال (Early Childhood Education) یا ڈے کیئر یا نرسری کہا جاتا ہے) غیر اسلامی ہے اور خالص مغربی فکر اور تہذیب کی پیداوار ہے کیونکہ وہاں مائیں ملازمت کرتی ہیں۔ اسلامی تہذیب میں یہ کام ماں کا ہے کہ وہ خود پیار محبت سے چھوٹے بچے کی تعلیم وتربیت کرے جب تک کہ بچہ سکول جانے کے قابل نہ ہو جائے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ہمارے والدین کو مغرب کی پیروی میں اپنے دو تین سال کے بچوں کو سکول نہیں بھجوانا چاہیے بلکہ خود ان کی تربیت کرنی چاہیے کہ یہ ان کے فرائض میں سے ہے)۔

## پرائمری

داخلے کی عمر: چھ سال دورانیہ: پانچ سال ذریعۂ تعلیم: مادری زبان/اردو

مقاصد

پرائمری کے آخر تک وسیع ڈراپ آؤٹ کے پیش نظر ضروری دینی و دنیوی تعلیم کی اس مرحلے پر تکمیل تاکہ اگر بچہ بعد میں تعلیم نہ بھی جاری رکھ سکے تو بنیادی تعلیمی مہارتوں کا حامل ہو مثلاً:

- قرآن حکیم (مکمل، ناظرہ) پڑھ سکے۔
- اردو لکھ، پڑھ اور بول سکے۔
- نماز کا ترجمہ اور اہم قرآنی و مسنون دعائیں اسے یاد ہو جائیں۔
- حفظان صحت کے اصولوں سے واقف ہو جائے۔
- حساب کی روزمرہ کی ضروریات پوری کر سکے۔

## نصاب

ا۔ دینی تعلیم

- پانچ سال میں ناظرہ قرآن کی تکمیل (پہلے سال ایک پارہ، دوسرے سال چار پارے، تیسرے سال سات پارے، چوتھے سال آٹھ پارے اور پانچویں سال دس پارے)
- تیسویں پارے کا نصف آخر زبانی یاد کرنا۔
- نماز کا ترجمہ (بشمول آخری دس سورتیں)، نماز پڑھنے کی عملی مشق اور اسے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عادت بنانا۔

- قرآنی اور مسنون دعائیں/اذکار یاد کرنا (مع ترجمہ) اوران پر عمل کی مشق۔
- ہر سال عقائد، عبادات، اخلاق و آداب اور معاملات سے متعلق چالیس مختصر احادیث کی تدریس (مع تشریح) جن کا انتخاب بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق کیا گیا ہو۔
- سیرۃ النبیؐ اور صحابہ کرامؓ کے احوال، کہانیوں کی صورت میں۔
- اسلامی تناظر میں تیار کی گئی وڈیوز اور کارٹون فلمیں۔
- ضروریات دین مثلاً نماز، روزے، زکوٰۃ، حج، عائلی زندگی، حلال وحرام اور اخلاقیات وغیرہ سے متعلق بنیادی معلومات، آسان پیرائے میں۔

۲۔ زبانیں

اردو: پہلی سے پانچویں تک لازمی...... پڑھنے، لکھنے، سمجھنے اور بولنے کی مہارتیں۔

عربی: تیسری جماعت سے آغاز...... پڑھنے اور سمجھنے کی مہارتوں پر توجہ۔

انگریزی: چوتھی جماعت سے ابتداء...... چاروں مہارتوں پر توجہ۔

۳۔ حساب

۴۔ روزمرہ سائنس، خصوصاً حفظان صحت، زراعت وغیرہ

۵۔ معاشرتی علوم

۶۔ کھیل/ورزش

۷۔ آرٹ/ڈرائنگ

۸۔ ہوم اکنامکس/گھرداری (طالبات کے لیے)

۹۔ عملی کام/فنی تعلیم (جو روزگار میں مفید ہو سکے)

۱۰۔ تربیت

نوٹ: اس سطح پر ہر سال امتحان ہوگا، نمبر لگیں گے لیکن کسی طالب علم کو فیل قرار دے کر اگلی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کلاس میں داخلے سے محروم نہیں کیا جائے گا۔ البتہ چھٹی جماعت میں داخلہ اسے ہی ملے گا جس نے پانچویں جماعت کا امتحان پاس کیا ہو۔

## مڈل (متوسط)

داخلے کی عمر: ۱۱ سال دورانیہ: ۳ سال ذریعہ تعلیم: اردو

### مقاصد

تخصصی تعلیم کے آغاز کے ساتھ علمی مہارتوں کے حصول کا استمرار تاکہ طلبہ اس مرحلے سے فارغ ہونے کے بعد

- مزید تعلیم جاری رکھ سکیں
- عملی زندگی کا آغاز کر سکیں

نوٹ: ہر تعلیمی سطح کے جامع مقاصد فنی انداز میں لکھنا یہاں پیش نظر نہیں، اس لیے کہیں کہیں اہم چیزیں درج کر دی گئی ہیں:

## نصاب (حصہ لازمی)

### ا۔ دینی تعلیم

- ترجمۂ قرآن: پندرہ پارے (بشمول آخری پارہ)
- آخری پارے کا نصف اول یاد کرنا نیز بعض اہم سورتیں یاد کرنا جیسے یٰس، ملک، حشر اور بقرہ کے آخری رکوع وغیرہ۔
- ہر سال عقائد، عبادات، اخلاق و آداب اور معاملات سے متعلق چالیس احادیث
- سیرۃ النبیؐ اور صحابہ کے حالات زندگی، آسان اور دلچسپ پیرائے میں۔
- اسلامیات/ دینیات میں دیگر چیزوں کے علاوہ نماز، روزے، زکوٰۃ، حج، عائلی زندگی اور اخلاق و معاملات کے بارے میں تفصیلی معلومات

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۲۔ زبانیں

- اردو
- عربی: قرآنی ذخیرۂ الفاظ پر مبنی، طریق مباشر سے تدریس۔

۳۔ حساب

۴۔ روزمرہ سائنس

۵۔ معاشرتی علوم (تاریخ، جغرافیہ، شہریت، عمرانیات، مطالعۂ پاکستان)

۶۔ کھیل/ورزش

۷۔ تربیت

۸۔ گھرداری/ہوم اکنامکس (برائے طالبات)

(حصہ اختیاری)

۱۔ مندرجہ ذیل میں سے کوئی سے دو مضامین:
انگریزی۔ عربی ایڈوانس۔ سائنس ایڈوانس۔ زراعت۔ فنی تربیت/اپرنٹس شپ (بجلی کا کام/موٹر مکینک/مقامی کاٹیج انڈسٹری)

۲۔ حفظ قرآن:

- جو بچے قرآن کریم حفظ کریں گے وہ ساتھ اردو، عربی اور اسلامیات کم ترکیز (Low Weightage) کے ساتھ پڑھیں گے اور درجات متوسطہ کے نصاب کی تکمیل کر کے ثانوی میں داخلہ لیں گے۔
- دینی مدارس کو اجازت ہوگی کہ وہ حفظ اور درجہ متوسطہ کے نصاب کی تکمیل کروائیں جس کے بعد طلبہ ثانوی میں داخلہ لے کر تعلیم کے مرکزی دھارے میں شامل ہو جائیں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## ثانویہ (سیکنڈری و ہائر سیکنڈری سکول)

داخلہ کی عمر: ۱۴ سال　　دورانیہ: ۴ سال　　ذریعہ تعلیم: اردو

(حصہ لازمی)

### ۱۔ دینی تعلیم

- ترجمۂ قرآن، پارہ ۱۵ تا ۲۹
- ہر سال کی اربعین
- سیرۃ النبیؐ اور صحابہ کرامؓ کے حالات زندگی
- اسلامیات/ دینیات/ ...... + اسلام بطور نظام زندگی اور فقہی معلومات جدید تناظر میں)

### ۲۔ زبانیں

- اردو
- عربی

۳۔ معاشرتی علوم (بشمول مطالعۂ پاکستان و تاریخ امت)

۴۔ جنرل ریاضی　　۵۔ روزمرہ سائنس

۶۔ کھیل/ ورزش　　۷۔ گھرداری/ ہوم اکنامکس (برائے طالبات)

۸۔ کمپیوٹر　　۹۔ تربیت

(حصہ اختیاری)

- انگریزی/فارسی
- علوم اسلامیہ گروپ: عربی ایڈوانس۔ اسلامیات ایڈوانس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- سائنس گروپ: میڈیکل۔نان میڈیکل
- تجارت گروپ
- انتظامیات گروپ
- آرٹس گروپ
- فنی تربیت گروپ: الیکٹرانکس۔کمپیوٹر

**گریجویشن** (عالیہ) داخلے کی عمر: ۱۸ سال دورانیہ: ۴ سال ذریعہ تعلیم: اردو

**ماسٹرز** (عالمیہ) داخلے کی عمر: ۲۲ سال دورانیہ: ۲ سال

ذریعہ تعلیم: اردو

سائنسی مضامین کے لیے: انگریزی

برائے علوم عربیہ واسلامیہ: عربی

(حصہ لازمی)

- تخصص گروپ

- اسلامیات
- مطالعۂ پاکستان بشمول تاریخ امت
- طرق تحقیق (برائے ایم اے)
- تربیت

(حصہ اختیاری)

- انگریزی/فارسی/چینی/روسی/فرانسیسی/جرمن/پشتو/ہندی (برائے گریجوایشن)
- انفارمیشن ٹیکنالوجی گروپ - علوم اسلامیہ گروپ - آرٹس گروپ
- میڈیکل - انجینئرنگ گروپ - ٹیکسٹائل گروپ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- زراعت گروپ - سائنس گروپ
- تجارت گروپ - انتظامیات گروپ

سطور بالا میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے اس کی بہتر تفہیم کے لیے کچھ وضاحتیں ضروری ہیں:

## ا۔ مدارج تعلیم

اس ضمن میں ہم نے صرف ایک تبدیلی تجویز کی ہے اور وہ یہ کہ ثانوی تعلیم کو بارہ سال کا قرار دے کر گریجوایشن کو چار سال کا کر دیا ہے کیونکہ دنیا کے اکثر ممالک میں اس وقت ایسا ہی ہو رہا ہے اور ہمارے جو طلبہ باہر اعلیٰ تعلیم کے لیے جاتے ہیں، انہیں اس بناء پر سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ پھر حکومت پاکستان بھی بی اے کو چار سالہ کرنے پر غور کر رہی ہے اور جہاں تک پروفیشنل ڈگریوں کا تعلق ہے جیسے میڈیکل، انجینئرنگ، کمپیوٹر سائنس وغیرہ تو کئی اداروں نے ان میں پہلے ہی گریجوایشن چار سال کی کر دی ہوئی ہے۔

## دینی تعلیم

۱۔ ثانوی تعلیم کے بعد چھ سالہ علومِ اسلامیہ (چار سالہ گریجوایشن اور دو سالہ ماسٹرز) پروگرام کالجوں یونیورسٹیوں کے علاوہ دینی مدارس میں بھی پڑھایا جا سکے گا، تاہم نصاب دونوں جگہ ایک ہوگا۔

۲۔ چار سالہ گریجوایشن میں قرآن، حدیث، فقہ، عربی وغیرہ اسلامی علوم پڑھائے جائیں گے جب کہ ماسٹرز میں کسی ایک مضمون (مثلاً قرآن وعلوم القرآن) میں تخصص ہوگا۔

۳۔ علوم اسلامیہ گروپ کے طلبہ کو گریجوایشن کے بعد آرٹس کے مضامین مثلاً معاشیات، سیاسیات، فلسفہ، تاریخ ...... وغیرہ اور زبانوں مثلاً اردو، عربی، انگریزی ...... وغیرہ میں ایم اے کرنے کی اجازت ہوگی۔ مذکورہ سماجی علوم (مثلاً

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معاشیات، سیاسیات...... وغیرہ) کے نصاب میں کم از کم پچاس فیصد مواد اسلامی پہلوؤں پر مشتمل ہوگا۔

۴۔ لازمی مضامین میں سے تربیت اور مطالعۂ پاکستان اور اختیاری مضامین میں سے انگریزی علوم اسلامیہ میں گریجوایشن کے نصاب کا حصہ ہوگی۔

۵۔ علوم اسلامیہ کا نصاب ایک ہوگا البتہ کتب مختلف ہوسکتی ہیں۔ (اگر ناگزیر ہو تو شیعہ نصاب اور کتب البتہ مختلف ہوسکتی ہیں) اساسی کتب کے علاوہ جدید کتب بھی نصاب کا حصہ ہوں گی۔ موضوعات میں عصری تناظر اور جدید مسائل کو بھی سامنے رکھا جائے گا۔ عربی زبان کی تعلیم اس طرح دی جائے گی کہ چاروں مہارتیں حاصل ہوں۔ فقہ واصول اور ادیان کا تقابلی مطالعہ کیا جائے گا۔ امت کی تاریخ و جغرافیہ اور دعوت کے اصول واسالیب بھی شامل نصاب ہوں گے...... اس طرح کا متفقہ نصاب تیار کرنا مشکل ضرور ہے ناممکن نہیں (ہم اس سے پہلے چاروفاقوں کے لیے متفقہ نصابی سفارشات تیار کرکے اس کا عملی تجربہ کر چکے ہیں)

۶۔ مدارس کے گریجوایشن (عالیہ) اور ماسٹرز (عالمیہ) کے امتحان بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد لے سکتی ہے اور حکومت کی منظور شدہ ڈگری جاری کر سکتی ہے یا موجودہ دینی وفاقوں کو ملا کر ایک یونیورسٹی کا درجہ دیا جاسکتا ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جن مقامی یونیورسٹیوں میں علوم اسلامیہ کا شعبہ ہو، انہیں مدارس کے طلبہ کا امتحان لینے اور ڈگری جاری کرنے کا اختیار دے دیا جائے تاکہ کسی ایک مرکزی ادارے کے ذریعے سارے ملک میں امتحان لینے کی انتظامی پیچیدگیوں سے بچا جاسکے۔

۷۔ ملازمتوں کے لیے ثانویہ، بی اے اور متعلقہ مضامین میں ایم اے کے حوالے سے دینی مدارس کے طلبہ اور کالجوں، یونیورسٹیوں کے طلبہ ہر لحاظ سے مساوی ہوں گے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۸۔ ثانوی تعلیم کے بعد ایک سالہ خصوصی ڈپلومہ کروایا جائے جس میں تجوید، ترجمۂ قرآن، روزمرہ کے مسائل وغیرہ پر ترکیز ہو۔ اس ڈپلومے کے حامل مساجد میں امام مقرر ہوسکیں گے، بچوں کو قرآن کی تعلیم (حفظ و ناظرہ) دے سکیں گے...... کالجوں میں اسلامیات کے شعبے اور دینی مدارس اس ڈپلومے کی تعلیم دے سکتے ہیں۔

۹۔ پروفیشنل ڈگریوں (جیسے میڈیکل، انجینئرنگ وغیرہ) میں بھی اسلامیات اور تربیت لازمی ہوں گے اور ان کی ذہنی سطح کے مطابق اسلامی تعلیم اور اسلامی تربیت کا اہتمام ہوگا تاکہ مسلمان ڈاکٹر اور مسلمان انجینئر...... تیار ہوسکیں۔

## اعلیٰ تعلیم

- ایم فل اور پی ایچ ڈی کی تحقیقی ڈگریاں موجودہ صورت میں جاری رہیں گی۔
- اسلامیات، طرق تحقیق اور تربیت کے پرچے سب طلبہ کے لیے لازمی ہوں گے۔
- دینی مدارس سے ایم اے کرنے والے طلبہ ایم فل اور پی ایچ ڈی میں داخلے کے حوالے سے دوسرے طلبہ کے ہر لحاظ سے مساوی سمجھے جائیں گے۔
- وہ بڑے دینی مدارس جن میں موزوں عمارت، لائبریری اور اساتذہ وغیرہ موجود ہوں انہیں حکومت دوسرے تعلیمی اداروں کی طرح ڈگری جاری کرنے کا اختیار دے گی اور وہ اسلامی علوم میں گریجوایٹ اور پوسٹ گریجوایٹ ڈگریاں جاری کرسکیں گے۔

## تربیت اساتذہ

- مجوزہ بالا تعلیمی اسکیم کے تناظر میں اساتذہ کی تربیت ضروری ہے تاکہ وہ شعوری طور پر ثنویت کے نقصانات سے آگاہ ہوسکیں اور اپنے طلبہ کو اس کے نقصانات سے بچا سکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



- 'خود اچھا مسلمان کیسے بنا جائے اور طلبہ کو اچھا مسلمان کیسے بنایا جائے؟' یہ بات تربیت اساتذہ کے ہمارے موجودہ اداروں کے نصاب کا جزو ہی نہیں، جب کہ اسلامی نقطۂ نظر سے یہی تربیت اساتذہ کا بنیادی ترین موضوع ہے۔ لہٰذا اس لحاظ سے بھی اساتذہ کی تربیت ضروری ہے تا کہ ان کے اندر یہ احساس ابھر سکے کہ وہ معلم ہی نہیں مربی بھی ہیں۔

## نصاب سازی

- مندرجہ بالا اسکیم کے مطابق نئے نصابات تیار کرنا ہوں گے اور نئی نصابی کتب لکھنا ہوں گی۔ نہ صرف دینی مدارس، سکولوں اور کالجوں کے لیے بلکہ یونیورسٹیوں کے لیے بھی میٹریل تیار کرنا ہوگا۔ اسلامی ورلڈ ویو اور اسلامی تصور علم کے مطابق علوم کی اسلامی تشکیل نو کا یہ کام بہت اہم بھی ہے اور چیلنجنگ بھی۔
- اس کام میں کوئی حکومت ہاتھ نہیں بٹائے گی اور نہ ہی یہ کام فوری طور پر مارکیٹ میں منافع بخش ہو سکتا ہے اس لیے اسلامی نظام تعلیم اور اصلاح تعلیم کے اداروں اور تنظیموں کو اس کام کے لیے بھرپور جدوجہد کرنا پڑے گی۔
- اس بات کی اہمیت کو سمجھنا چاہیے کہ تہذیبوں کی شکست و فتح کا مدار فکر پر ہوتا ہے لہٰذا مغربی تہذیب کی عظمت کے جعلی رعب کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی فکر کی عظمت کو علوم اور نصاب میں مبرہن کیا جائے اور مغربی فکر کا بودا پن نسل نو پر واضح کیا جائے تا کہ اسلامی فکر کے قابل عمل ہونے بلکہ انسانی مسائل کے لیے واحد موزوں حل ہونے پر ان کا ایمان مستحکم ہو جائے، اپنے ماضی پر انہیں فخر ہو اور مستقبل انہیں اپنی مٹھی میں نظر آئے۔

## تربیت طلبہ

- تربیت تعلیم کی غایت ہے لہٰذا وہ تدریس سے اہم تر ہے۔ اس اہمیت کا احساس

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دلانے کے لیے ہر کلاس میں تربیت کا سو نمبر کا ایک لازمی پرچہ ہوگا جس میں ہر بچے کے نمبر لگیں گے۔ اس سے تعلیمی ادارے اور استاذ کو یہ احساس رہے گا کہ طلبہ کی تربیت اس کی ذمہ داری ہے۔

- ہر تعلیمی مرحلے کا ایک تربیتی نصاب ہوگا۔ ہم نے اپنی کتاب "تعلیمی ادارے اور کردار سازی" اور بروشر "طلبہ کی اسلامی تربیت...... کیوں اور کیسے؟" میں اس نصاب کے لیے ابتدائی تجاویز دی ہیں جنہیں اہل علم وصلاح کے مشورے سے فائنل کیا جا سکتا ہے۔
- اسلامی تربیت کی جانچ کا بھی ایک نظام ہونا چاہیے۔

## مجوزہ تعلیمی اسکیم پر عمل درآمد

۱۔ اس طرح کے کسی منصوبے پر عمل درآمد کے لیے پاکستان میں جس طرح کی نظریاتی حکومت کی ضرورت ہے، اس کے برسر اقتدار آنے کے مستقبل قریب میں کوئی امکانات نظر نہیں آتے۔ بگڑی ہوئی فکر اور غیر اسلامی تربیت پائے ہوئے افراد اور ان افراد پر مشتمل حکومتی اداروں سے یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ اس قسم کا نظام تعلیم وجود میں لانے کی کوشش کریں گے۔

۲۔ یہ بھی ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ دینی مدارس اگر آج تک حکومت پاکستان کے ان مقتدر سیکولر عناصر کی مزاحمت نہ کرتے جو اسلام دشمن غیر ملکی قوتوں کے ایجنٹ کا کردار ادا کرتے ہیں تو دینی تعلیم کا جیسا کیسا نظام بھی وہ چلا رہے ہیں وہ کب کا ختم ہو چکا ہوتا۔ لہٰذا اہل مدارس کے اس موقف میں وزن ہے کہ ان کے نظام تعلیم میں کوئی تبدیلی ان کی مشاورت اور رضا مندی کے بغیر نہ کی جائے۔ لہٰذا اس طرح کی کسی تجویز پر عمل درآمد کے لیے ضروری ہے کہ اسے دینی مدارس کے اہل حل وعقد کے سامنے پیش کیا جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ دینی مدارس کے فہیم عناصر اس کی حمایت کریں گے کیونکہ ان کے اکثر عناصر کو حالات کی سنگینی اور عصری تقاضوں کا بخوبی احساس ہے۔ یہ بات ہم علماء کے ساتھ کام کرنے کے بعد اپنے تجربے کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بنیاد پر کھڑے ہیں۔ تاہم اس میں کوئی شک نہیں کہ اس 'اندرونی تبدیلی' کی فضا کو اور مستحکم بنانے کے لیے مزید اصلاحی کوششوں کی ضرورت ہے۔

۳۔ پرائیویٹ سیکٹر اس وقت پاکستان میں تعلیم کی ترقی اور تنزل میں اہم کردار ادا کر رہا ہے لہٰذا دینی ذہن رکھنے والے لوگ جو اس وقت جدید تعلیم کے شعبے میں کام کر رہے ہیں، انہیں خدا کا خوف کرنا چاہیے اور کمرشلزم اور مادہ پرستی کی دوڑ سے نکل کر انہیں اصلاح تعلیم کی طرف آنا چاہیے۔ اسی طرح اہل مدارس کو بھی اپنی تنگنائے سے باہر آنا چاہیے۔ ثنویت کے خاتمے کے لیے ان اصحاب کے سامنے کرنے کے دو کام ہیں:

i -- ایک تو یہ کہ سکول سے لے کر یونیورسٹی سطح تک کا ایک رول ماڈل تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے جس میں مذکورہ بالا خطوط پر دینی اور دنیوی علوم کی یکجا تدریس اور تربیت کا انتظام ہو تاکہ دوسرے ادارے اس کی نقل کر سکیں کیونکہ اس وقت ثنویت کے خاتمے کے رستے کی ایک بڑی رکاوٹ یہ بھی ہے کہ ہمارے معاشرے میں جدید تعلیمی ادارے علی گڑھ اور دینی مدارس دیوبند کے رول ماڈل کی پیروی کرنے پر 'فکری لحاظ سے' سے مجبور ہیں کیونکہ کسی کے سامنے عدم ثنویت پر مبنی کوئی تیسرا رول ماڈل موجود ہی نہیں۔ لہٰذا کوئی شریف اور نیک آدمی آج بھی اگر دنیوی یا دینی تعلیم کے شعبے میں خدمت اور جذبے سے کام کرنا چاہے تو وہ ان دو رول ماڈلوں سے باہر نہیں نکل پاتا۔ اس لیے تیسرے تعلیمی رول ماڈل کا قیام بالکل ناگزیر اور انتہائی اہم ہے۔

ii -- دوسرے یہ کہ دینی مدارس چلانے والے جن علماء کرام اور سکول کالج چلانے والے جن دینی ذہن رکھنے والے افراد کو تعلیمی ثنویت کے مضر اثرات کا احساس ہے، انہیں چاہیے کہ اپنے تعلیمی اداروں میں، مندرجہ بالا خطوط پر اصلاح کی بھرپور کوشش کریں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۴۔ اسلامی نظام تعلیم اور اصلاح تعلیم کی علمبردار تنظیموں اور اداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ تعلیمی شعبے کو ثنویت کے مضر اثرات سے آگاہ کریں اور انہیں ثنویت کے خاتمے پر ابھاریں۔ اور اس راہ کی عملی مشکلات پر صبر اور حکمت سے قابو پانے کی کوشش کریں۔ ممکن ہے ابتداء میں پیوند کاری ہی کرنی پڑے، دینی مدارس اور جدید تعلیمی اداروں کے نظام تدریس اور امتحانات وغیرہ میں بھی فرق ہے لہٰذا مشکلات تو آئیں گی لیکن اگر منزل واضح ہو اور منزل تک پہنچنے کا عزم جوان ہو تو رکاوٹیں انسان کا رستہ نہیں روک سکتی۔

ان اقدامات سے توقع ہے کہ تعلیمی ثنویت کے خاتمے کا رستہ کھلے گا، ان شاءاللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# ہمارے مسائل کا واحد حل

## بہت سے مسائل کا ایک ہی حل ممکن ہے

ہمارے مسائل انفرادی بھی ہیں اجتماعی بھی، سیاسی بھی ہیں معاشی بھی، آئینی بھی ہیں اخلاقی بھی، عدالتی بھی ہیں معاشرتی بھی۔ غرض بہت سارے مسائل ہیں اور بلاشبہ الجھے ہوئے اور پیچیدہ مسائل ہیں ـــــ لیکن اس کے باوجود ان سب کا ایک حل ممکن ہے۔ جس طرح شاہ کلید ہوتی ہے جس سے ہر تالا کھل جاتا ہے، اسی طرح ان سب مسائل کے حل کی بھی ایک شاہ کلید ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسی شخصیت تیار کر دی جائے جو جس شعبے میں بھی جائے کامیاب رہے، اسے جن مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑے وہ انہیں حل کر لے۔

آپ کہیں گے اس بات کی دینی سند کیا ہے؟ اور اس کی کوئی عملی مثال بھی ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے پاس اس کی انتہائی مضبوط دینی سند اور عملی مثال موجود ہے۔

## دینی سند

اس سے بڑھ کر اس کی دینی سند کیا ہوگی کہ یہ سنت اللہ ہے اور اس کا بتایا ہوا منہاج ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے تو سب انسانوں کو ہدایت یافتہ پیدا کر دیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کہ اس صورت میں انسان کی آزمائش اور امتحان بے معنی ہو جاتا۔

اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو ہدایت کے لیے ہر آدمی کے پاس کتاب بھجوا دیتے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ہدایت کے لیے صرف حق کو جان لینا کافی نہیں بلکہ اس کے لیے ایسے انسانوں کی ضرورت ہے جو صحیح تعلیم و تربیت کے ذریعے انہیں راہ ہدایت پر چلنے کے لیے تیار کریں۔ چنانچہ تعالیٰ تعالیٰ نے ہر قوم میں پیغمبر بھیجے جنہوں نے انسان سازی کا یہ کام کیا۔ قرآن حکیم سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی انہیں یہی لائحہ عمل دیا گیا تھا (الاعلیٰ ۸۷: ۱۳۔۱۹) اور خود نبی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کریم ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں چار مختلف مقامات پر لوگوں کی اصلاح کے لیے تعلیم قرآن اور تزکیۂ نفس ہی کا فارمولہ دیا ہے۔

[البقرہ ۲: ۱۲۹، ۱۵۱۔ آل عمران ۳: ۱۶۴ اور الجمعہ ۶۲: ۲]

## عملی مثال

جہاں تک عملی مثال کا تعلق ہے کہ کیسے انسان سازی کے ذریعے معاشرے کے سارے مسائل حل کیے گئے تو اس کی بہترین مثال نبی کریم ﷺ کے طرز عمل کی ہے۔

آپ ؐ کا معاشرہ مسائلستان بنا ہوا تھا۔ کوئی مرکزی حکومت نہ تھی کہ سیاسی استحکام ہوتا، امن و امان کی حالت مخدوش تھی، جان و مال غیر محفوظ تھا۔ لوٹ مار کو پیشہ اور غیرت و جوانمردی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ عرب قبائل چھوٹی چھوٹی باتوں پر برسوں ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے۔ معاشی حالت دگرگوں تھی، وسائل غیر منظم اور منتشر تھے، معاشرے میں کوئی انتظامی اور عدالتی ڈھانچہ نہ تھا کہ مظلوم کی مدد کرتا یا معاملات کی تنظیم کرتا۔ سماجی بے راہروی عام تھی، معاشرتی قدریں زوال پذیر تھیں۔ لوگ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔ باپ کے مرنے کے بعد بیٹے اس کی بیویوں سے شادی کر لیتے تھے اور لوگ طلاق دینے کے بعد بھی بیویوں کو اپنے پاس روک رکھتے تھے۔ شراب، جوئے اور زنا کا چلن عام تھا۔ دینی حالت یہ تھی کہ لوگ سرعام بتوں کی پوجا کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ کے گھر کعبہ کو انہوں نے بتوں اور مورتیوں سے سجا رکھا تھا اور ننگے بدن تالیاں بجاتے ہوئے کعبہ کا طواف کرتے تھے۔ بے حیائی، جھوٹ، چوری، بددیانتی عام تھی۔ غرض کون سی برائی ہے جو اس معاشرے میں نہ تھی اور کون سی خرابی ہے جس کا تصور کیا جا سکے اور اس وقت کے عرب معاشرے میں موجود نہ تھی۔ جب نبی کریم ﷺ کی بعثت ہوئی تو یہ سب مسائل موجود تھے اور معاشرے کو ان سب برائیوں سے پاک کرنا آپ کے پیش نظر تھا بلکہ یہی آپ کا مشن تھا کیونکہ ہر پیغمبر کی بعثت کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو راہ ہدایت پر چلائے تاکہ لوگ اللہ کے احکام کے مطابق زندگی گزاریں، تاکہ وہ دنیا میں بھی سعادت اور کامرانی سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہمکنار رہوں اور آخرت میں بھی اللہ کی خوشنودی اور اس کی نعمتوں کے مستحق ٹھہریں۔

ان حالات اور لوگوں کی اصلاح کے لیے نبی کریم ﷺ نے کیا حکمت عملی وضع کی؟ اس کا جواب قرآن حکیم میں موجود ہے گویا خود اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کا لائحہ عمل طے کیا اور جبریل علیہ السلام کے ذریعے اپنے پیغمبر کی رہنمائی فرمائی۔ وہ لائحہ عمل یہ تھا:

”كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ“ [البقرہ ۲: ۱۵۱]

اور ہم نے تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمہیں قرآن پڑھ کر سناتا ہے، تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں قرآن و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے حالات اور لوگوں کی اصلاح کی جو حکمت عملی یا گائڈ لائن آپؐ کو دی وہ تھی: ”تلاوت قرآن، تعلیم قرآن و حکمت اور تزکیہ“ اور اس لائحہ عمل کو اگر سمیٹ کر بیان کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے ”قرآن کی تعلیم و تزکیہ، حکمت کے ساتھ“ کیونکہ حکمت کا تعلق کام کرنے کے اسلوب اور طریقے سے ہوتا ہے۔ اور بات کو اگر مزید مختصر کیا جائے اور مقصد و ہدف کو پیش نظر رکھا جائے تو صرف تزکیہ باقی بچے گا کیونکہ تعلیم خود ہدف نہیں بلکہ وسیلہ ہوتی ہے تزکیے کا اور یہ بات خود قرآن کے اسلوب سے بھی واضح ہوتی ہے کیونکہ قرآن میں دو جگہ جہاں اس لائحہ عمل کا ذکر ہے وہاں ایک دفعہ دوسری باتوں کے شروع میں تزکیے کا ذکر ہے اور دوسری جگہ آخر میں، گویا اول و آخر مقصود تزکیۂ نفس ہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ اُس وقت معاشرے کے درپیش تمام مسائل کے حل کے لیے نبی کریم ﷺ کو جو حکمت عملی بتائی گئی وہ تھی قرآن کی تعلیم اور لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کرنا۔

جہاں تک تعلیم قرآن کا تعلق ہے تو وہ واضح ہے البتہ تزکیہ کے مفہوم پر غور کر لیجیے۔ عربی لغت میں تزکیہ میں دو مفہوم شامل ہوتے ہیں۔ ایک میل کچیل اور گندگی سے پاک صاف کرنا اور دوسرے جلا دینا، چمکانا، بڑھانا۔ گویا تزکیۂ نفس کا مطلب ہے نفس انسانی کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بری عادتوں اور برے اخلاق سے پاک کرنا اور اس میں اچھی عادات اور اچھے اخلاق پروان چڑھانا۔ شرعی اصطلاح میں اسے یوں سمجھئے کہ اپنے آپ کو ہر اس کام سے بچانا جو گناہ ہو، جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو اور ہر وہ کام کرنا اور اچھی طرح کرنا جسے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہو۔ گویا کارِ نبوت کا ہدف ٹھہرا تزکیۂ نفوس اور اس ہدف کے حصول کا حکیمانہ ذریعہ ہوا تعلیم القرآن یا دوسرے لفظوں میں قرآن کی تعلیم کے ذریعے لوگوں کی تعمیر سیرت کردار ـــــــ اس طرح کہ وہ اللہ ورسول ﷺ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کریں بلکہ بہترین طریقے سے اللہ ورسول ﷺ کے احکام بجالائیں۔

اس طریقے یعنی تعلیم کتاب اور تزکیۂ نفس یا دوسرے لفظوں میں صحیح تعلیم وتربیت کے ذریعے وہ افراد تیار ہوئے اور نبی کریم ﷺ کا دست وبازو بنے جنہوں نے ایک ایسا انقلاب برپا کردیا جس کی نظیر پیش کرنے سے انسانی تاریخ قاصر ہے۔ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے معاشرے کے سارے مسائل حل کردیئے۔ فرد بھی سدھر گیا اور معاشرہ بھی، امن وامان بھی قائم ہوگیا، غربت وافلاس بھی ختم ہوگیا، سیاسی استحکام بھی پیدا ہوگیا، منظّم انتظامی اور عدالتی ڈھانچہ بھی وجود میں آگیا، اخلاقی اور معاشرتی مسائل بھی حل ہوگئے اور معاشرہ جنت نظیر بن گیا۔ انہوں نے جب سیاست وحکمرانی کی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ جیسے حکمران دیکھنے میں آئے، وہ جب فوج میں گئے تو لوگوں نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جیسے سپہ سالار دیکھے۔ وہ جب مفتی اور قاضی بنے تو علی رضی اللہ عنہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سامنے آئے، انہوں نے جب مسند علم سنبھالی تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ جیسے استاد بنے۔ جب لوگوں نے تقویٰ کا نمونہ دیکھنا چاہا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ یہ اور ایسے سیکڑوں ہزاروں لوگ نبی کریم ﷺ کی تعلیم وتربیت کے نتیجے میں پیدا ہوئے کہ ان جیسے افراد پھر چشم فلک نے نہیں دیکھے۔ جو دن کو گھوڑے کی پیٹھ پر ہوتے تھے تو رات کو مصلے پر۔ اس تعلیم وتربیت کے نتیجے میں رہزن، رہبر بن گئے۔ عزتوں کے لٹیرے، عزتوں کے محافظ بن گئے۔ مفلس وتہی دست، غنی اور امیر ہوگئے۔ بداخلاق صاحب کردار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوگئے۔ بتوں کے پجاری پکے موحد بن گئے۔ بے مقصد زندگی گزارنے والے بدواللہ کی راہ میں جان دینے کی حسرت کرنے لگے۔ کچھ شہید ہوکرامر ہوئے اور کچھ غازی بن کر فتح کے پھریرے چار سولہرانے لگے کہ غلبہ واقتدار ان کے پاؤں کی ٹھوکر پہ تھا۔ مغلوب، غالب ہوگئے بلکہ فاتح عالم ٹھہرے اور ان کے قائم کئے ہوئے تہذیب وتمدن صدیوں انسانیت کے لیے مینارۂ نور بنے رہے۔ غرض جب نبی کریم ﷺ نے قرآن کی تعلیم کے ذریعے صحابہ کے نفوس کا تزکیہ کر دیا تو انہوں نے معاشرے کے سارے مسائل تھوڑے عرصے میں حل کر دیئے۔

اب غور کیجئے کہ نبی کریم ﷺ نے معاشرے کے پیچیدہ اور الجھے ہوئے اخلاقی، سیاسی، معاشی، معاشرتی، انتظامی ...... مسائل حل کرنے کے لیے اقتدار کے حصول کی کوشش نہیں کی (بلکہ تاریخ اس پر شاہد ہے کہ قریش نے آپؐ کو اقتدار کی پیش کش کی تھی لیکن آپؐ نے وہ پائے حقارت سے ٹھکرا دی) معاشرتی بہتری کے لیے کوئی تحریک نہیں چلائی، معاشی مسئلے کے حل کے لیے کوئی چارٹر پیش نہیں کیا، امن وامان کے لیے تدبیریں نہیں بتائیں، انسانی حقوق کے لیے کوئی انجمن نہیں بنائی بلکہ آپؐ نے قرآن کی تعلیم کے ذریعے لوگوں کے نفوس کا تزکیہ کیا اور ایسے افراد تیار کیے جنہوں نے معاشرے کی کایا پلٹ دی اور یہ سارے مسائل عملاً حل کر دیئے۔

نبی کریم ﷺ کے اس اسوۂ حسنہ کو دیکھتے ہوئے ہم بھی یقین اور شرح صدر کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے مسائل کا آج بھی وہی حل ہے جس پر نبی کریم ﷺ نے عمل کیا یعنی قرآن کی تعلیم کے ذریعے تزکیۂ نفس کا پروگرام تاکہ اس طرح ایسے صاحب کردار افراد پیدا کر دیئے جائیں جو جس شعبے میں بھی جائیں اس کی کایا پلٹ دیں، جہاں بھی جائیں انقلاب برپا کر دیں۔ یہ ہے ہمارے مسائل کے حل کی واحد شاہ کلید۔

## عصر حاضر میں تعلیم القرآن اور تزکیۂ نفس کا پروگرام

اب سوال یہ ہے کہ حکم قرآنی اور اسوہ نبوی ﷺ کے مطابق آج کے پاکستانی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



معاشرے میں قرآن کی تعلیم اور تزکیۂ نفس کا ایک جدید، موثر اور فعال نظام ہم کیسے قائم کر سکتے ہیں تا کہ ہمارے بھی سارے مسائل حل ہو جائیں؟ اس کا ایک خاکہ آپ کے غور و فکر اور عمل کے لیے پیش خدمت ہے:

تعلیم و تربیت کے اس کام کے مخاطب اور ہدف دو طرح کے لوگ ہو سکتے ہیں، ایک موجودہ نسل اور بالغ لوگ اور دوسرے نسل نو یعنی ہمارے بچے بچیاں۔ ہم دونوں کے لیے ایک عملی پروگرام کا خاکہ پیش کریں گے۔

## بڑوں کے لیے پروگرام

### تعلیم القرآن

اس وقت پاکستانی معاشرے میں تعلیم قرآن حکیم کی صورت حال یہ ہے کہ اندازاً پچاس فیصد مرد و خواتین ناظرہ قرآن حکیم پڑھ لیتے ہیں یعنی بغیر سمجھے بوجھے۔ ان میں سے اکثر کا تلفظ درست نہیں ہوتا اور ان کو بہت کم قرآن یاد ہوتا ہے سوائے ایک آدھ آخری مختصر سورت کے جنہیں وہ نماز میں پڑھتے ہیں۔ حفظ کا رواج پچھلے کچھ عرصے سے بڑھ گیا ہے لیکن وہ بھی اکثر ترجمے اور مفہوم سمجھنے کی صلاحیت کے بغیر...... جہاں تک قرآن حکیم سمجھ کر پڑھنے کا تعلق ہے تو ایسے لوگ ہمارے معاشرے میں شائد ایک دو فیصد ہی ہوں اور جو اسے جزو زندگی بنانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اس سے بھی کم ہیں۔

اس صورت حال کا سبب یہ ہے کہ ہماری مساجد میں (جو ماشاءاللہ ہر محلے میں موجود ہوتی ہیں) ناظرہ قرآن کی تعلیم کا عموماً انتظام ہوتا ہے۔ کھاتے پیتے لوگ گھروں میں قاری لگوا لیتے ہیں۔ یہ بہت خوش آئند بات ہے کہ ہمارے علماء بچوں کو کم از کم ناظرہ قرآن ہی پڑھا دیتے ہیں جس سے لوگوں کا قرآن سے تعلق بالکل ہی ٹوٹنے سے بچ جاتا ہے۔ لیکن ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ یہ علماء بچوں کو ترجمۂ قرآن کیوں نہیں سکھاتے؟ اور ان کے مخارج کی درستی اور انہیں ضروری چیزیں حفظ کروانے کی کوشش کیوں نہیں کرتے؟ پچھلے چند سالوں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے بعض بڑے شہروں میں قرآنی عربی پڑھانے کے بعض مراکز نے کام شروع کیا ہے جو تین چار ماہ کا روایتی طریقے سے عربی گرامر سکھانے کا کورس کرواتے ہیں اور کچھ ترجمۂ قرآن پڑھا کر طالب علم کو فارغ کر دیتے ہیں۔ عام طور پر دیکھنے میں آیا ہے کہ فراغت کے بعد یہ طلبہ آہستہ آہستہ عربی قواعد بھول جاتے ہیں کیونکہ معاشرے میں ان کا کوئی استعمال موجود نہیں اور اس طرح قرآن سے ان کا رابطہ پھر ٹوٹ جاتا ہے۔

یہ صورت حال بڑی غیر تسلی بخش ہے۔ اس کو بہتر کرنے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ علماء کرام کو موجودہ کام کے نقص کی طرف توجہ دلائی جائے اور دوسری صورت یہ ہے کہ موجودہ ہونے والے کام میں موثر اضافے کی کوشش کی جائے۔ اسی دوسرے جزو کے حوالے سے ہم ایک پروگرام یہاں پیش کر رہے ہیں:

## ہمارا مجوزہ پروگرام

ملک بھر میں قرآن مراکز کھولے جائیں جو ترجمۂ قرآن کے ذریعے فہم قرآن کو اپنا بنیادی ہدف بنائیں۔ اگرچہ نہ پڑھے ہوؤں کو ناظرہ قرآن پڑھانا، ناقص پڑھے ہوؤں کے مخارج کی درستی اور جن کو قرآن بالکل یاد نہیں، انہیں قرآن حکیم کے کچھ حصے زبانی یاد کروانا بھی اہم ہے اور مجوزہ قرآن مراکز یہ کام بھی کریں گے لیکن ان کا مرکزی ہدف فہم قرآن ہوگا کیونکہ سب سے زیادہ کمی اسی شعبے میں محسوس ہوتی ہے۔ اس طرح کے قرآن مراکز کی بہترین جگہیں تو مساجد و مدارس ہیں جو اسی مقصد کے لیے بنائی گئی ہیں لیکن بدقسمتی سے پاکستان میں فرقہ واریت کا جو ماحول ہے اور ہم نے اس کا جو عملی تجربہ کیا ہے، اس کے پیش نظر ہم تجویز کرتے ہیں کہ اس طرح کے قرآن مراکز مساجد و مدارس کے علاوہ گھروں میں بھی بنائے جائیں۔ ہر گلی محلے میں کوئی صاحب اپنی بیٹھک/ڈرائنگ روم یا گھر کا کوئی دوسرا موزوں کمرہ روزانہ گھنٹے بھر کے لیے اس کام کے لیے مختص کر دیں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یہ مراکز سکولوں، کالجوں، دفتروں، دکانوں اور فیکٹریوں میں بھی قائم کیے جا سکتے ہیں۔ ان مراکز میں کام کس طرح ہوگا اس کے لیے ہماری تجاویز، اپنے عملی تجربے کی روشنی میں، یہ ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# قرآن مراکز کا لائحہ عمل

۱۔ جو صاحب ترجمۂ قرآن کی کلاس شروع کرنا یا کروانا چاہیں انہیں چاہیے کہ اہل محلہ اور اہل علاقہ کو ذاتی ملاقاتوں، مسجد میں اعلان یا ہینڈ بل کی تقسیم کے ذریعے ایک مقررہ جگہ اور وقت پر جمع کر لیں۔

۲۔ پہلی نشست میں استاد کو چاہیے کہ قرآن حکیم کے فضائل اور اسے پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ضرورت واہمیت سامعین پر واضح کرے۔ نیز ترجمۂ قرآن کی کلاس شروع کرنے کے لیے ایام، وقت اور جگہ کے تعین میں حاضرین سے مشورہ کر لے اور ان کی سہولت کا خیال رکھے۔

۳۔ مناسب یہ ہوگا کہ کلاس مسلسل ہو اور ہفتے میں ایک دو دن سے زیادہ چھٹی نہ ہو۔ نیز جگہ ایسی ہو جہاں لوگوں کا پہنچنا آسان ہو اور وقت ایسا ہو جب اکثر لوگ فارغ ہوں۔ بہتر ہوگا کہ یہ جگہ مسجد کے قریب ہو اور نماز کے فوراً بعد یہ پروگرام رکھ لیا جائے۔

۴۔ ترجمۂ قرآن پڑھانے کا طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے مدرس ایک ایک لفظ/حرف کا لفظی ترجمہ کئی بار دہرائے گا (کم از کم پانچ بار) اور آخر میں ایک دو بار بامحاورہ ترجمہ بھی کرے گا۔

۵۔ جو قرآنی الفاظ یا ان کے اشتقاقات اردو میں مروج ومستعمل ہیں، مدرس ان کی نشان دہی کرے گا تاکہ قرآن کے الفاظ طلبہ کے ذہن کو مانوس لگیں اور ان کا ترجمہ ان کے ذہن میں بیٹھ جائے مثلاً سورۂ فاتحہ میں نستعین کا لفظ ایک عام اردو دان کو مشکل اور نامانوس لگے گا لیکن اگر اسے بتایا جائے کہ یہی لفظ ہم اردو میں تعاون، اعانت، معاون، عون، معاونت وغیرہ کی صورت میں استعمال کرتے ہیں تو اسے نستعین کے معنی یاد رکھنے میں آسانی ہو جائے گی۔

۶۔ مدرس کے لیے ضروری ہے کہ وہ عربی جانتا ہو، دین کا عالم ہو یا کم از کم قرآن کا ترجمہ وتفسیر اس نے پڑھ رکھا ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۷۔ وہ گھر سے تیاری کر کے آئے۔ اس وقت بازار میں کئی اچھے لفظی ترجمے موجود ہیں جن سے وہ مدد لے سکتا ہے مثلاً شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ، حافظ نذر احمد صاحب کا ترجمہ (جو دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث علماء کی طرف سے متفقہ طور پر قابل قبول ہے)، مولانا عبیداللہ عبید صاحب اور صابر قرنی صاحب کا ترجمہ...... وغیرہ۔

۸۔ پڑھنے والوں کے پاس بغیر ترجمے کے پارہ/قرآن حکیم ہونا چاہیے۔ وہ ہرگز ترجمے والے پارے سے نہ پڑھیں۔

۹۔ استاد کے پڑھانے کے بعد طلبہ میں سے ہر فرد سبق سنائے گا اور ہر لفظ اور حرف کا لفظی ترجمہ سنائے گا۔ جس کو یاد نہ ہوا ہو وہ دھیان سے دوسروں کا سبق سنتا رہے تو انشاء اللہ اسے بھی سبق یاد ہو جائے گا، اس سے آخر میں سن لیا جائے۔ اگر طلبہ دس بارہ سے زیادہ ہوں تو استاد متفرق افراد سے سن لے لیکن اس طرح کہ اگلے ایام میں باقی لوگوں کی بھی باری آئے اور اس طرح سب کو سبق سنانے کا موقعہ ملتا رہے۔

۱۰۔ بہتر یہ ہے کہ ترجمے کا آغاز ترتیب تلاوت سے کیا جائے یعنی پہلے پارے سے، کیونکہ آخری پارے زبان کے لحاظ سے مشکل ہیں۔

۱۱۔ استاد کی کوشش ہونی چاہیے کہ طالب علم رٹا نہ لگائیں بلکہ سمجھ کر پڑھیں۔

۱۲۔ شروع میں (کم از کم آدھے پونے پارے تک) پڑھنے کی رفتار کم رکھی جائے اور عام حالات میں ایک آیت روزانہ سے زیادہ نہ پڑھایا جائے۔ بعد میں پڑھنے والوں کے مشورے سے بتدریج اضافہ کر لیا جائے۔

۱۳۔ مدرس کو چاہیے کہ دوران تدریس کبھی کبھار بنیادی عربی قواعد میں سے کسی ایک (مثلاً فعل، فاعل، مفعول، واحد، تثنیہ، جمع، تانیث، تذکیر، حرف جر، انّ، کان وغیرہ) کی کوئی ایسی بات طلبہ کو بتا دے جو عملاً سبق میں آئے اور یہ کام بالکل غیر محسوس انداز میں ہو اور طلبہ پر کوئی بوجھ نہ پڑے اور وہ بتدریج ان قواعد کے عملی استعمال سے مانوس ہوتے جائیں۔ گردانیں کروانے، قواعد رٹوانے یا قواعد کی تفصیل میں جانے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قطعی پرہیز کیا جائے۔

۱۴۔ دوسرے دن سبق شروع کرنے سے پہلے، مدرس دو چار طالب علموں سے پچھلے دن کا سبق ضرور سنے۔

۱۵۔ مدرس کو چاہیے کہ جو طلبہ سبق کے دوران صحیح مخارج سے قرآن نہ پڑھ سکیں انہیں صحیح طریقے سے پڑھنے میں مدد دے۔ مقصود صحیح قرآن پڑھنا اور مخارج کی تصحیح ہو۔ مدرس اگر تجوید کا ماہر ہو تو بھی وہ تجوید کے قاعدے وغیرہ بتانے سے پرہیز کرے۔ بس یہ کوشش کرے کہ لوگ غلط نہ پڑھیں اور ان کے مخارج درست ہوں۔

۱۶۔ مدرس کو چاہیے کہ وہ تفسیر میں نہ پڑے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کرے کہ اگر ترجمہ سے بات واضح نہ ہو رہی ہو تو سیاق و سباق بیان کر دے اور دو چار جملوں میں بات کھول دے۔ اس کی سپرٹ یہ ہونی چاہیے کہ وہ آیات قرآنی کے بارے میں اپنا نقطۂ نظر طلبہ پر نہ ٹھونسے بلکہ اللہ تعالیٰ جو فرما رہے ہیں وہ بلا کم و کاست طلبہ کے علم میں لے آئے۔

۱۷۔ مدرس کو چاہیے کہ وہ اختلافی مسائل میں نہ الجھے خصوصاً عقائد اور فقہ کی فرقہ وارانہ جزئیات میں ہرگز نہ پڑے، اور نہ کسی مکتب فکر پر تنقید کرے۔

۱۸۔ مدرس/منتظم پہلے دن ہی طلبہ پر واضح کر دے کہ یہ پروگرام ترجمے کے ساتھ پورا قرآن حکیم پڑھنے کا ہے جس میں سال ڈیڑھ لگ جائے گا۔

۱۹۔ ابتداء میں روزانہ پندرہ بیس منٹ سے زیادہ طلبہ کا وقت نہ لیا جائے اور ہمارا تجربہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ وقت لگتا بھی نہیں۔

۲۰۔ ترجمۂ قرآن پڑھانے کے پہلے چھ ماہ میں ترجمہ قرآن حکیم کے علاوہ اور کوئی چیز نہ پڑھائی جائے۔

۲۱۔ اس کے بعد غیر محسوس انداز میں طلبہ سے بات کر کے ان سے دس پندرہ منٹ مزید لیے جائیں اور انہیں نماز کا ترجمہ سکھایا جائے، منصوص اور مسنون دعائیں اور اذکار زبانی یاد کروائے جائیں اور ان پر عمل کروایا جائے۔ اس کے بعد ریاض الصالحین میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے ایک آدھ حدیث کا ترجمہ سنایا جائے خصوصاً وہ جو تزکیۂ نفس سے متعلق ہو اور اس پر عمل کی ترغیب دی جائے۔

۲۲۔ فہم قرآن کے اس عمومی پروگرام کے علاوہ جو لوگ ناظرہ قرآن پڑھنا چاہیں یا مخارج کی تصحیح کروانا چاہیں یا کچھ قرآن یاد کرنا چاہیں ان کو استاد الگ وقت دے بلکہ استاد کو چاہیے کہ طلبہ کو ان کاموں کی طرف رغبت دلائے۔

۲۳۔ چھ آٹھ ماہ بعد جب طلبہ استاد سے مانوس ہو جائیں، ترجمہ بآسانی کرنے لگیں تو استاد طلبہ میں شوق پیدا کرے کہ وہ کچھ عربی گرامر سیکھ لیں اور پھر تھوڑی تھوڑی کر کے انہیں عربی صرف ونحو کی بنیادی چیزیں پڑھا دے۔

۲۴۔ قرآن مرکز کے معلم یا منتظم کا کوئی دینی یا سیاسی مسلک ہو سکتا ہے لیکن اسے چاہیے کہ قرآن مرکز کو اپنے دینی یا سیاسی مسلک کو پھیلانے کا ذریعہ نہ بنائے بلکہ اسے ہر طبقۂ خیال کے لیے ایک مشترکہ پلیٹ فارم بنائے تاکہ سب لوگ بلا جھجک اس مرکز سے استفادہ کر سکیں اور یہ مرکز کسی ایک خاص دینی یا سیاسی مسلک والوں کا مرکز بن کر نہ رہ جائے۔

۲۵۔ جب ترجمۂ قرآن ختم ہو جائے تو طلبہ سے دو عہد لیے جائیں ایک یہ کہ جس طرح قرآن حکیم کا ترجمہ انہوں نے پڑھا ہے وہ آگے دوسروں کو پڑھائیں گے۔ دوسرے یہ کہ وہ اپنے تزکیۂ نفس کی کوشش کرتے رہیں گے خصوصاً اس تربیت گاہ سے فائدہ اٹھائیں گے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

اس طرح کے قرآن مراکز ہر شہر، قصبے، گاؤں بلکہ ہر محلے اور ہر گلی میں کھلنے چاہئیں۔ ہر مسجد، مدرسے، سکول، کالج، دفتر، فیکٹری، کارخانے میں کھلنے چاہئیں۔ پھر ترجمۂ قرآن سیکھنے والا ہر طالب علم اگر تکمیل تعلیم کے بعد ایک قرآن مرکز قائم کر کے دوسروں کو ترجمۂ قرآن سکھانا شروع کر دے تو ان شاء اللہ چند سالوں میں ہمارا معاشرہ قرآن کے نور سے بھر جائے گا۔ ہمیں یقین ہے کہ اس سے عقائد بھی درست ہو جائیں گے اور لوگوں کی عملی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زندگی میں بھی تبدیلی آئے گی۔ وہ بہتر انسان اور اچھے مسلمان بننے میں لگ جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اگر قرآن کو سمجھنے کی ضرورت کا احساس عام ہو جائے تو اس پروگرام کا چلنا مشکل نہیں۔ ہر مسجد اور دینی مدرسے میں یہ کام آسانی سے ہو سکتا ہے۔ ہر پرائیویٹ سکول اور کالج میں اس کو شروع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں کہ شام کو اکثر یہ ادارے فارغ اور خالی پڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہر آدمی اپنا ڈرائنگ روم یا بیٹھک شام کے وقت آدھ پون گھنٹے کے لیے تو فارغ کر ہی سکتا ہے۔

## قرآن کی فاصلاتی تعلیم

قرآن حکیم کی تعلیم کا ایک ذریعہ فاصلاتی تعلیم بھی ہے۔ فاصلاتی تعلیم سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ اپنی کسی مجبوری کی وجہ سے قرآن مرکز یا کسی دوسرے ادارے میں جا کر قرآن حکیم کا ترجمہ نہیں سیکھ سکتے، ان کو گھر بیٹھے خط و کتابت کے ذریعے ترجمۂ قرآن سکھایا جائے۔ حافظ نذر احمد صاحب، ڈاکٹر اسرار احمد صاحب اور بعض دوسرے افراد نے اس سلسلے میں کئی تجربے کیے ہیں۔

فاصلاتی تعلیم میں لفظی ترجمۂ قرآن کا ایک پارہ بھیج کر بعد میں اس کا امتحان بھی بذریعہ ڈاک لیا جاتا ہے۔ سارا قرآن مکمل کرنے پر شخصی امتحان بھی لیا جانا چاہیے۔ اور طلبہ کو سند بھی جاری کرنی چاہیے۔ حوصلہ افزائی کے لیے ہونہار طلبہ و طالبات کو انعامات بھی دیئے جانے چاہئیں۔ قرآن حکیم کے ترجمے کے علاوہ اس طرح قرآنی عربی کے بنیادی اسباق اور فہم دین کے کورسز بھی کروائے جا سکتے ہیں اور اسی طرح کے کورسز اردو کے علاوہ انگریزی اور دوسری مقامی زبانوں میں بھی تیار کروائے جا سکتے ہیں۔ اگر ان کورسز کے آڈیو اور ویڈیو کیسٹ تیار کر لیے جائیں بلکہ ان کو انٹرنیٹ اور ای میل پر بھی لے آیا جائے تو یہ کام زیادہ موثر طریقے سے کیا جا سکتا ہے۔ بعض دینی اداروں (جیسے جامعہ اشرفیہ لاہور) نے اس کام کی ابتداء بھی کر دی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



## تربیت گاہ

قرآن حکیم کی تعلیم کے ساتھ بالغوں کے لیے تربیت وتزکیے کا پرگرام بھی ضروری ہے جس کے لیے ابتداء ایک ماڈل تربیت گاہ کا قیام ناگزیر ہے۔ اس تربیت گاہ کے خدوخال اور طریق کار یہ ہونا چاہیے:

۱۔ طالبان تزکیہ یہاں آ کر کچھ دن (مثلاً ہفتہ عشرہ) رہیں تا کہ وہ اپنے روزمرہ کے ماحول سے کٹ کر یہاں یکسوئی سے محاسبۂ نفس کر سکیں اور نفس کے تزکیے کا طریقہ سیکھیں تا کہ واپس جا کر وہ اس پر عمل جاری رکھ سکیں۔

۲۔ تربیت گاہ میں ایک مربی ہوگا جو اصلاح وتزکیۂ نفس میں طالبان تزکیہ کی مدد کرے گا۔

۳۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس تربیت گاہ میں تصوف کی مروجہ رسوم و بدعات سے کلی پرہیز کیا جائے گا اور اس کا سارا نظام خالصتاً قرآن وسنت پر مبنی ہوگا۔

۴۔ ذکر وفکر اور صحبت کے علاوہ تربیت گاہ میں تعلیم بھی تربیت کا حصہ ہوگی جیسے قرآنی و مسنون ادعیہ واذکار یاد کرنا اور ان پر عمل کرنا، قرآن کا ترجمہ اور اس کے بعض حصے یاد کرنا یا منتخب احادیث کا مطالعہ کرنا وغیرہ۔

۵۔ تربیت گاہ میں طالبان تزکیہ کے لیے رہائش اور کھانے کا انتظام ہوگا تا کہ وہ اپنے اصل مقصد کی طرف توجہ دے سکیں۔

اگر مناسب مربی اور دوسری سہولتیں میسر آ سکیں تو قرآن مراکز کی طرح اس طرح کی تربیت گاہوں کا بھی پورے ملک میں جال بچھ جانا چاہیے تا کہ ہر شہر اور قصبے میں لوگوں کو تربیت اور تزکیے کے لیے موزوں ماحول مل سکے۔

تعلیم وتربیت کے مندرجہ بالا دو پروگرام بالغوں یعنی ان لوگوں کے لئے ہیں جو اپنی رسمی تعلیم مکمل کر چکے ہوں، بال بچے دار اور کسب معاش میں مصروف ہوں۔ ان پروگراموں کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسے لوگ قرآن مراکز میں شام کے وقت پندرہ بیس منٹ روزانہ دے کر قرآن حکیم کی تعلیم حاصل کریں اور پھر سال میں ایک دو دفعہ تزکیے کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مذکورہ تربیت گاہ میں آئیں اور اس طرح فوز وفلاح کا قرآنی اور نبوی نسخہ ان کے ہاتھ آجائے اور وہ اپنی دنیا اور عاقبت سنوار سکیں۔

## نسلِ نو کے لیے پروگرام

اب آیئے پروگرام کے اگلے حصے کی طرف جس کا تعلق نسل نو یعنی ہمارے بچے بچیوں کی تعلیم وتربیت سے ہے۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف توجہ دینا اس لیے بہت اہم ہے کہ یہی وہ عمر ہے جس میں شخصیت کی بنیادیں رکھی جاتی ہیں۔ بالغوں کی سوچ اور ان کے عادات واطوار کو بدلنا مشکل ہوتا ہے جب کہ بچے نرم لوہے کی مانند ہوتے ہیں جنہیں جدھر چاہے موڑا جاسکتا ہے اور سفید سلیٹ کی مانند ہوتے ہیں کہ ان پر جو چاہے لکھا جاسکتا ہے (اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر والدین اس کو یہودی یا عیسائی بنادیتے ہیں)۔ اس سلسلے میں ابتداء ہی میں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ ہمارا موجودہ نظام تعلیم انتہائی ناقص ہے اور اس قابل ہے کہ اسے اٹھا کر بحر ہند میں پھینک دیا جائے۔ اس کی چند بڑی بڑی خرابیاں درج ذیل ہیں:

## موجودہ نظام تعلیم کی خرابیاں

۱۔ یہ دو حصوں میں منقسم ہے: جدید تعلیم اور دینی تعلیم۔ جدید تعلیم مسٹر پیدا کرتی ہے اور دینی تعلیم مولوی۔ جدید تعلیم میں دین کی ضروری معلومات اور تربیت موجود نہیں اور دینی تعلیم میں عصری تقاضوں کا لحاظ نہیں رکھا جاتا جبکہ اسلام میں اس دوئی اور سیکولرازم کی کوئی گنجائش نہیں۔ نظام تعلیم کی یہ تقسیم بدقسمتی سے دین ودنیا میں تفریق کی اس غیر اسلامی تقسیم کو مزید گہرا کررہی ہے جو اسلامی تاریخ کی ابتداء ہی سے مسلم معاشرے میں قائم ہوگئی تھی۔ آج ضرورت اس کو توڑنے کی ہے نہ کہ اس کو قائم رکھنے اور مضبوط کرنے کی۔

۲۔ جدید تعلیم جو ہمارے بچے حاصل کررہے ہیں وہ انہیں دین کی ضروری معلومات بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نہیں دیتی چہ جائیکہ یہ انہیں دینی اصولوں پر یقین محکم، اس کے اصولوں کو قابل عمل اوراس کی تہذیبی روایات پر فخر کرنا اور اسے دنیا میں غالب کرنا سکھائے۔

۳۔ ہماری جدید تعلیم کا سارا فکری سانچہ مغربی فکر و تہذیب کا بھونڈا چربہ ہے لہٰذا یہ مغرب سے مرعوبیت ہی نہیں سکھاتی بلکہ اس کا ذہنی غلام بھی بناتی ہے۔ دوسری طرف اسلامی اصولوں کا جماؤ بھی موجود نہیں لہٰذا نوجوان عموماً ژولیدہ فکری کا شکار ہو جاتے ہیں اور ان کی شخصیت منتشر ہو جاتی ہے۔ نتیجتاً وہ تخلیقی قوتوں اور عزم عمل سے محروم ہو جاتے ہیں۔

۴۔ ہمارا نظامِ تعلیم نہ صرف نظریاتی سمت سے محروم ہے، جیسا کہ ابھی ذکر ہوا، بلکہ اس میں اسلامی نقطۂ نظر سے تربیت و تزکیے کا کوئی تصور موجود نہیں لہٰذا موزوں رخ میں تعمیر سیرت و کردار کا کام یہاں ہو ہی نہیں پاتا جو تعلیمی نظام کا اصل حاصل اور مقصود ہے۔

۵۔ دین کی تخصصی تعلیم بھی انتہائی ناقص ہے۔ اس میں قرآن حکیم پر تزکیر نہیں، سنت کا مطالعہ نہایت سطحی ہے۔ عقائد اور فقہ کی تعلیم مسلک پرستی کی بنیاد پر دی جاتی ہے جس کے نتیجے میں فرقہ واریت کا عفریت سدا جوان رہتا ہے۔ مغربی تہذیب کے چیلنج کو سامنے رکھنے، جو بلاشبہ اس وقت امت مسلمہ کا سب سے بڑا علمی اور عملی مسئلہ ہے، اور عصری تقاضوں کا لحاظ کرنے کا ہمارے دینی نظام تعلیم میں کوئی تصور ہی نہیں۔ تربیت کا پہلو یہاں بھی کمزور ہے۔

۶۔ مندرجہ بالا امور کا شاخسانہ یہ ہے کہ عدم یکسوئی کی وجہ سے طالب علم خواہ وہ کسی شعبے میں جائے، مہارت، تفوق اور حصولِ کمال (Excellence) اس کا ہدف ہی نہیں بنتے۔ پھر رہی سہی کسر انتظامی خرابیوں نے نکال دی ہے۔ لوگ بدعنوانیوں سے امتحان پاس کر کے ڈگری لے لیتے ہیں لہٰذا زندگی کا کوئی بڑا مقصد ہمارے طلبہ کے سامنے آتا ہی نہیں۔ بس کسی نہ کسی طرح روٹی کمانے کے قابل ہونا ہی ان کا سب

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سے بڑا ہدف اور مسئلہ ہوتا ہے۔

۷۔ اس نظام تعلیم میں ایسی تخلیقی تحقیق کو کوئی اہمیت حاصل نہیں جس کی بنیاد ہماری تہذیب اور نظریے پر ہو بلکہ مغربی افکار و معلومات کی جگالی کرتے رہنا ہی علم کی معراج سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ہمارے اسلاف اپنے نظام تعلیم و تربیت کی وجہ سے تحقیق، تسخیر کائنات اور سائنس و ٹیکنالوجی میں بھی اپنے زمانے میں سب سے آگے تھے۔

## مطلوبہ تعلیمی منہج

ان خرابیوں کے برعکس ہمیں ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو:

۱۔ ہمارے بچوں میں اسلامی اصولوں اور تعلیمات پر گہرا یقین پیدا کرے:

۔ تاکہ ان کی شخصیت انہی اصولوں کے مطابق بنے۔

۔ تاکہ وہ جان جائیں کہ اسلامی تعلیمات آج بھی قابل عمل ہیں۔

۔ تاکہ وہ اپنی فکری اور تہذیبی روایات پر فخر کر سکیں۔

۔ تاکہ اسے غالب کرنے کی جدوجہد ان کا خواب بن جائے۔

۲۔ ہمیں ایسی تعلیم کی ضرورت ہے جو مغربی تہذیب کا حقیقی اور مکروہ چہرہ ہمیں دکھا سکے تاکہ ہمارے بچے اس سے مرعوب ہونے کی بجائے علمی اور سائنسی انداز میں دلیل و برہان سے اسے رد کر سکیں۔

۳۔ جس میں علم برائے علم نہ ہو بلکہ علم برائے تربیت و تزکیہ ہو۔ جس میں تزکیے کے اسلامی اصولوں پر اس طرح عمل ہو کہ اللہ و رسول ﷺ کے احکام پر عمل کرنا سہل ہو جائے اور ترک معصیت اور حصول درجۂ احسان ان کے لیے ہدف بن جائے۔

۴۔ جہاں ہر شعبے میں مسابقت کا رجحان غالب ہو اور تفوق، برتری اور حصول کمال (Excellence) ہر آدمی کا شعار اور ماٹو ہو۔

۵۔ جہاں زندگی کا اعلیٰ نصب العین طلبہ کے پیش نظر ہو (مغرب کی مادہ پرست تہذیب کی پیروی میں) محض کھانا پینا اور جانوروں کی طرح زندگی گزار دینا ہی ان کا حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



زندگی نہ ہو۔

۶۔ جہاں دوئی اور ثنویت نہ ہو، مسٹر اور مولوی کا فرق نہ ہو، دین داری اور دنیا داری میں تنازعہ نہ ہو بلکہ ایک اسلامی شخصیت ہو اور اس کے اندر مختلف تخصصات ہوں۔

۷۔ جہاں طریق تدریس شروع ہی سے استقرائی ہو جس میں مشاہدہ و تجربہ اور سوال و تجسس کو اہمیت حاصل ہو اور اعلیٰ سطح پر تخلیقی تحقیق کی حوصلہ افزائی ہو، خواہ سماجی علوم ہوں یا سائنس و ٹیکنالوجی کے مضامین۔

سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پاکستان کو ایسی تعلیم سے دلچسپی ہے جس کی چند بنیادی خصوصیات کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے؟ کوئی صاحب ہوش اس کا جواب ہاں میں نہیں دے سکتا! تو کیا پھر ہمارے ہاں پرائیویٹ سیکٹر میں کوئی تنظیم اور ادارہ ایسا ہے جو اس نقطۂ نظر سے نظام تعلیم میں اصلاح کے لیے ٹھوس اور سنجیدہ کام کر رہا ہو۔ ہمارے علم کی حد تک اس کا جواب بھی نفی میں ہے...... گو بعض نعروں اور بعض جزوی اور نیم دلانہ کوششوں کا سراغ لگ جائے۔

ہمارے نزدیک بچوں کی صحیح اسلامی تعلیم و تربیت کا مسئلہ انتہائی بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے بغیر نہ تو ایسے افراد تیار کیے جا سکتے ہیں جو صاحب کردار ہوں اور جنہیں آخرت کی فکر ہو اور نہ معاشرے میں دینی و اخلاقی اصلاح کا مؤثر کام کیا جا سکتا ہے اور نہ اسلامی نقطۂ نظر سے ملک کی سیاست، معاشرت، معیشت اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں کوئی بڑی اور ٹھوس تبدیلی لائی جا سکتی ہے۔ ظاہر ہے معاشرہ افراد سے بنتا ہے اور فرد ہی معاشرے کی بنیادی اکائی ہے لہٰذا جب تک فرد کی اسلامی تعلیم و تربیت کا انتظام نہ ہوگا اور اس میں تبدیلی لانے کا کام نہ ہوگا، معاشرے میں اجتماعی سطح پر کوئی اسلامی تبدیلی کیسے آ سکتی ہے؟

سوال یہ ہے کہ اس صورت حال کا کوئی حل بھی ہے؟ ظاہر ہے کہ نظام تعلیم کو بدلنا تو حکومت ہی کا کام ہے جس کو توجہ دلاتے رہنا چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داری پوری کرے۔ تاہم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اگر وہ ایسا نہ کرے، جیسا کہ پچھلے پچاس سالوں میں کسی حکومت نے یہ کام نہیں کیا، تو کیا ہم خاموش ہو کر بیٹھ رہیں؟ ہماری تاریخی تعلیمی روایت یہ ہے کہ ہمارے نظام تعلیم کو ہمیشہ پرائیویٹ سیکٹر نے چلایا ہے۔ اسلام کی ابتدائی صدیوں میں بھی اور خود برصغیر کی ماضیٔ قریب کی تاریخ میں بھی، جس کی مثال علی گڑھ، دیوبند، ندوہ اور انجمن حمایت اسلام وغیرہ کی صورت میں موجود ہے، تو آج کیوں یہ کام ہمارا معاشرہ حکومتی مدد کے بغیر پرائیویٹ سیکٹر میں نہیں کر سکتا؟ جب کہ آج معاصر دنیا میں بھی ہر کہیں رجحان پرائیویٹائزیشن کا ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ جو لوگ تعلیم و تزکیے کے اسلامی تصور پر ٹھوس کام کرنا چاہتے ہیں، وہ مجتمع ہوں اور مل کر تعلیمی شعبے میں کام کا آغاز کریں۔

اب سوال یہ ہے کہ تعلیمی شعبے میں کیا کام کیا جائے؟ تحریک اصلاح تعلیم کے نزدیک کرنے کے کام دو ہیں: ایک نئے ماڈل تعلیمی اداروں کا قیام اور دوسرے موجودہ تعلیمی اداروں کی اصلاح۔ تحریک کے پاس ان دونوں کاموں کا تفصیلی بلیو پرنٹ موجود ہے۔ تاہم یہاں تفصیلات سے قطع نظر کرتے ہوئے بعض بنیادی باتیں عرض کی جاتی ہیں:

## جدید تعلیم کے ایک ماڈل ادارے کا قیام

۱۔ آغاز میں بہت سارے ادارے قائم کرنے کی بجائے ایک ماڈل تعلیمی و تربیتی ادارہ قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔ جب یہ ماڈل ادارہ قائم ہو جائے گا اور نتائج پیدا کر کے دکھا دے گا تو توقع ہے کہ لوگ خود بخود اس کی پیروی کرنا شروع کر دیں گے (اور اس کے لیے شعوری کوششیں بھی کی جا سکتی ہیں) لیکن کرنے کا اولین کام یہی ہے کہ مطلوبہ صفات کا حامل ایک ماڈل تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے۔

۲۔ اس تعلیمی ادارے میں ہمہ جہتی تعلیمی تبدیلی پیش نظر ہونی چاہیے۔ تعلیمی نظام کے چار اجزاء ہوتے ہیں: (۱) تعلیمی ادارے کی انتظامیہ (۲) اساتذہ (۳) نصاب؛ اور (۴) تعلیمی ادارے کا ماحول۔ ماڈل تعلیمی ادارہ قائم کرنے کا پہلا تقاضا یہ ہے کہ ایسے لوگ مجتمع ہوں جو مذکورۃ الصدر اہداف کے لیے یکسو ہوں اور اس کے لیے مالی وسائل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



جمع کریں۔ پھر وہ مناسب اساتذہ تلاش اور تیار کریں اور موزوں نصاب اور نصابی کتب بنوائیں اور ادارے کے ماحول کو بھی اسلامی تعلیم و تربیت کے لیے مطلوب رنگ دیں۔

۳۔ آغاز میں یہ تعلیمی ادارہ کس سطح کا ہو؟ وسائل کے لحاظ سے ترتیب کو آگے پیچھے کیا جا سکتا ہے لیکن ہدف یہی ہونا چاہیے کہ یہ ماڈل تعلیمی ادارہ پرائمری سے لے کر یونیورسٹی تک ہر سطح کی تعلیم کا انتظام کرے۔

۴۔ ابتدائی مرحلے میں زیادہ زور زبانوں کی تحصیل پر ہو کیونکہ زبان ہی وہ سواری ہے جس پر طالب علم سوار ہو کر علم کے میدان میں اتر سکتا ہے۔ زبانوں کی تدریس کی ابتداء اردو سے ہونی چاہیے (تاہم مخارج کی تعلیم کے لیے استاد ایسا ہونا چاہیے جس کے اپنے مخارج درست ہوں۔ بصورت دیگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عربی کے استاد سے عربی کا قاعدہ پہلے پڑھوا دیا جائے)۔ دو تین سال بعد عربی بحیثیت زبان کم کمیت کے ساتھ شروع کروا دی جائے اور اسے قرآن حکیم سے مربوط رکھا جائے۔ مزید دو تین سال بعد جب اردو کا اثر مستحکم ہو جائے تو پھر اسے انگریزی پڑھانی شروع کر دی جائے۔ زبانوں کی تدریس سائنسی انداز میں ہونی چاہیے۔ لینگویج لیب استعمال کی جائے اور سمعی و بصری ذرائع استعمال کیے جائیں۔ کوشش کرنی چاہیے کہ اساتذہ اہل زبان ہوں یا کم از کم انہیں زبان پر عبور حاصل ہو۔ (کم از کم متعلقہ زبان میں ایم اے مع طریق تدریس میں سند کے۔) زبانوں کی تدریس مرحلہ متوسطہ میں بھی کم کمیت کے ساتھ جاری رہے گی تاکہ متعلقہ زبانوں میں اعلیٰ ترین مہارت طلبہ کو حاصل ہو جائے اور وہ آسانی سے یہ زبانیں لکھنے پڑھنے اور بولنے لگ جائیں۔ اس غرض کے لیے طریق مباشر اور طریق قواعد کو جمع کرنا چاہیے اور طلبہ کی تقریری و تحریری صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے بزم ہائے ادب اور مجلات کا موثر نظام ہونا چاہیے جس کے ہفتہ وار، ماہانہ اور سالانہ پروگرام باقاعدگی سے ہونے چاہئیں اور ہونہار طلبہ کو حوصلہ افزائی کے انعامات دیئے جانے چاہئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ بنیادی دینی معلومات، جو ہر مسلمان کے لیے ضروری ہیں، سب طالب علموں کو مہیا کی جائیں اور ہر سطح پر وہ طلبہ کی ذہنی سطح کے مطابق ہوں۔ دینی تعلیمات اس طرح پیش کی جائیں کہ طلبہ کا ایمان و یقین ان تعلیمات پر پختہ ہو جائے، ان کی حکمتیں ان پر واضح کی جائیں اور انہیں دلائل سے ان کی حقانیت کا قائل کیا جائے تاکہ ان کے دل و دماغ ان پر مطمئن ہو جائیں اور وہ ان کی تعمیر سیرت کا مسالہ بنیں۔

۶۔ قرآن و سنت ہر علم کا بنیادی ماخذ ہیں لہٰذا ہر علم کو انہی کی میزان میں تولا جائے اور سارے علوم کو انہی کی روشنی میں مدون کیا جائے۔ اس وقت دنیا بھر کے علوم مغربی فکر کی روشنی میں مدون کیے گئے ہیں، مغربی فکر و تہذیب کی اس برتری کو رد کر کے سارے علوم کو اسلامی فکر و تہذیب کی روشنی میں نئے سرے سے مدون کیا جائے۔

۷۔ تزکیۂ نفوس اور تعمیر سیرت اس سارے پروگرام کی جان ہونا چاہیے۔ ہر سطح پر تزکیے و تربیت کا ایک عملی پروگرام وضع کر کے اسے سختی سے نافذ کیا جائے۔ تزکیہ و تعمیر سیرت میں محض دینی تربیت ہی پیش نظر نہ ہو بلکہ بنیادی انسانی اوصاف اور فکری، انتظامی اور جسمانی صلاحیتوں کو بھی جلا دی جائے۔

۸۔ طلبہ کی ہر ممکن اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لیے یہ تعلیمی ادارہ یا تو اقامتی ہو یا کم از کم دن بھر کا تاکہ بچے ٹیوشن سنٹروں پر دھکے کھانے کی بجائے اپنی مادر علمی ہی سے مستفید ہوں۔

۹۔ مرحلہ متوسطہ میں سائنس اور آرٹس وغیرہ کے تخصصات کی ابتداء کر دی جائے جبکہ یونیورسٹی سطح پر تخصص کی اعلیٰ تعلیم کے لیے کم سے کم تین شعبے ہونے چاہئیں ایک اسلامی علوم کا، دوسرے سماجی علوم میں سے تربیت اساتذہ کا اور تیسرے سائنسی علوم میں سے کسی ایک مضمون مثلاً فزکس کا تاکہ اسلامی علوم، سماجی علوم اور سائنسی علوم تینوں کا ایک ماڈل تعلیمی ادارہ وجود میں آ جائے۔ ان تین شعبوں کی اہمیت کا ادراک بہت ضروری ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دینی قیادت کا کردار ہر مسلمان معاشرے میں بہت اہم ہوتا ہے۔ اور عام لوگوں کی اصلاح و بگاڑ میں ان کا ہاتھ ہوتا ہے اس لیے اس ماڈل تعلیمی ادارے میں ان کی موزوں تعلیم و تربیت پر بہت توجہ دی جانی چاہیے۔ اسلامی علوم میں رسوخ کے ساتھ طلبہ کو جدید علوم بھی پڑھائے جائیں خصوصاً مغربی فکر کا مطالعہ بھی کروایا جائے تا کہ وہ عصر حاضر کے چیلنج سے عہدہ برآ ہو سکیں اور جدید تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے اسلامی تعلیمات پیش کر سکیں۔

تربیت اساتذہ کا پروگرام اس لیے اہم ہے کہ بچوں کے بناؤ اور بگاڑ میں بڑا کردار استاد ہی کا ہوتا ہے۔ اگر ایک استاد کی صحیح تربیت کر دی جائے اور اسے صحیح علم و عمل سے مسلح کر دیا جائے تو وہ آنے والی ساری نئی نسل کے دل و دماغ کو مسخر کر سکتا ہے اور انہیں صاحب کردار بنا سکتا ہے۔

تیسرا تخصص سائنسی علوم کا ہو گا۔ تسخیر کائنات مسلمانوں کا فریضہ بھی ہے اور ویسے بھی ہمارا عہد چونکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کا عہد ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہم ایسے سائنس دان تیار کر کے دکھائیں جو اعلیٰ درجے کے سائنس دان ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے مسلمان بھی ہوں۔ ان کے پاس دین کا ضروری علم بھی ہو، ان کا اخلاق و کردار بھی ایک مثالی مسلمان کا سا ہو اور وہ مغربی فکر و تہذیب کے غلام بھی نہ ہوں۔

۱۰۔ تحقیق کو اہمیت دی جائے کیونکہ کوئی قوم تخلیقی تحقیق کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔ جب ہماری فکر و تہذیب عروج پر تھی تو تسخیر کائنات اور سائنس و ٹیکنالوجی میں بھی ہم ہی آگے تھے۔ اگر ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری فکر و تہذیب دوسروں سے برتر ہے اور اسے ہی غالب آنا چاہیے تو ضروری ہے کہ ہم تحقیق کی روش اختیار کریں کیونکہ تقلید اور جمود تو غلامی کے قعر مذلت ہی میں گرا سکتے ہیں۔

## ماڈل دینی مدرسے کی ضرورت

سطور بالا میں ہم نے ایک نئی طرز کے جدید تعلیم کے ماڈل تعلیمی ادارے کے خدوخال واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسلام اگرچہ نظام تعلیم کی وحدت کا قائل ہے کیونکہ اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



میں دین اور دنیا الگ الگ شعبے نہیں بلکہ دونوں مل کر ایک وحدت بنتے ہیں اور زندگی کے سارے شعبوں میں اللہ کی اطاعت مطلوب ہے۔ اس لیے مسلم نظام تعلیم میں کبھی یہ ثنویت نہیں رہی کہ دینی تعلیم کا الگ انتظام ہو اور دنیوی تعلیم کا الگ اور ان میں کوئی اختلاط و امتزاج نہ ہو۔ تاہم نظام تعلیم کے ایک ہوتے ہوئے بھی انتظامی سہولت اور تخصص تعلیم کے لیے کسی شعبۂ زندگی کے لیے کسی موزوں تعلیمی مرحلے پر الگ تعلیمی ادارے قائم کیے جا سکتے ہیں۔ لہٰذا ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک ہماری مجوزہ ماڈل یونیورسٹی وجود میں نہیں آتی اور وہ اپنی فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز میں نئے مطلوبہ طرز کی اسلامی تعلیم کا نظام قائم نہیں کرتی (اور اس میں کافی وقت لگ سکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ۔ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک ۔ لہٰذا ایک متبادل کے طور پر یہ سوچا جا سکتا ہے کہ دینی تعلیم میں آغاز کار کے لیے ایک ماڈل دینی مدرسہ بھی قائم کر دیا جائے۔ اس ماڈل دینی مدرسے کے اہم خصائص یہ ہوں گے۔

۱۔ اس کے نصاب میں مرکزی اہمیت قرآن وسنت کو حاصل ہوگی۔ قرآن حکیم کے موجودہ نصاب کو وسعت دی جائے گی اور تجوید وحفظ کے علاوہ مکمل ترجمۂ قرآن، قدیم وجدید مختلف الوان کی تفسیریں، علوم القرآن، دورۂ قرآن، درس قرآن کی مشق اور قرآن سے محبت اور اس کا ذوق پیدا کرنا شامل نصاب ہوگا۔ حدیث میں مطالعۂ سیرت کو اہمیت دی جائے گی اور صرف دورے پر انحصار کرنے کی بجائے حدیث کے تحقیقی مطالعے اور علوم الحدیث خصوصاً عصری ضرورت کے لحاظ سے حجیت حدیث کے پہلو کو اہمیت دی جائے گی۔

۲۔ اس میں موجودہ مسلک پرستی نہ ہوگی بلکہ طلبہ کو داخلہ بلا تفریق مسلک دیا جائے گا اور کسی خاص مسلک کے مطابق تدریس نہ ہوگی بلکہ عمومی اسلامی تعلیم ہوگی اور سب مسالک کا تقابلی مطالعہ کروایا جائے گا۔ اساتذہ کا انتخاب بھی بلا تفریق مسلک ہوگا۔

۳۔ فقہ واصول فقہ کا مطالعہ تقابلی اصولوں پر ہوگا جس میں ائمہ اربعہ کے علاوہ ظاہریہ اور شیعہ مسالک کا مطالعہ بھی کیا جائے گا بلکہ جدید مغربی قانون کا مطالعہ بھی شامل

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



نصاب ہوگا۔ عصر حاضر میں اجتہاد کا کردار اور اسلامی قوانین کا نفاذ نیز مسلم معاشرے میں مغربی تہذیب کی طرف سے پیدا کردہ تحدیات کا جواب بھی جزو نصاب ہوگا۔

۴۔ عربی زبان کی تعلیم اس طرح دی جائے گی کہ طلبہ میں عربی بولنے، لکھنے اور ترجمہ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔

۵۔ اس کے علاوہ بعض نئے مضامین کا اضافہ کیا جائے گا جیسے ۱۔ مطالعۂ امت (ماضی اور حال کی مسلم دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ) ۲۔ اصول دعوت و تربیت ۳۔ تقابل ادیان ۴۔ اصول تحقیق ۵۔ اردو اور مطالعۂ پاکستان ۶۔ اسلام اور عصر حاضر ۷۔ مسلم فکر و تہذیب۔

۶۔ مغربی فکر و تہذیب کا تعارفی مطالعہ شامل نصاب کیا جائے گا۔ اس تعارفی مطالعے میں چار چیزیں شامل ہوں گی: ۱۔ انگریزی زبان ۲۔ مغربی فکر و تہذیب کا تعارف ۳۔ مغرب کے سماجی علوم (معاشیات، سیاسیات، تعلیم، قانون، فلسفہ...... وغیرہ) اور سائنسی علوم (کیمیا، طبعیات، حیاتیات، فلکیات ...... وغیرہ) کا تعارفی مطالعہ ۴۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی کا تعارف اور کمپیوٹر کا استعمال۔

۷۔ تربیت یعنی تعمیر سیرت و کردار اس پروگرام کی جان ہوں گے۔

۸۔ تحقیق اور حصول کمال (احسان یا Excellece) اس تعلیم کا طرۂ امتیاز ہوں گے۔ ایم اے کے بعد ایم فل اور پی ایچ ڈی کا انتظام ہوگا۔

۹۔ اس تعلیم کا مقصد صرف مسجد کے امام و خطیب اور دینی مدارس کے اساتذہ پیدا کرنا نہ ہوگا بلکہ ایسے افراد تیار کرنا ہوگا جو جدید تعلیم کے اداروں میں بھی تدریس کا فریضہ انجام دے سکیں بلکہ زندگی کے سارے شعبوں مین کامیابی سے کام کر سکیں۔

مندرجہ بالائی طرز کا جدید تعلیم کا ادارہ اور ماڈل دینی مدرسہ جب ایک دفعہ وجود میں آ جائے گا اور نتائج پیدا کر کے دکھا دے گا تو توقع ہے لوگ خود بخود اس کی نقل کرنا شروع کر دیں گے۔ وہ مینارۂ نور ہوگا، وہ انقلابی اور رجحان ساز ہوگا، لوگ رہنمائی کے لیے اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



طرف دیکھیں گے اور جس طرح علی گڑھ کی نقل ہوئی، جس طرح دیو بند کی طرز کے تعلیمی ادارے برصغیر کے طول وعرض میں بنے، اسی طرح، انشاء اللہ، اس ادارے کے نظام کی بھی پیروی کی جائے گا۔ لہٰذا پہلے مرحلے میں ضرورت اس چیز کی ہے کہ اخلاص اور محنت کے ساتھ مجوزہ تعلیمی ادارہ بنا کر اور چلا کر دکھا دیا جائے۔ دوسرے مرحلے میں کوشش کی جائے گی کہ اس طرح کے ماڈل تعلیمی اداروں کا ملک بھر میں جال پھیلا دیا جائے تاکہ یہ بھی اپنے اثرات پیدا کریں اور دوسرے روایتی ادارے بھی ان کی طرز اپنانے پر مجبور ہو جائیں۔

## موجودہ تعلیمی اداروں کی اصلاح کا پروگرام

جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا، ہمارے نظام تعلیم کو قرآن کی تعلیم اور تزکیے کے اصولوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے ایک نئے تعلیمی ماڈل کی ضرورت ہے اور ایک نئی طرز کا سکول، کالج، یونیورسٹی اور دینی مدرسہ قائم کرنے کی ضرورت ہے، تاہم اس کے ساتھ ساتھ موجودہ تعلیمی اداروں کی اصلاح کرنے کی تگ و دو بھی جاری رہنی چاہیے۔ یہ ادارے اگرچہ مغربی اصول تعلیم کے تحت (یا مدرسوں کی صورت میں جامد مذہبی تعلیم کے مطابق) کام کر رہے ہیں لیکن ان کے چلانے والے بہر حال مسلمان ہیں اور ان میں کئی دیندار اور خوف خدا رکھنے والے بھی ہوں گے، لہٰذا اگر ان کو سمجھایا جائے کہ صحیح اسلامی تقاضوں کے مطابق خود کو بدلیں تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان میں سے بعض کو تبدیلی کی توفیق دے دیں۔ اس اصلاحی سرگرمی کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جا سکتے ہیں:

۱۔ ایک ماہانہ مجلّے کا اجراء جو ان اداروں تک پہنچے اور انہیں اصلاح پر مائل کرے۔

۲۔ ان اداروں کے مالکان، منتظمین اور اساتذہ کی تربیت کے پروگرام۔

۳۔ ان اداروں کی مشکلات حل کرنے میں ان کی مدد کرنا۔

۴۔ ان کے سوچنے سمجھنے والے عناصر کو ورکشاپس اور سیمینارز وغیرہ میں مدعو کرنا اور ان کے ساتھ تبادلہ خیال اور ڈائیلاگ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



۵۔ ان اداروں کو بہتر نصابی کتب مہیا کرنا

۶۔ ان کے ذمہ داران کے ساتھ انفرادی ملاقاتیں

## تحریکِ اصلاحِ تعلیم

تحریکِ اصلاح تعلیم اپنے انتہائی محدود وسائل کے ساتھ پچھلے کئی برسوں سے مندرجہ بالا سوچ عوام وخواص تک پہنچانے کی کوششیں کر رہی ہے۔ اس وقت تک اس نے مندرجہ ذیل کام کیے ہیں:

۱۔ جدید تعلیم کے لیے پہلی سے بارہویں جماعت تک کے سارے مضامین کے نئے نصاب کی اسلامی تناظر میں تیاری۔ اس کے تحت بعض نصابی کتابیں بھی لکھی گئی ہیں۔

۲۔ دینی مدارس کے نظام تعلیم خصوصاً نصاب پر نظر ثانی اور متبادل نصاب کی تیاری۔

۳۔ دینی مدارس کے اساتذہ کی تربیت

۴۔ حلقہ ہائے تربیت (برائے بالغاں)

۵۔ حلقہ ہائے ترجمۂ قرآن ..... قرآن کے ترجمے اور تفہیم کے لیے

۶۔ ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد

۷۔ اشاعت لٹریچر (اخبارات وجرائد میں مضامین، بروشرز، رپورٹیں، کتب وغیرہ)

اس کے ساتھ ساتھ ماڈل تعلیمی ادارے قائم کرنے کی جدوجہد بھی جاری ہے۔

### دعوت جدوجہد

قارئین کرام! تعلیم القرآن اور تزکیہ بالقرآن کا یہ وہ پروگرام ہے جو تحریک اصلاح تعلیم کے نزدیک ہمارے سارے مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ اس پروگرام کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن حکیم کی بنیاد پر سب چھوٹوں بڑوں کی تعلیم وتزکیے کا انتظام کیا جائے۔ جوں جوں افراد سنورتے جائیں گے معاشرہ بھی سنورتا جائے گا اور جوں جوں سنورے ہوئے افراد زندگی کے مختلف شعبوں میں نفوذ کرتے جائیں گے وہاں کا نظام بھی ٹھیک ہوتا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلیم وتزکیے کے اس پروگرام کو معاشرے میں عملاً برپا کرنے کے لیے جدوجہد کی جائے۔ اٹھیئے خود کام کیجیے، انفرادی حیثیت سے یا کوئی ادارہ بنا کر، یا ہمارے ساتھ شامل ہو جایئے۔

## دینی تعلیم اور فرقہ واریت

آج کل حکومت اور دینی مدارس میں اختلافات کا ماحول ہے۔ حکومت فرقہ وارانہ بنیادوں پر قتل و غارت گری سے تنگ آ چکی ہے اور امن وامان کی بحالی کے لیے سخت اقدامات پر تلی ہوئی ہے۔ حکومتی حلقے یہ سمجھتے ہیں کہ بعض دینی مدارس فرقہ واریت کا گڑھ ہیں۔ یہ بیرونی ممالک سے مالی امداد لیتے ہیں اور اپنے متشدد پیروکاروں کو اسلحہ کی تربیت دیتے ہیں جو مخالفین کا جینا دوبھر کر دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں جہاں آڈٹ، بیرونی اور حکومتی امداد کی بندش وغیرہ جیسے معاملات پر عمل درآمد کی کوشش ہو رہی ہے وہیں دینی نصاب تعلیم پر بھی نظر ثانی کا ذکر ہوا ہے۔

دوسری طرف علماء دین ہیں جو ان حکومتی اقدامت کے خلاف احتجاج کر رہے ہیں اور دینی مدارس کے خلاف اقدامات کو موجودہ حکومت کی روایتی دین دشمنی اور امریکی ایجنڈے کی اندھی متابعت کا نام دے رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ دونوں فریقوں کے موقف میں جزوی سچائی موجود ہے لیکن جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے کہ آدمی جذبات میں آ کر اختلاف کو مخالفت برائے مخالفت کا روپ دے لیتا ہے اور اس طرح متوازن نقطۂ نظر کو کھو دیتا اور اپنے احتساب سے غافل ہو جاتا ہے۔

ہماری یہ پختہ رائے ہے کہ اہل سنت کے ایک گروپ اور اہل تشیع میں اس وقت جو قتل و غارت گری ہو رہی ہے اس میں مسلکی اختلافات سے زیادہ سیاسی عوامل کار فرما ہیں اور ان کا علاج بھی ضروری ہے اور وہ حکومت ہی کر سکتی ہے۔ پھر اس امر کا بھی غالب امکان ہے، جیسا کہ حکومت کہہ رہی ہے، کہ ہمارے دشمن ان اختلافات کو

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بہانہ بنا کر ہمارے اندر گھس آئے ہوں اور وہ معاشرے کے امن وسکون کو تہ وبالا کر رہے ہوں۔ لہٰذا ان امور سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم یہاں خالصتاً دینی نصاب تعلیم بلکہ اپنے دینی نظام تعلیم کا ایک جائزہ لینا چاہتے ہیں تاکہ اس کی خامیوں اور کمزوریوں کی نشان دہی کر کے ان کو دور کیا جا سکے تاکہ فرقہ واریت کا بھی خاتمہ ہو اور یہ نظام تعلیم ملک وملت کے لیے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہو سکے۔

کسی بھی دوسری انسانی کاوش کی طرح ہمارا دینی نظام تعلیم بھی بہت سی خوبیوں اور خامیوں کا مرقع ہے۔ اس کی خوبیاں گنوایئے تو بہت سی ہیں۔ یہ بات کیا معجزے سے کم ہے کہ اتنا بڑا نظام تعلیم جس نے تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ مسجدیں ملک کے طول وعرض میں آباد کر رکھی ہیں۔ چھوٹے بڑے کئی ہزار مدارس ملک بھر میں قائم ہیں جن میں کئی لاکھ طالب علم تعلیم حاصل کرتے ہیں اور کئی ہزار اساتذہ عمل تدریس میں مشغول ہیں۔ ان کے پانچ باقاعدہ بورڈ ہیں جو امتحان لیتے اور سندیں جاری کرتے ہیں اور اتنا بڑا انیٹ ورک بغیر کسی خاطر خواہ حکومتی مدد کے چل رہا ہے۔

پھر یہ سارے مدارس اقامتی ہیں لیکن نہ طلبہ سے کوئی فیس لینے کا تصور ہے نہ کھانے اور رہائش کے بل وصول کرنے کا۔ اس نظام تعلیم کی بنیاد اللہ کے کچھ نیک بندوں نے دین کی خدمت کی خاطر رکھی اور بھوکوں رہ کر اور فاقے کاٹ کر اسے پروان چڑھایا۔ ہم بحیثیت قوم ان علماء وصلحاء کے زیر احسان ہیں جنھوں نے اپنی ضروریات کو تج کر ملت اور قوم کے مفادات کی نگہبانی کی اور اسے آج بھی جاری رکھے ہوئے ہیں۔ اس مادی دور میں مادی سہولتوں کے بغیر اس نظام کو چلا لینا ہی اتنا بڑا کام ہے کہ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس وقت جتنی بھی مذہبی سرگرمیاں ہمارے معاشرے میں جاری ہیں ان کا منبع یہی دینی مدارس ہیں اور ان مساجد ومدارس کے لیے افراد اور دیگر دینی شعائر اور رسوم کو قائم اور جاری رکھنے کے لیے رجال کار یہی دینی نظام تعلیم مہیا کر رہا ہے لہٰذا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اتنی خوبیوں کا حامل اتنا بڑا نظام تعلیم اگر اپنے اندر کچھ خامیاں اور کمزوریاں بھی رکھتا ہے تو یہ بات نہ باعث تعجب ہونی چاہیے نہ باعثِ مذمت بلکہ یہ عین تقاضائے عقل ہے کہ ۔

گرتا ہے شہسوار ہی میدانِ جنگ میں
وہ طفل کیا گرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے

اپنے دینی نظامِ تعلیم کے تجزیے سے پہلے ہم یہ بات ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ اس تجزیے سے مطلوب نہ تنقید ہے نہ تنقیص بلکہ اس کا محرک اس نظام تعلیم سے محبت اور اس کو خوب سے خوب تر بنانے کی آرزو ہے تاکہ ایک مفید کام اور زیادہ مفید اور بہترین انداز میں ہو سکے ۔

لاگ ہو تو اس کو ہم سمجھیں لگاؤ
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکہ کھائیں کیا

جب ہم کسی بھی نظام تعلیم کی بات کرتے ہیں تو ابتدا یہاں سے ہوتی ہے کہ اس نظام تعلیم کے بنیادی اہداف کیا ہیں؟ اس کے بعد جتنی بھی پالیسیاں اور لائحہ عمل بنیں گے ان کا جائزہ انہی بنیادی اہداف کی روشنی میں لیا جائے گا کہ وہ ان بنیادی مقاصد کو کہاں تک پورا کرتی ہیں ۔ جہاں تک ہم سمجھتے ہیں انگریزوں کے ہندوستان کے نظام تعلیم کو بجبر بدلنے کے بعد علماء نے دینی مدارس کو جو رخ دیا اس کا بڑا مقصد دین کی حفاظت اور مدافعت تھا کہ چلو حکومت اور سلطنت نہ رہی، دین کی شان وشوکت نہ رہی ۔ قوم زوال پذیر ہو گئی لیکن کونوں کھدروں میں سمٹ کر ہی سہی، بہرحال دین کو بچانے کی کوشش تو کی جائے ۔ یہ کام ایک حد تک کامیابی سے ہوا اور اس وقت ہم اس کے حسن وقبح اور تفصیلات میں نہیں جائیں گے ۔ پاکستان بننے کے بعد اس دینی نظام تعلیم کے دو ہی ہدف ہو سکتے تھے ایک یہ کہ معاشرے میں دینی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے دینی علوم کے ماہرین تیار کیے جائیں اور دوسرے عام مسلمانوں کو دینی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیمات سے روشناس کرایا جائے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا تقسیم ملک کے بعد دینی علوم کی تدریس کا انتظام اس جدید نظام تعلیم کا حصہ نہیں ہونا چاہیے تھا جو مسلمانوں کو موجودہ زمانے میں کامیاب دنیوی زندگی گزارنے کے لیے ضروری ہیں؟ ہمارا موقف یہ ہے کہ اسلام میں تعلیم کی دوئی کا کوئی تصور موجود نہیں، نہ ہماری تاریخ اس کا اثبات کرتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلام میں دین و دنیا کی تقسیم کا کوئی تصور سرے سے موجود ہی نہیں ہے لیکن بدقسمتی سے مسلمانوں کا سیاسی نظام شروع ہی سے پٹری سے اتر گیا جس میں علماء و صلحاء مساجد و مدارس و خانقاہ کے ہو کر رہ گئے اور سیاسی حکمران طبقہ ریاست و حکومت کے لیے مختص ہو کر رہ گیا۔ برصغیر میں علماء نے جن حالات میں دینی مدارس قائم کیے انہوں نے اس تقسیم کو مزید گہرا کر دیا چنانچہ ان حالات میں خود علماء نے، بدقسمتی سے، نظام تعلیم کی اس دوئی کو قبول کر لیا (بلکہ بعض جدید ذہن کے لوگ تو تجاوز کرتے ہوئے یہاں تک کہتے ہیں کہ ہم خواہ مخواہ سیکولرزم کے لیے مغرب کو گالیاں دیتے ہیں، سیکولرزم کو تو خود ہمارے علماء نے دین و دنیا میں تفریق قبول کر کے پروان چڑھایا ہوا ہے) لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اس سلسلے میں علماء سے زیادہ ذمہ داری ہمارے ان حکمران طبقوں پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے نظام تعلیم کی اس ثنویت کو ختم کرنے کی آج تک کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی جب کہ اقتدار میں ہونے کی وجہ سے یہ ان کی بنیادی ذمہ داری تھی۔ علماء سے کہیے تو وہ صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو بڑی مشکل سے پہلا نظام ہی چلا رہے ہیں ہم جدید تعلیم کی ذمہ داری کیسے قبول کر لیں؟ ان کی اس بات میں بہت وزن ہے لیکن بات صرف مادی وسائل کی ہی نہیں ذہنی رویے کی بھی ہے اور اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ ہمارے علماء نے بھی بحیثیت مجموعی سابقہ دینی نظام تعلیم کی بقا اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کرنے کے طرز عمل ہی کا مظاہرہ کیا ہے (اس کے دوسرے اسباب بھی ہیں جن پر شائد گفتگو کا کوئی موقع بعد میں نکل آئے۔) اگرچہ استثناءات کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بعض دینی مدارس جدید تعلیم کا جزوی اہتمام بھی کر رہے ہیں اور جدید تعلیم والوں نے بھی کچھ اسلامی علوم کو تھوڑا بہت قبول کرنے کی کوشش کی ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ دونوں نظام ہائے تعلیم میں تقارب کی ان معمولی کوششوں کو اونٹ کے منہ میں زیرہ ہی قرار دیا جا سکتا ہے چنانچہ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ ہمارے ملک میں دینی اور دینوی دو متوازی نظام ہائے تعلیم بیک وقت چل رہے ہیں۔ اس کے نقصانات کا اندازہ صاحبانِ بصیرت ضرور لگا سکتے ہیں کہ اس نے سوسائٹی کو طبقوں میں بانٹ رکھا ہے، دین و دنیا کی غیر شرعی تقسیم کو مزید گہرا کیا ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اس نے امت مسلمہ پاکستان میں ایک متحد، متوازن، متحرک اور فعال اسلامی شخصیت کو پروان چڑھانے کے خواب کو چکنا چور کر دیا ہے اور اس وقت معاشرے میں جو انتشار، اضطراب، نفرت اور بدامنی ہے وہ اسی کا شاخسانہ ہے۔ تعلیمی ثنویت کا مسئلہ اتنا اہم، گھمبیر اور دوررس نقصانات کا حامل ہے کہ اس پر مضامین نہیں کتابیں لکھنے کی ضرورت ہے، اس پر سیمینار اور ورکشاپ کرنے کی ضرورت ہے۔ اس پر یونیورسٹیوں اور تحقیقی اداروں میں ریسرچ کی ضرورت ہے لیکن آیئے اس کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفا کرتے ہوئے آگے بڑھیں کہ تعلیمی ثنویت غلط سہی، غیر اسلامی سہی لیکن یہ بہر حال ایک حقیقت ہے۔ ہم چاہیں یا نہ چاہیں یہ عملاً موجود ہے اور دینی نظام تعلیم نے بھی اس کو بحیثیت مجموعی قبول کیا ہوا ہے۔

اگر ہم اپنے دینی نظام تعلیم کو ایک مکمل اور جامع نظام تعلیم سمجھنے کی بجائے محدود اہداف رکھنے والا ایک تخصص کا نظام بھی سمجھیں اور اس کے یہ دو اہداف سامنے رکھیں جو ہم نے اس مضمون کی ابتدا میں درج کیے ہیں یعنی دینی علوم کے ماہرین پیدا کرنا اور عام مسلمانوں کو دینی تعلیمات سے روشناس کرانا تو آیئے دیکھیں کہ ہمارے دینی نظام تعلیم نے ان دو مقاصد کو کس حد تک پورا کیا ہے؟

ہمارے دینی نظام تعلیم نے بلاشبہ ایسے رجال کار پیدا کیے ہیں جو ملک بھر میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پھیلی ہوئی مساجد اور مدارس کی ضروریات پوری کر رہے ہیں۔ ان ماہرین علوم اسلامی کی تعداد اور تعلیمی معیار کے بارے میں اگرچہ مصدقہ اعداد و شمار میسر نہیں ہیں تاہم جنرل ضیاء الحق کے زمانے میں جب نظام صلوٰۃ قائم کرنے کے لیے سروے کیا گیا تھا تو اس وقت جو اعداد و شمار سننے میں آئے تھے وہ یہ تھے کہ اس وقت ملک میں 80 ہزار کے قریب مساجد اور مدارس تھے جن کے ائمہ اور اساتذہ میں 20% اعلیٰ تعلیم یافتہ، 30% متوسط تعلیم یافتہ اور 50% برائے نام تعلیم یافتہ افراد کام کر رہے تھے۔ کیا یہ صورت حال قابل ستائش ہے؟ فیصلہ خود علماء کر لیں کہ ان کے دینی اداروں اور مساجد میں 50 فی صد لوگ غیر معیاری تعلیمی استعداد رکھتے ہیں تو اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟ پھر آگے چلیے! کیا ان اساتذہ کی پیشہ ورانہ تربیت کا کوئی انتظام موجود ہے کہ اسباق کیسے پڑھائے جائیں؟ اسباق کی تیاری کیسے کی جائے؟ کمزور طلبہ سے کیسے نمٹا جائے وغیرہ وغیرہ؟ کیا ملک میں دینی اساتذہ کی فنی تربیت کا کوئی ادارہ موجود ہے؟ کیا دورانِ ملازمت معلومات کی بہتری اور جدید وسائل تعلیم و تربیت سے روشناس کرنے کی خاطر ان کے لیے کسی ریفریشر کورس کا کوئی تصور کہیں موجود ہے؟ فنی تربیت سے قطع نظر کیا دینی مدارس میں طلبہ کی دینی اور اخلاقی تربیت کا مناسب نظام موجود ہے؟ پھر کیا اس پر کبھی سوچ بچار کی گئی ہے کہ ان مدارس سے جو لوگ فارغ التحصیل ہو کر نکلتے ہیں ان کا تعلیمی معیار کتنا اونچا یا نیچا جا رہا ہے؟ لوگوں کے اس اعتراض کو پرکھنے کی کیا کبھی کوئی غیر جانبدارانہ کوشش ٹھنڈے دل و دماغ سے کی گئی ہے کہ دینی مدارس سے فارغ التحصیل نوجوان فرقہ واریت کے علمبردار ہوتے ہیں؟ اور ہمارے دینی مدارس جن مالی مشکلات کا شکار ہیں اگر ہمیں اس کا احساس نہ ہوتا تو ہم یہ سوال بھی اٹھاتے کہ ان اساتذہ کی تنخواہوں اور دیگر مراعات کا کیا حال ہے؟ کیا ان کو اتنی تنخواہ ملتی ہے جو وقار اور سفید پوشی کی زندگی گزارنے کے لیے کافی ہو؟ کیا انہیں علاج معالجے کی سہولت حاصل ہے؟ کیا ان کے بچے تعلیم سے محروم تو نہیں رہ جاتے؟ لیکن ہم یہ سوال علماء سے کر کے خود

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اپنے آپ کو شرمندہ نہیں کرنا چاہتے۔ اگرچہ اساتذہ بھی ہماری طرح کے انسان ہیں اور ان کی بھی ضرورتیں ہیں اور انہیں بھی اسی دنیا اور اسی معاشرے میں رہنا ہے۔

دوسری بات یہ کہ ان ہزاروں اساتذہ اور ایک لاکھ سے زائد ائمہ مساجد کی محنت کا حاصل کیا ہے؟ آج بھی لوگوں کی اکثریت پاکستان میں ناظرہ قرآن مجید نہیں پڑھ سکتی اور قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھنے والوں کی تعداد تو ہمارے معاشرے میں برائے نام ہی ہے۔ کیا یہ صورت حال اطمینان بخش اور قابلِ فخر ہے؟ اس کا فیصلہ خود علماء کرام کرلیں۔

کسی بھی نظام تعلیم کے چار ارکان ہوتے ہیں: اساتذہ، نصاب، طالب علم اور درس گاہ۔ اساتذہ کے بارے میں کچھ گفتگو ہوچکی۔ اب نصاب تعلیم کو لیجیے جب ہم دینی نظام تعلیم کی بات کرتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ہمارے دینی نظام تعلیم میں بنیادی اہمیت قرآن مجید کو حاصل ہونی چاہیے۔ حدیث کے بارے میں ہمارے ہاں نصاب تعلیم گوارا ہے لیکن قرآن مجید جو ہمارے علوم کی اساس اور ہمارے دین کی بنیاد ہے اس کی یہ حالت ہے کہ ہمارے دینی نصاب میں اسے مرکزی مقام حاصل نہیں۔ درس نظامی کے طویل برسوں میں مکمل قرآن حکیم ترجمے اور تفسیر کے ساتھ نہیں پڑھایا جاتا۔ اس کے علوم بھی بھرپور توجہ حاصل نہیں کرپاتے۔ کیا یہ افسوس ناک نہیں کہ ایسے معاشرے میں جہاں دینی نظام تعلیم اتنی مستحکم بنیادوں پر قائم ہے وہاں قرآن حکیم کو سمجھ سکنے والے برائے نام ہیں؟ ہر مسجد میں ناظرہ قرآن حکیم پڑھانے کا انتظام ہے لیکن ناظرہ پڑھا کر طالب علم کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ آخر ترجمہ کیوں نہیں شروع کروایا جاتا؟ اس میں کیا رکاوٹ ہے؟ سوائے اس کے کہ اس طرف علماء کرام کی توجہ نہیں ہے۔ جب مسلمانوں کی اکثریت کو نہ تو قرآن پڑھنا آتا ہو اور نہ وہ اس کو سمجھ سکتے ہوں تو معاشرے میں صلاح اور خیر کا پہلو کہاں سے نمودار ہوگا؟ کیا علماء کرام اور ان کی جماعتوں نے کبھی ان مسائل پر غور کیا ہے اور وہ کبھی سر جوڑ کر بیٹھے ہیں کہ اس صورت حال کو بدلنے کے لیے منصوبہ بندی اور جدوجہد کی جائے۔ (نوائے وقت کو بھیجا گیا ۱۲۔۳۔۱۹۹۵ء)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فرقہ واریت کی ذمہ دار......اسٹیبلشمنٹ

اس میں کوئی شک نہیں کہ فرقہ واریت ہمارے دینی عناصر پھیلاتے ہیں لہٰذا ایک سطح بین آدمی یہی سمجھتا ہے کہ فرقہ واریت کی ذمہ دار ہماری دینی جماعتیں اور وہ دینی عناصر ہیں جو صرف اپنے مذہبی مسلک کو برحق سمجھتے ہیں بلکہ اسے عین دین قرار دیتے ہیں اور دوسرے فرقے کو گمراہ اور بعض اوقات کافر قرار دے کر قابل نفرت اور قابل گردن زنی قرار دیتے ہیں۔ لہٰذا جب بھی فرقہ وارانہ کشیدگی شدت اختیار کرتی ہے، بم اور گرنیڈ مسجدوں میں پھینکے جاتے ہیں، دو چار لاشے گرتے ہیں، زخمی ہسپتال پہنچائے جاتے ہیں، تو فرقہ واریت کی مذمت میں حکومتی عہدیداروں کے بیان آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ صوبوں کے وزراء اعلیٰ اور گورنر دینی گروہوں کے قائدین سے ملاقاتیں کرتے ہیں جو ٹی وی میں دکھائی جاتی ہیں، اخبارات میں بعض مضامین شائع ہوتے ہیں اور اخباری اداروں نے گفتگو اور اظہار رائے کے جو پلیٹ فارم بنا رکھے ہیں ان میں گفتگو ریکارڈ کر کے فرقہ واریت کی مذمت میں بعض اوقات خصوصی ضمیمے اور مضامین بھی شائع کر دیے جاتے ہیں۔ گفتگوؤں میں انہی دینی جماعتوں اور گروہوں کے نمائندوں اور لیڈروں کو بلایا جاتا ہے جو فرقہ واریت کا سبب ہیں۔ گویا شاعر کے الفاظ میں ؎

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

ان مجالس میں یہ علماء اتحاد کی برکات پر مرصع و مسجع گفتگو فرماتے ہیں اور واپس جا کر افتراق کے اسی 'کارِ خیر' میں مصروف ہو جاتے ہیں جو ان کا دن رات کا مشغلہ ہے اور جو درحقیقت ان کے نزدیک عین 'کارِ ثواب' ہے کیونکہ یہ ان کے دین (یعنی ان کے مذہب اور مسلک) کی سچائی کا عین تقاضا ہے کہ وہ اس دین حق کی سچائی کا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

بول بالا کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ دن رات اسی عظیم کام میں لگے رہیں تاکہ زندگی اسی نیک کام میں کٹ جائے اور آخرت میں اللہ کی خوشنودی حاصل ہو جائے۔

یہ گویا علاج کا ایک کورس ہے جو تشدد کی ہر نئی لہر کے ساتھ دہرایا جاتا ہے اور جب تشدد کی لہر ذرا تھمتی ہے تو سب لوگ اس مسئلے کو بھول کر دوسرے اہم کاموں میں لگ جاتے ہیں۔ اس عرصے میں فرقہ وارانہ تشدد کرنے والے تازہ دم ہو جاتے ہیں اور جب وہ نئی کاروائی کرتے ہیں تو پھر وہی کورس شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ہوتا ہم عرصے سے دیکھ رہے ہیں اور کوئی اللہ کا بندہ اس پر غور نہیں کرتا کہ اس فرقہ وارانہ تشدد کی تہہ میں پوشیدہ وہ کون سے اسباب ہیں جو امن وسکون کی فضا قائم نہیں رہنے دیتے۔ دینی گروہ تو اس کا سبب کسی حد تک ہیں لیکن دراصل وہ سبب نہیں آلہ کار ہیں اور اگر وہ سبب ہیں بھی تو ہم انہیں ثانوی حیثیت دیں گے کیونکہ مریض کو اگر اپنے مرض کا احساس نہ ہو (نفسیاتی امراض میں عموماً ایسا ہی ہوتا ہے حتیٰ کہ کوئی پاگل بھی اپنے آپ کو پاگل نہیں سمجھتا) تو اس کو ہم کیا الزام دیں کہ وہ تو مریض ہے بلکہ الزام ہم اس ڈاکٹر کو دیں گے جو جانتا ہے کہ یہ شخص مریض ہے اور وہ عمداً اس کا علاج نہیں کرتا بلکہ الٹا اس کو ایسی دوائیاں دیتا رہتا ہے جس سے مرض میں اضافہ ہوتا رہے، تو بتائیے کہ کیوں نہ ہم اس ڈاکٹر کو مرض کا ذمہ دار قرار دیں اور مریض کی ذمہ داری کو ثانوی حیثیت دیں۔ اکثر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فرقہ وارانہ کشیدگی کی جو تازہ کیفیت پیدا ہوگئی ہے یہ غیر ملکی سرمائے اور مداخلت کا نتیجہ ہے ہم بھی سمجھتے ہیں کہ اس بات میں وزن ہے لیکن دیکھا جائے تو اس کی ذمہ داری بھی بالآخر حکومت اور اسٹیبلشمنٹ پر ہی عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ آنکھوں دیکھ کر مکھی نگلتی ہے۔ اسے پتہ ہے کہ کن دینی عناصر کو کہاں سے مالی امداد مل رہی ہے لیکن وہ نہ امداد لینے والوں کا ہاتھ پکڑتی ہے اور نہ دینے والوں کو کچھ کہتی ہے۔ تو بتائیے حکومت ذمہ دار ہوئی یا نہیں؟

ہم علماء اور دینی گروہوں کو بری الذمہ قرار نہیں دے رہے بلکہ یہ کہنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اس معاشرے کو چلانے کی ذمہ داری علماء اور دینی گروہوں کی نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سیاستدانوں اور بیوروکریسی کی ہے جن کے پاس اقتدار کی طاقت ہے۔ جب سے پاکستان بنا ہے حکومت یا تو سیاستدانوں کے ہاتھوں میں رہی ہے یا فوجی حکمرانوں کے ہاتھوں میں، تو آخر کیا وجہ ہے کہ فرقہ واریت ختم نہیں ہوئی بلکہ مضبوط سے مضبوط تر ہی ہوئی ہے اور آج یہ حالت ہو چکی ہے کہ یہ ملکی وجود کے لیے خطرے کا سبب بنتی نظر آتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی حکومت بھی صدق دل سے فرقہ واریت ختم کرنا نہیں چاہتی۔ بلکہ اصل حقیقت تو یہ ہے، خواہ یہ تلخ ہی ہو، کہ یہ فرقہ واریت بڑی حد تک حکومتوں ہی کی پیدا کردہ ہے اور اس میں کسی خاص حکومت کا ذکر مقصود نہیں، پاکستان میں جو بھی حکومت آئی ہے اس کی یہ خواہش و کوشش رہی ہے کہ علماء کے گروہ اور جماعتیں آپس میں لڑتی رہیں تا کہ وہ آرام سے حکومت کرتے رہیں اور ان کے اقتدار کو دینی محاذ سے کوئی سنجیدہ خطرہ لاحق نہ ہو۔ پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہمارے ملک میں ستارۂ اقتدار کے جتنے کونے بھی ہیں وہ یکساں طور پر اپنی فکری تربیت کے لحاظ سے سیکولرزم کے حامی، مغربی تہذیب کے دلدادہ اور مغرب سے مرعوب ذہن رکھتے ہیں (بعض لوگ تو ان کو مغرب کے فکری اور عملی ایجنٹ کہنے سے بھی احتراز نہیں کرتے) لہٰذا ان سب کو کسی قیمت پر یہ گوارا نہیں کہ دینی عناصر جمع ہو کر قوت پکڑیں اور حکومت بنانے کی پوزیشن میں آ جائیں کیونکہ ان کے ولی نعمت اور ترقی کے ماڈل مغرب (خصوصاً امریکہ) کو یہ گوارا نہیں۔ لہٰذا فرقہ واریت کی تہ میں یہ بات پوشیدہ ہے کہ مولوی لڑتے نہیں بلکہ لڑائے جاتے ہیں ان کو لڑانے والی ہماری اسٹیبلشمنٹ ہے اور اس اسٹیبلشمنٹ کی رسی بھی کہیں اور سے ہلتی ہے۔ ان حالات میں صرف مولویوں کو فرقہ واریت کا ذمہ دار ٹھہرانا سادہ لوحی ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ حکومتی ایوانوں اور اخباری اداروں میں بلا کران سے اتحاد پر تقریریں کروانا محض مسائل کی لیپا پوتی ہی سمجھا جا سکتا ہے نہ کہ مسائل کی تہ میں اتر کران کے گہرے تجزیے کے بعد ان کے حل کی کوئی سنجیدہ کوشش۔

پاکستان میں فرقہ واریت اور مذہبی تفریق کو ہوا دینے کی حکومتی کوششوں کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی کہ خود پاکستان کی تاریخ۔ قیام پاکستان کے بعد جماعت

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اسلامی نے اسلامی آئین کی تحریک چلا کر خاصی قوت پکڑنی شروع کر دی تھی اور چونکہ حکومت کے پاس آئین نہ بنانے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق نہ بنانے کا بظاہر کوئی جواز موجود نہ تھا اس لیے اس نے جماعت اسلامی کو ناکام کرنے کے لیے جہاں دوسرے حربے اختیار کیے وہاں ایک حربہ یہ بھی اختیار کیا کہ اس کی مخالفت کے لیے جمعیت علماء اسلام کو کھڑا کیا۔ پھر یہ جمعیت چونکہ عموماً دیوبندی علماء پر مشتمل تھی لہٰذا بعد میں اس کا توڑ کرنے کے لیے بریلوی علماء کی سیاسی جماعت (جمعیت علماء پاکستان) قائم کی گئی اور جب بریلوی علماء کی جماعت جڑیں پکڑنے لگی تو اہل حدیث علماء کو سمجھایا گیا کہ اگر اس 'شرکیہ' جماعت کو کھلی چھٹی دے دی گئی تو قرآن وسنت کی حقیقی تعلیمات تو خطرے میں پڑ جائیں گی لہٰذا انہیں بھی میدان میں آنا چاہیے۔ پھر یہ بھی کوئی پرانی بات نہیں کہ پاکستان میں علماء اور دینی عناصر کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کو توڑنے کے لیے پچاس کی دہائی میں قادیانی تحریک شروع کروا دی گئی۔ بعد میں کراچی اور حیدر آباد سے جماعت اسلامی اور جمعیت علماء پاکستان کے اثر ورسوخ کو ختم کرنے کے لیے ایم کیو ایم کے فتنے کو ہوا دی گئی۔ دیگر دینی جماعتوں کے اندر گروہ بندیاں پیدا کی گئیں تاکہ وہ مؤثر مزاحمت کے قابل نہ رہیں۔ ہر الیکشن کے موقع پر منظم کوششیں کی جاتی رہیں کہ دینی جماعتوں کا آپس میں اتحاد نہ ہونے پائے بلکہ وہ ایک دوسرے کی حریف بن کر معاشرے میں ایک دوسرے کا مقابلہ کریں، تاکہ وہ بھی شکست سے دوچار ہوں اور دین کی ہوا خیزی بھی ہو۔ اس غرض کے لیے حکومتی فنڈز اور خفیہ ایجنسیوں کے ذریعے علماء کو باقاعدہ خریدا جاتا ہے اور ہزاروں علماء حکومت کے تنخواہ دار ایجنٹ ہیں۔ چند سال پیشتر ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ مرحوم نے ایک ہوٹل میں علماء کے جلسے میں ان کے منہ پر یہ بات کہی کہ جب وہ پنجاب کے ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل تھے تو حکومت کے تنخواہ دار علماء کی طویل فہرست میں ایسے مقدس نام بھی شامل تھے جن کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے اور یہ کہ حکومت نے ہر دینی جماعت کے اندر اپنے آدمی چھوڑے ہوئے ہیں جو قیادت کے دائرے اور پالیسیاں بنانے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے عمل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جماعت کے سادہ لوح مخلصین کو پتہ بھی نہیں چلتا اور غیر محسوس انداز میں ان جماعتوں کی قیادتوں سے اپنی مرضی کے فیصلے کروا لیے جاتے ہیں اور یہ بات تو عام ہے کہ بڑی بڑی دینی جماعتوں کی شوریٰ اور عاملہ کے فیصلے پریس میں جانے سے پہلے ایجنسیوں کے پاس پہنچ جاتے ہیں۔ ان حالات میں کیا ہمارے علماء اور کیا اُن کی جماعتیں؟ یہ تو حکومت اور اسٹیبلشمنٹ کے ڈھکوسلے ہیں کہ وہ ان جماعتوں کو کام کرنے کی مہلت دیتے رہتے ہیں تاکہ معاشرے میں جذبات جمع ہو کر ایک دھماکے سے نہ پھٹ پڑیں بلکہ ان کا اخراج ہوتا رہے اور سادہ لوح کارکنوں کی 'اسلامی انقلاب' آنے کی امید قائم رہے اور وہ کام میں لگے رہیں۔ ورنہ کہاں کا دین اور کہاں کا انقلاب؟

یہ سیاسی پہلو تھا اب مذہبی اور تعلیمی پہلو کو لیجیے۔ ہمارے معاشرے میں فرقہ واریت کے قلعے مسجدیں اور مدرسے ہیں۔ قانون کی رو سے ضروری ہے کہ ہر مسجد کو رجسٹر کروایا جائے چنانچہ یہ جو آپ دیکھتے ہیں کہ مسجد کے نام کے ساتھ حنفیہ، رضویہ، قادریہ، جعفریہ، اہل حدیث وغیرہ لکھا ہوتا ہے اور ان مسجدوں کے انتظام کے لیے جو کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں وہ بھی اسی فرقے کے افراد پر مشتمل ہوتی ہیں جس فرقے کی یہ مسجد ہوتی ہے، تو یہ سب کچھ حکومت کی مرضی سے ہوتا ہے کیونکہ مسجد کا یہ نام اور انتظامیہ کا تقرر تو حکومت کی منظوری سے ہوتا ہے ورنہ اگر حکومت چاہے تو ایک انتظامی حکم سے یہ فساد ختم کر سکتی ہے کہ مسجد کا نام ایسا ہوگا جس سے کسی فرقے کا اظہار نہ ہو، یہ لازمی ہو کہ محلے کی ہر مسجد میں سارے مسالک کے لوگ شامل ہوں لیکن کسی حکومت نے آج تک کوئی ایسا اقدام نہیں کیا جس سے مسجدوں میں فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی ہو بلکہ فرقہ واریت کا پرچار کرنے والے مسجد کے نام اور انتظامیہ کمیٹی کو حکومت رجسٹر کر کے خود سرپرستی مہیا کرتی ہے۔

پھر بنیادی اہمیت ہمارے ہاں، علماء کے فرقہ وارانہ کردار کے حوالے سے، جس چیز کو حاصل ہے وہ ہمارے دینی مدارس کا نظام تعلیم ہے۔ ہر مسلک نے اپنا نظام تعلیم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



بنا رکھا ہے ان کا اپنا نصاب ہے، اپنے اساتذہ ہیں، اپنی کتابیں ہیں اور ہر مسلک کا ایک وفاق ہے جو امتحان لیتا اور اسناد جاری کرتا ہے اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ وفاق حکومت پاکستان کی طرف سے منظور شدہ ہیں اور ان کی اسناد کو بھی حکومت تسلیم کرتی ہے اور ان کی بنیاد پر ملازمتیں دیتی اور اعلیٰ تعلیم کا حق تسلیم کرتی ہے۔ اس وقت حکومت پاکستان نے دینی تعلیم کے لیے پانچ وفاق تسلیم کر رکھے ہیں ایک دیوبندیوں کا، ایک بریلویوں کا، ایک اہل حدیثوں کا، ایک شیعہ حضرات کا اور ایک جماعت اسلامی کا (جی ہاں! جماعت اسلامی کا)۔ ان سب کا اپنا اپنا نصاب ہے اور اپنی اپنی اسناد اور نظام داخلہ و امتحان وغیرہ۔ یہ سب کچھ حکومت کی مرضی سے بلکہ اس کی سرپرستی میں ہو رہا ہے ان حالات میں کون عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ حکومت فرقہ واریت ختم کرنا چاہتی ہے بلکہ ان انتظامات سے تو پتہ چلتا ہے کہ حکومت یہ فرقے قائم رکھنا چاہتی ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ اس نے اپنی سرپرستی میں دینی تعلیم کے وفاق قائم کر رکھے ہیں تاکہ فرقہ واریت باقاعدگی سے پھیلتی رہے اور بڑھتی رہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہ یہ انتظام اس لیے کیا گیا ہے کہ کہیں فرقہ واریت ختم نہ ہو جائے اس لیے اسے سرکاری سرپرستی سے نوازا گیا ہے۔ ورنہ آپ بتائیے کیا حکومت یہ نہیں کر سکتی کہ ان سب کا ایک وفاق بنا دے۔ ان سب کا نصاب یکساں کر دے۔ ان کے داخلے، امتحان اور اسناد کا نظام ایک کر دے۔ حکومت چاہے تو ضرور یہ کر سکتی ہے ایک ہی حکم سے نہ سہی بتدریج کر سکتی ہے لیکن اس نے دینی تعلیم میں اصلاح کے لیے آج تک کوئی قدم نہیں اٹھایا کیونکہ اگر یہ اصلاح ہو جائے تو ملک سے فرقہ واریت ختم ہو جائے گی۔ جب نصاب تعلیم ایک ہوگا تو ذہنی ہم آہنگی پیدا ہوگی اور لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں گے اور حکومت نہیں چاہتی ہے کہ ختم ہوں کیونکہ حکمرانوں کا پرانا اور آزمودہ فارمولا ہے کہ "تقسیم کرو اور حکومت کرو"۔

حکومت اگر چاہے تو اس کے پاس کئی طریقے ہیں وہ ہزاروں دینی مدارس کو زکوٰۃ کی مد سے اعانت دیتی ہے، اگر کوئی مدرسہ دنیوی تعلیم دے تو اس کے لیے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اساتذہ کو تنخواہ دیتی ہے، بہت سے علماء محکمہ اوقاف کے حوالے سے حکومت کے باقاعدہ ملازم ہیں [ جب کہ ہزاروں لوگ بے قاعدہ تنخواہ دار ہیں ] پھر مادی و افرادی وسائل کے علاوہ قانون کی طاقت بھی اس کے پاس ہے اگر وہ مناسب قانون بنا کر اسے حکمت سے نافذ کرنا چاہے تو ایسا کر سکتی ہے۔ جدید تعلیم کی بہتری کے لیے حکومت نے کئی کمشن قائم کیے ہیں اور ان کی رپورٹوں پر عمل درآمد بھی کیا ہے۔ حکومت اگر چاہتی تو دینی تعلیم کی اصلاح کے لیے کوئی کمشن قائم کر سکتی تھی۔ معتدل مزاج علماء کی حمایت سے دینی تعلیم میں اصلاح کے منصوبے بنا سکتی تھی بلکہ یہ سب کچھ اب بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ کوئی حکومت یہ کرنا چاہے لیکن ان عوامل کی بناء پر جن کی طرف ہم نے ابھی اشارہ کیا ہے کسی پاکستانی حکومت نے آج تک اس میدان میں تعمیری کام کرنے کی کوشش نہیں کی۔ بہانہ یہ ہے کہ علماء ایسی ہر کوشش کی مخالفت کرتے ہیں، یہ تو بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنے والی بات ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ محض عذر لنگ ہے۔ حکومت اس میدان میں اگر کچھ کام کرنا چاہے تو اس کے سو طریقے ہو سکتے ہیں لیکن اگر نہ کرنا چاہے تو ایک ہزار عذر گنوائے جا سکتے ہیں۔

ہماری گزارشات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے کی باگ ڈور اس وقت جن ہاتھوں میں ہے وہ سیاستدان ہیں، بیوروکریسی ہے، فوج ہے، یہ عناصر اگر ارادہ کر لیں کہ فرقہ واریت ختم کرنا ہے تو معاشرے کو اس ناسور سے نجات دلائی جا سکتی ہے لیکن ہمارا آج تک کا مشاہدہ یہ ہے کہ یہ حکومتی طبقے ہی فرقہ واریت کو قائم رکھتے بلکہ اسے ہوا دیتے ہیں۔ اللہ کرے پاکستان میں ایسے لوگ برسر اقتدار آئیں جو اس قوم کو فرقہ واریت سے نجات دلائیں اور اس کے لیے حقیقی اور مؤثر اقدامات کریں ورنہ اس وقت تو حالت یہ ہے کہ ؎

ہم کو ان سے وفا کی ہے امید
جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# فرقہ واریت اور نصاب

فرقہ وارانہ قتل و غارت گری نے معاشرے کا امن وسکون برباد کر کے رکھ دیا ہے، یہ حکومت کے لیے ایک گھمبیر مسئلہ بن چکی ہے، عوام اس سے تنگ ہیں، ملک کی بدنامی ہو رہی ہے، علماء اور دینی مدارس کٹہرے میں کھڑے ہیں۔ کیا اس کا کوئی علاج نہیں؟

اس کا ایک علاج تو یہ ہے کہ مجرموں کو سخت اور فوری سزائیں دی جائیں۔ اس کا دوسرا علاج یہ ہے کہ اندرون ملک جن دینی قوتوں کو باہر کے ممالک سے امداد ملتی ہے اسے کنٹرول کیا جائے۔ اس کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ اسٹیبلشمنٹ برسوں سے 'دینی عناصر کو آپس میں لڑاؤ اور آرام سے حکومت کرو' کے جس فارمولے پر عمل کر رہی ہے وہ اس سے ہاتھ اٹھا لے۔ لیکن ان سب علاجوں کی حقیقت یہ ہے کہ مرض کی علامتوں کو ختم کر دیا جائے۔ حقیقی اور پائیدار علاج وہ ہوتا ہے جو مرض کو جڑ سے ختم کر دے۔ جب اس بنیادی سبب کو ختم کر دیا جائے جو بیماری کا اصل سبب ہوتا ہے تو مرض کی علامات ظاہر ہی نہیں ہوتیں کہ ان کا مزید علاج کرنا پڑے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ فرقہ واریت کے بنیادی سبب کو تلاش کیا جائے۔

پیشتر اس کے کہ ہم اصل مرض کی نشاندہی کر کے اس کا علاج بتائیں ایک بات تمہیداً عرض کر دیں کہ عموماً لوگ مسائل پر سطحی غور و فکر کرتے اور جن چیزوں کے عادی ہو گئے ہیں ان سے ہٹ کر نہیں سوچتے یا پھر وہ مسائل کا ایسا حل چاہتے ہیں جن سے ان کے ذاتی اور طبقاتی مفادات پر زد نہ پڑے یا پھر اگر وہ بات کی تہ تک پہنچ بھی جائیں تو بعض قوتوں کے دباؤ اور بعض مصالح کی خاطر حق بات کہنے سے گریز کرتے ہیں۔

فرقہ واریت کو پروان چڑھانے کا بنیادی سبب ہماری طالب علمانہ رائے میں یہ ہے کہ ہمارے دینی نظام تعلیم میں کچھ خرابیاں ایسی ہیں جو اس صورت حال کی ذمہ دار ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں پانچ بڑے دینی مسلک یا گروپ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



پائے جاتے ہیں ایک حنفی دیو بندی، دوسرے حنفی بریلوی، تیسرے اہل حدیث، چوتھے شیعہ حضرات اور پانچویں جماعت اسلامی۔ ہمارے ملک میں جتنے بھی دینی مدارس اور مساجد ہیں ان میں سے اکثر کا تعلق انہی پانچ گروپوں سے ہے۔ ہر گروپ ان مدارس میں اپنی مرضی کی کتابیں اپنی مرضی کے طریقے سے پڑھاتا ہے۔ ان کتابوں کے انتخاب میں اور ان کے طریق تدریس میں سارا زور اس امر پر ہوتا ہے کہ ہمارا مسلک ہی ٹھیک ہے اور دوسروں کا نقطۂ نظر غلط ہے لہٰذا ہر گروپ اپنے طلبہ کو ان دلائل سے مسلح کرتا ہے جن سے وہ اپنے مسلک کو صحیح اور دوسروں کے مسلک کو غلط ثابت کر سکیں۔ اس طرح ہر گروپ اور ہر مسلک اپنے اپنے علماء کی کھیپ تیار کرتا ہے۔ اس کے بعد ان فارغ التحصیل علماء کے روزگار کا مسئلہ ہوتا ہے جس کا سکوپ نہایت محدود ہوتا ہے کیونکہ ان مدارس کی ڈگریاں حکومت تسلیم نہیں کرتی کہ وہ حکومتی یا صنعتی شعبے میں کھپ سکیں۔ نہ انہیں کوئی ہنر آتا ہے کہ وہ اس سے اپنی روزی کما سکیں۔ لے دے کے ان کے پاس یہی حل ہوتا ہے کہ وہ اپنے مسلک کے کسی مدرسے یا مسجد میں ملازم ہو جائیں۔ جن خوش قسمت اصحاب کو یہ موقع مل جاتا ہے وہ تو ایڈجسٹ ہو جاتے ہیں اور جن کو موقع نہیں ملتا وہ یا تو نئی مسجد اور نیا مدرسہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں یا پھر بعض حالات میں کسی دوسرے مسلک کے مدرسے یا مسجد پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس کے نتیجے میں بعض اوقات دنگا فساد تک نوبت آ جاتی ہے۔

یہ سب کچھ ہمارے معاشرے میں، روایتی طور پر، عرصے سے ہوتا آ رہا ہے اور ہمارے علماء کرام، اسلام پسند عوام کے تعاون سے یہ 'کارِ خیر' انجام دیتے چلے آ رہے ہیں۔ ریاست و حکومت کا مقتدر ادارہ اس میں کوئی کردار ادا نہیں کرتا۔ اس کے کئی اسباب ہیں۔ ایک تو یہ کہ حکمران ڈرتے ہیں کہ اگر انہوں نے دینی مدارس کو چھیڑا تو علماء ان کے پیچھے پڑ جائیں گے لہٰذا یہ خواہ مخواہ بھڑوں کے چھتے کو چھیڑنے والی بات ہے۔ دوسرے حکومتی سطح پر دینی تعلیم کا جو بھی انتظام آج تک سکولوں، کالجوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



یونیورسٹیوں میں ہوا ہے وہ اتنا ناقص اور بودا اور اس کے نتائج اتنے مایوس کن ہیں کہ علماء کرام کہتے ہیں کہ 'حکومت ہمیں نہ ہی چھیڑے تو بہتر ہے کہ اس سے بہتری کا کوئی امکان نہیں۔ ہم برا بھلا جو کام کر رہے ہیں وہ ہمیں کرنے دیا جائے۔ حکومت کے ہاتھوں میں گیا تو یہ کام بھی ختم ہو جائے گا۔' سچی بات یہ ہے کہ علماء کرام کے اس موقف میں بڑا وزن ہے۔ اس صورت حال کا تیسرا بڑا سبب یہ ہے کہ بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں دین و دنیا میں تفریق بڑی گہری ہے۔ (اکثر سیاستدان یہ سمجھتے ہیں کہ سیاست سیاستدانوں کا کام ہے علماء کو اس سے کیا غرض؟ اور اکثر علماء یہ سمجھتے ہیں کہ مساجد و مدارس علماء کے مقبوضہ جات ہیں، حکمرانوں اور سیاستدانوں کا ان سے کیا تعلق؟)۔ اس سیکولرزم کی جڑیں تاریخ میں اتنی گہری ہیں کہ نہ حکمران اس سے ہٹ کر سوچتے ہیں نہ علماء کرام۔ چوتھے یہ بات حکمرانوں (سول سروس، فوج، سیاستدانوں وغیرہ) کے طبقاتی مفاد میں جاتی ہے کہ وہ دینی نظام تعلیم کی اصلاح نہ کریں۔ اگر وہ اس طرح کی اصلاح کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور مدارس کی ڈگریاں منظور ہو جائیں اور وہ حکومتی اداروں خصوصاً فوج اور بیوروکریسی کے افسر بننے لگیں تو ان کی تو اجارہ داری ختم ہو جائے گی۔ یہ اجارہ داری اور اس اجارہ داری کا فرنگی کلچر ان کو اتنا محبوب ہے کہ وہ مقابلے کے امتحانات میں اردو کو کسی قیمت پر ذریعہ امتحان بنانے پر تیار نہیں چہ جائیکہ وہ دینی ڈگریوں کو تسلیم کریں اور چونکہ بدقسمتی سے آج تک ہمارے ملک میں کوئی ایسا حکمران نہیں آیا جو اس ذہنیت سے بالاتر ہوتا لہٰذا پاکستان کے دینی نظام تعلیم میں آج تک اصلاح بھی نہیں ہو سکی۔

یہ ہیں وہ اسباب جن کی وجہ سے آج تک کسی حکومت نے پاکستان کے دینی نظام تعلیم میں کوئی بڑی اور نتیجہ خیز اصلاح نہیں کی اور نہ آئندہ ہی اس کا امکان غالب نظر آتا ہے لیکن اپنی طرف سے ادائیگی فرض کی خاطر اور اس لیے بھی کہ مایوسی گناہ ہے ہم ذیل میں دینی نظام تعلیم کی اصلاح کی ایک مکمل اسکیم دے رہے ہیں شاید کہ حکمرانوں اور علماء کرام میں سے کسی کے دل و دماغ میں یہ اتر جائے اور اسے عمل بر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ابھار دے:

فرقہ واریت کے خاتمے کے حوالے سے پاکستان کے دینی مدارس کے نظام تعلیم میں اصلاح کی تجاویز دینے سے پہلے پس منظر کے طور پر ایک دو باتیں عرض خدمت ہیں۔ ایک تو یہ کہ جنرل ضیاء الحق مرحوم نے اس سلسلے میں کچھ اقدامات کیے تھے، جن میں سے کچھ تو مفید ثابت ہوئے اور کچھ نقصان دہ۔ مفید یہ کہ دینی مدارس کی آخری ڈگری کو ایم۔اے اسلامیات/عربی کے برابر قرار دیا گیا لیکن اس معاملے کو الجھا دیا گیا اور اس پر صحیح طریقے سے عمل نہیں ہو رہا، نہ یونیورسٹیوں میں اور نہ حکومتی محکمہ جات میں۔ دوم حکومت نے یہ کہا کہ جو مدارس 'جدید مواد' پڑھائیں گے ان کے اساتذہ کی تنخواہ حکومت دے گی اور زکوٰۃ فنڈ کے لیے بھی وہ ترجیحاً مستحق ہوں گے۔ اور جو قدم غیر مفید ثابت ہوا وہ یہ کہ حکومت نے مذکورہ مسالک یا گروپوں کے دینی تعلیم کے پانچ بورڈ تسلیم کر لیے اور انہیں امتحانات کے انعقاد اور اسناد کے اجراء کا اختیار دے دیا۔ گو دینی مدارس کی تنظیم کے نقطہ نظر سے یہ آگے کی طرف ایک قدم تھا لیکن حکومت کی طرف سے ان بورڈوں کو قائم کرنے کا بلاواسطہ مطلب یہ تھا کہ حکومت نے فرقہ واریت کو نہ صرف تسلیم کر لیا بلکہ اب یہ اس کی اجازت سے اور اس کے زیر سایہ پروان چڑھے گی۔ چنانچہ اس وقت یہی ہو رہا ہے جو بہر حال قابل شرم اور قابل مذمت ہے۔ حکومت کو کرنا یہ چاہیے کہ وہ دینی تعلیم کا ایک ہی بورڈ قائم کرے اور چاروں صوبوں میں یا ملک کے بڑے شہروں میں اس کے علاقائی دفتر قائم کرے (مرکزی وزارت تعلیم یا وزارت مذہبی امور میں ایک ڈویژن دینی تعلیم کے لیے قائم ہونا چاہیے)۔ یہ بورڈ سارے دینی مدارس کے لیے یکساں نصاب اور دیگر قواعد وضع کرے۔ یکساں نصاب کا مسئلہ بڑا نازک اور اہم ہے اور بظاہر ایسے نصاب کی تدوین محال ہے جو سب گروپوں کے لیے قابل قبول ہو لیکن اگر اس کے لیے مخلصانہ اور صدق دلانہ کوشش کی جائے تو یہ ناممکن بھی نہیں۔ ہمارے نزدیک مندرجہ ذیل اصولوں پر

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ایک یکساں اور سب کے لیے قابل قبول نصاب، ان شاء اللہ، مدون کیا جا سکتا ہے:

۱۔ قرآن حکیم کی تعلیم کو مرکزی حیثیت دی جائے۔ تحفیظ و تجوید کے علاوہ سارا قرآن لفظی ترجمے اور صرفی و نحوی تشریحات کے ساتھ پڑھایا جائے اور منتخب حصوں کی تفسیر امعان نظر کے ساتھ پڑھائی جائے۔

۲۔ دورہ حدیث کا موجود طریقہ چھوڑ کر جس میں بہت سی کتب سرسری انداز میں پڑھائی جاتی ہیں حدیث کا مقابلتاً مختصر نصاب تحقیق و تدقیق کے ساتھ پڑھایا جائے۔ اصل مسئلہ جو قرآن وحدیث کی تعلیم میں پیش آتا ہے وہ متون کے انتخاب کا نہیں بلکہ طریق تدریس کا ہے۔ طریق تدریس میں یہ تبدیلی کی جائے (اور اس کے مطابق نئی نصابی کتب مدون کی جائیں اور ان سے امتحان لیا جائے) کہ قرآن وحدیث کے ہر مسئلے میں مذاہب اربعہ، ظاہریہ اور اہل تشیع کا مسلک بیان کیا جائے۔

۳۔ فقہ واصول فقہ میں بھی موضوعات کا تعین کر لیا جائے اور ہر مسئلے پر مذاہب اربعہ، ظاہریہ اور اہل تشیع کا تقابلی مطالعہ کیا جائے۔ اس تقابلی مطالعہ میں لازماً مروج ملکی قانون کو بھی شامل کیا جائے۔

۴۔ عربی زبان وادب کو جدید اور مؤثر طریقے سے اس طرح پڑھایا جائے کہ پڑھنے کے ساتھ لکھنے اور بولنے کی صلاحیت بھی لازماً پیدا ہو اور یہ کام ابتدائی سالوں میں کیا جائے۔

۵۔ مندرجہ بالا مضامین کے عمیق مطالعے کے بعد مقابلتاً کم عمیق مطالعہ جن مضامین کا کیا جائے وہ یہ ہیں: قدیم علوم میں فلسفہ ومنطق اور جدید علوم میں انگریزی زبان اور کمپیوٹر کے ساتھ ساتھ سماجی علوم (جیسے معاشیات، سیاسیات، تاریخ، جغرافیہ وغیرہ) اور طبعی علوم (جیسے ریاضی، فزکس، کیمسٹری، بیالوجی وغیرہ)۔

۶۔ علماء کے اندر اتحاد پیدا کرنے اور اختلافات ختم کرنے سے متعلق ایک خصوصی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



مضمون بھی طلبہ کو پڑھایا جائے۔

ہماری ناچیز رائے میں ان اصولوں پر مدون نصاب سب کے لیے قابل قبول ہونا چاہیے کیونکہ اس میں سب کا برابر کا حصہ ہے، کسی کی حق تلفی نہیں اور نہ اس میں کسی کو دوسرے سے زیادہ اہمیت دی گئی ہے۔ تقابلی مطالعے سے دوسروں کے نقطۂ نظر اور ان کے دلائل کا پتہ چلے گا اور اس طرح قلب ونظر میں وسعت اور رواداری پیدا ہوگی اور فرقہ واریت بتدریج دم توڑ دے گی۔

نصاب کے علاوہ باقی مسائل بھی اہم ہیں اور ان کا حل بھی ضروری ہے مثلاً:

۱۔ اگر چہ اس وقت بھی دینی تعلیم عموماً ثانویہ، عالیہ اور عالمیہ میں منقسم ہے تاہم اس تقسیم کو مزید منقح کیا جا سکتا ہے اور بعض تحدیدات کا تعین کیا جا سکتا ہے مثلاً یہ کہ امام کے لیے عالیہ اور خطیب کے لیے عالمیہ کی سند کا حامل ہونا ضروری ہو...... وغیرہ۔

۲۔ داخلے کے لیے عمر اور تعلیم کا یکساں معیار مقرر ہونا چاہیے۔

۳۔ سب طلبہ کا ایک یونیفارم ہونا چاہیے۔

۴۔ دینی نظام تعلیم کی آخری ہی نہیں ہر سطح کی اسناد (ثانویہ، عالیہ وغیرہ) حکومت کی طرف سے تسلیم شدہ ہونی چاہئیں۔

۵۔ اساتذہ کے بھی کیڈر بننے چاہئیں کہ کن موہلات کا حامل ثانویہ کو پڑھا سکتا ہے یا عالیہ اور عالمیہ کو۔ ان کی تنخواہوں کے مجوزہ ڈھانچوں کا بھی اعلان ہونا چاہیے۔

۶۔ ہمارے مجوزہ نظام کو اپنانے سے اساتذہ اور طالب علموں کا تبادلہ پاکستان میں کہیں بھی ہو سکے گا اور وہ ایک مدرسے کو چھوڑ کر دوسرے مدرسے میں جا سکیں گے۔

بعض دیگر اصلاحات بھی اہم ہیں مثلاً:

۱۔ وفاقی حکومت رجسٹریشن کے صوبائی محکموں کو ہدایت کرے کہ وہ کسی مدرسے اور مسجد کو کسی ایسے نام سے رجسٹر نہ کرے (اور سابقہ رجسٹریشنوں کو اس حد تک

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


منسوخ کر دیا جائے) جس میں کسی مسلک کو نمایاں کیا گیا ہو (مثلاً مدرسہ غوثیہ حنفیہ، مسجد اہل حدیث وغیرہ) تاکہ مسجدیں مسلکوں کے چنگل سے نکل کر محض اللہ کے گھر بن جائیں جن میں سارے مسلمان بلا روک ٹوک اللہ کی عبادت کر سکیں۔

۲۔ حکومت ملک کے سارے بڑے شہروں میں ووکیشنل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ قائم کرے جن میں دینی اداروں سے فارغ ہونے والے طلبہ مختلف ہنروں میں مہارت حاصل کریں۔ ان کی ڈگریاں چونکہ حکومت کی تسلیم شدہ ہوں گی لہٰذا وہ ویسے بھی سارے حکومتی محکمہ جات میں ملازمت حاصل کر سکیں گے اور سکولوں کالجوں میں بھی پڑھا سکیں گے۔

۳۔ جو دینی طالب علم پہلے سے فارغ ہو چکے ہیں ان کے لیے حکومت شہروں میں ایسے خصوصی سکول اور کالج کھولے جہاں وہ جدید تعلیم مفت حاصل کر سکیں۔

۴۔ ایک تفصیلی اور تحقیقی سروے کیا جائے جس سے یہ پتہ چلے کہ ملک میں کتنی مساجد اور مدارس ہیں؟ ہمیں ہر سال کتنے علماء کی ضرورت ہوتی ہے اور موجودہ مدارس کتنے علماء پیدا کرتے ہیں؟ اس سروے کے نتائج کی روشنی میں آئندہ پلاننگ کی جائے۔

۵۔ موجودہ مدارس اور مساجد میں جو لوگ ضروری قابلیت نہیں رکھتے ان کے لیے حکومت خصوصی ریفریشر کورسز اور دینی تعلیم کا خصوصی انتظام کرے جس کے نصاب میں فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی بھی شامل ہو۔

۶۔ یہ جتنی بھی تجاویز ہم نے پیش کی ہیں ان پر حکومت طاقت سے نہیں بلکہ حکمت سے عمل درآمد کرے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے پڑھے لکھے اور سنجیدہ علماء اتنے بھی گئے گزرے نہیں کہ انہیں اس طرح کی تجاویز کی افادیت کا احساس نہ ہو۔ شرط یہ ہے کہ ٹھنڈے دل اور حکمت کیساتھ انہیں اس پر مائل کیا جائے اور پھر تنفیذ انہی کے ذریعے کرائی جائے۔ مجوزہ ملک گیر دینی بورڈ کے کرتا دھرتا وہی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہوں، نصاب بھی انہی سے اور ان کی نگرانی میں بنوایا جائے اور اس میں سارے مسلکوں اور گروہوں کو شامل کیا جائے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ حکومت صرف رابطے کا کام کرے اور اہداف اپنے سامنے رکھے جن پر بتدریج عمل ہو اور جہاں ضرورت ہو بے دریغ مالی وسائل مہیا کرے۔

ہم یقین سے کہتے ہیں کہ اگر حکومت ہماری ان تجاویز پر عمل کرے تو اگلے چند سالوں میں اس کے مثبت نتائج سامنے آنے لگیں گے اور فرقہ واریت کا ناسور بتدریج ختم ہو جائے گا لیکن اخلاص اور حکمت کے ساتھ عمل شرط ہے۔

(نوائے وقت کو بھیجا گیا ۴-۱-۱۹۹۸ء)

## فرقہ واریت کا علاج

فرقہ وارایت یا مسلکی اختلافات پر گفتگو کے دو پہلو ہیں۔ ایک جمہور مسلمانوں یا اہلسنت کے آپس کے اختلافات اور دوسرے اہل سنت واہل تشیع کے اختلافات۔

جہاں تک اول الذکر کا تعلق ہے ان اختلافات کی کوئی وقیع علمی بنیادیں نہیں ہیں۔ بریلوی اور دیوبندی ہمارے ملک کے دو بڑے گروپوں نے خواہ مخواہ جزوی اختلافات میں شدت پیدا کر کے ایک دوسرے سے اکھاڑہ سجا رکھا ہے ورنہ ان کے آپس میں لڑنے کی کوئی ٹھوس بنیاد موجود نہیں ہے۔ اہل حدیث جو غیر مقلد ہیں اگرچہ تعداد میں بھی تھوڑے ہیں اور انہوں نے خود کو کئی گروپوں میں تقسیم کر کے کمزور بھی کر لیا ہے۔ تاہم ان کے ہاں بھی مسلکی شدت بڑے زور کی پائی جاتی ہے لیکن اصولی طور پر ان کو بھی اہل سنت و جماعت کا ہی ایک حصہ سمجھا جانا چاہیے۔ یہ تینوں مسلک چاہیں تو بڑی آسانی سے باہم شیر و شکر ہو سکتے ہیں لیکن چند عوامل ایسے ہیں جو ان کو مل بیٹھنے نہیں دیتے۔

اس معاملے میں سب سے بڑا کردار حکومت کا ہے۔ حکومت یہ نہیں چاہتی کہ یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



سب دینی گروہ مل بیٹھیں اور ان کے آپس کے اختلافات ختم یا کم ہو جائیں۔ کیونکہ اگر یہ متحد ہو جائیں تو یہ حکمرانوں کے لیے ایک حقیقی خطرہ بن کر ابھر سکتے ہیں، اگر وہ سیاسی طور پر متحد ہو جائیں تو ان حکمرانوں کا اقتدار اور پارلیمنٹ کی نشستیں خطرے میں پڑ جائیں گی اور اگر مذہبی معنوں میں متحد ہو جائیں تو بھی وہ حکمرانوں کو نفاذ اسلام پر مجبور کر سکتے ہیں لہٰذا وہ کسی قیمت پر بھی ان کو متحد نہیں ہونے دیتے۔ ان دینی مسالک کے علمبرداروں کو آپس میں لڑانے کے لیے ہماری حکومتوں کی پالیسی کیا رہی رہی ہے اس کی تفصیلات میں جانے کا یہ موقع نہیں، تاہم نتائج سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس میں پوری طرح کامیاب رہی ہیں۔ اہل دین کو سیاسی میدان میں متحرک کرنے کی حکومتی کوششوں کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر مسلک نے اپنی سیاسی جماعت بنا رکھی ہے اور پھر ہر مسلک کے اندر جتنے لیڈر ہیں انہوں نے اتنی ہی جماعتیں بنا رکھی ہیں یا جماعتوں کے اندر گروپ بنا رکھے ہیں۔ دینی لحاظ سے ان کو متفرق کرنے اور رکھنے کے لیے حکومت نے کئی اقدامات کیے ہیں۔ ایک تو یہ کہ حکومت ان مسلکوں کو حکومتی اداروں میں نمائندگی دیتی ہے مثلاً نظریاتی کونسل اور رویت ہلال کمیٹی وغیرہ میں۔ پھر حکومت نے ان مسالک کے دینی تعلیم کے نظام کو قبول کرتے ہوئے ہر مسلک کا ایک تعلیمی بورڈ منظور کیا ہے۔ وہ ان کی اسناد کو تسلیم کرتی ہے اور بعض مدارس کو حکومت سے مالی امداد بھی ملتی ہے۔ اس طرح حکومت بالواسطہ طور پر نہ صرف ان مسالک کو سرکاری سطح پر تسلیم کرتی ہے بلکہ ان کی بقاء اور تحفظ کے لیے بھی کوشاں ہے۔ ان مسالک کو قائم رکھنے کا دوسرا حکومتی طریقہ ہے کہ اس نے ان مسالک کے اختلافات کو ختم کرنے کے لیے آج تک کوئی اصلاحی پروگرام نہیں بنایا۔ زراعت کی اصلاح کے لیے، تعلیم کی اصلاح کے لیے، معاشی ترقی کے لیے، عدالتی نظام کو بہتر بنانے کے لیے غرض ہر شعبہ زندگی میں اصلاح و ترقی کے لیے حکومت کمیٹیاں بناتی ہے۔ کمیشن قائم کرتی ہے، پارلیمنٹ میں کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں، ٹاسک فورس قائم کی جاتی ہیں لیکن دینی نظام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تعلیم کو بدلنے کے لیے، اس کی اصلاح کے لیے آج تک کسی پاکستانی حکومت نے کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ اس لیے کہ ہماری حکومتیں چاہتی ہیں کہ دینی تعلیم کا موجودہ نظام جو ان فرقوں کو قائم رکھنے کا سب سے بڑا سبب ہے یہ جوں کا توں قائم رہے تاکہ یہ مولوی صاحبان فرقہ واریت پھیلانے میں لگے رہیں، آپس میں لڑتے رہیں اور حکمران آرام سے حکومت کرتے رہیں۔

ان فرقوں کے اختلافات کے قائم رہنے بلکہ بڑھتے رہنے کا دوسرا بڑا سبب خود ان مسالک کے حامل علماء کا رویہ ہے جس کی کئی جہات ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہر حامل مسلک نے اپنی سیاسی جماعت بنا رکھی ہے یہ جاننے کے باوجود کہ وہ اس طرح جیت نہیں سکتے بلکہ یہ تو ایک طرح ہارنے کا سرٹیفکیٹ ہے یا اپنی ناکامی کا پیشگی اعلان ہے کیونکہ جو شخص کسی دینی مسلک کی بنیاد پر سیاسی جماعت بناتا ہے وہ اس بات کو خوب سمجھتا ہے کہ دوسرے مسالک کے لوگ اس کو کبھی ووٹ نہیں دیں گے لہٰذا وہ کبھی بھی برسراقتدار نہیں آ سکتا لیکن اس کے باوجود ہر مسلک نے اپنی سیاسی جماعت بنا رکھی ہے جس کی صرف تین ہی توجیہیں ممکن ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان دینی سیاسی جماعتوں کی قیادت سیاسی دانش سے بے بہرہ ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کے لیڈروں کو صرف اپنے ذاتی جاہ و منصب سے غرض ہے اور تیسرے یہ کہ ان کی سیاسی قیادتیں حکمرانوں کے ہاتھوں میں کھیلتی ہیں۔ ان میں سے جو وجہ بھی ہو وہ دنیا میں ذلت و رسوائی اور ناکامی کے لیے کافی ہے۔ باقی رہا آخرت کا معاملہ تو وہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

ان مسلکی اختلافات کے بڑھتے رہنے میں علماء کے کردار کی دوسری جہت یہ ہے کہ مذہبی حوالے سے وہ خود اپنے خول سے باہر نہیں آنا چاہتے۔ کنویں کے مینڈک کی طرح وہ کنوئیں کے محیط ہی کو بحر اکاہل سمجھتے ہیں۔ جو شخص ہمیشہ دس فٹ قطر کے محیط میں تیرتا رہا ہو اس کے لیے کھلے سمندر میں تیرنا بلاشبہ مشکل ہے اور ڈوبنے کا خوف نفسیاتی ہی نہیں حقیقی بھی ہوتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے دین و دنیا میں تفریق کی چودہ سو سالہ تاریخ ہے جس پر پچھلی دو سو سالہ انگریز کی غلامی نے تعلیمی ثنویت کا مزید ملبہ ڈال

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



دیا ہے۔ پھر قرون متاخرہ کی اندھی تقلیدی روش نے سوچوں کے بہاؤ پر بند باندھ رکھے ہیں لیکن اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کا طریقہ بہرحال یہی ہے کہ ہر روز چند فٹ مزید تیرا جائے تاکہ بازوؤں میں طاقت آتی جائے حتی کہ ایک وقت ایسا آئے جب آدمی اطمینان کے ساتھ گہرے اور کھلے پانیوں میں غوطہ زنی کرتا رہے۔

علماء کی طرف سے دین و دنیا میں تفریق کے اثرات کو شعوری اور غیر شعوری طور پر قبول کرنے کا سب سے بڑا مظہر اور شاخسانہ یہ ہے (بعض لوگ اسے مغرب کے سیکولرزم ہی کی ایک توسیع قرار دیتے ہیں) کہ وہ اپنے اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے مذہبی امور میں اپنی اجارہ داری کو بھی قائم رکھنا چاہتے ہیں وہ خود اس تفریق کو ختم نہیں کرنا چاہتے۔ اس کے لیے ان کی حکمت عملی کے دو پہلو ہیں ایک یہ کہ اپنے نظام تعلیم پر سختی سے قائم رہو اور دوسرے یہ کہ مسجدوں پر قبضہ مستحکم رکھو۔ اس حکمت عملی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہر مسلک کے دینی مدارس اپنے مسلک کے مبلغ اور علماء (جن کی معیشت بھی انہی سے وابستہ ہوتی ہے) پیدا کرتے رہتے ہیں اور معاشی طور پر ان کو کھپانے کے لیے مسجدوں پر قبضہ یا مزید مساجد و مدارس قائم کرتے رہتے ہیں۔ دین اور دینی مفادات اس کشمکش اور جدوجہد میں ثانوی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اور حقیقی مسئلہ یہ رہ جاتا ہے کہ مسلکی مدرسے کتنے ہیں اور مساجد کتنی (یا کس مسلک کی سیاسی جماعت کے کتنے رکن قومی یا صوبائی اسمبلیوں میں ہیں) اس کام کو جاری رکھنے کے لیے مسلم عوام کو بہت کامیابی سے یہ باور کرایا جاتا ہے کہ مسجد اور دینی مدرسے بنانا اور چلانا دین کا انتہائی بنیادی کام ہے اور یہ ثواب دارین حاصل کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے چنانچہ عوام اسے خالص دین اور آخرت کا کام سمجھ کر مسجد اور مدرسے کے اس نظام کو جاری رکھنے کے لیے فنڈز مہیا کرتے رہتے ہیں اور یوں یہ فرقہ وارانہ کاروبار جاری رہتا ہے جب حکومت بھی اسے قائم رکھنا چاہتی ہے، علماء بھی اور عوام بھی اس کام کو جاری رکھنے میں تعاون کرتے ہیں تو یہ سلسلہ کیسے ختم ہو سکتا ہے؟

سابق حکومت کے وزیر قانون نے اعلان کیا تھا کہ وہ فرقہ واریت کے خاتمے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



کے لیے قانون بنائیں گے۔ ہم نے اس وقت بھی عرض کیا تھا کہ قانون بنا کر فرقہ واریت کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لیے دینی تعلیمی و تربیت کے نظام کو بدلنا پڑے گا۔ اِس وقت بھی دوسروں کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے خلاف سخت قانون موجود ہے لیکن کیا اس قانون پر عمل ہو رہا ہے یا کیا جا سکتا ہے؟ اس کا جواب نفی میں ہے۔ لہٰذا اصل ضرورت یہ نہیں کہ فرقہ واریت کو قانون کی قوت سے ختم کیا جائے بلکہ اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ اس عفریت کو تعلیم و تربیت کی قوت سے مارا جائے۔

تعلیم و تربیت کے میدان میں وہ کون سے اقدامات ہیں جن سے یہ مقصد حاصل کیا جا سکتا ہے؟ ہماری رائے میں یہ ضروری ہے کہ دینی تعلیم کے نظام کو کنٹرول کرنے کے لیے ایک ہی وفاق ہو۔ جس کا یکساں نصاب ہو، داخلے اور امتحان کا نظام بھی یکساں ہو، تعلیم کے کئی مرحلے ہوں اور ہر مرحلے کی ڈگری و سرٹیفکیٹ حکومت کی طرف سے منظور شدہ ہو مثلاً اتنے سالہ کورس کا حامل امام بن سکتا ہے، اتنے سالہ کورس کا حامل خطیب بن سکتا ہے، اتنے سالہ کورس کا حامل فلاں مرحلے کے مدرسے میں استاد لگ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی آسان کام نہیں اور نہ بٹن دبانے سے ہو سکتا ہے لیکن اگر حکومت، علماء کرام اور عوام سب مل کر اس کام پر لگ جائیں تو دس پندرہ سال میں ملک میں سے فرقہ واریت کا قطعی خاتمہ ممکن ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ دینی نظام تعلیم میں اصلاح و ترقی کے لیے ایک کمشن قائم کرے۔ ہر مسلک کے فہیم، معتدل مزاج اور بارسوخ علماء کو اس میں شامل کیا جائے اور علماء کی مرضی سے دینی نظام تعلیم میں بتدریج اصلاحات کی جائیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ اس غرض کے لیے ضروری سہولتیں بھی مہیا کرے (سب سے اہم معاملہ نصاب کا ہے جس کی اصلاح کی تین بنیادیں ہونی چاہئیں: ایک قرآن و سنت کو مرکزی حیثیت دینا، دوسرے دینی علوم میں رسوخ کے لیے موزوں مضامین کا ازسرِنو انتخاب اور جدید طریق تدریس کا استعمال اور تیسرے معاصر علوم کا ضروری حد تک شامل کیا جانا)۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر حکومت اس کام کے لیے آگے نہیں بڑھتی تو بیدار مغز علماء اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com


www.KitaboSunnat.com

ان کے اتحاد کے لیے کوشاں تنظیموں کو چاہیے کہ وہ خود آگے آئیں اور اس کام میں لگ جائیں۔ یہ کام حکومتی مدد کے بغیر بھی ہوسکتا ہے اور باحسن طریق ہوسکتا ہے۔ عوام اگر بیدار ہو جائیں کہ انہوں نے فرقہ واریت کی حوصلہ شکنی کرنی ہے تو وہ اہم کردار ادا کر سکتے ہیں کیونکہ اس وقت پاکستان میں جتنی بھی مساجد اور دینی مدارس ہیں ان کو چندے عوام کی طرف سے ہی ملتے ہیں۔ اگر ہر مسجد کی انتظامیہ کمیٹی یہ طے کر لے کہ وہ کسی متشدد فرقہ پرست امام یا خطیب کو ملازمت نہیں دے گی تو ان لوگوں کا رویہ تھوڑے عرصے میں خود بخود بدلنے لگے گا۔ اگر مندرجہ بالا خطوط پر دس پندرہ سال تک یکسوئی اور دل جمعی کے ساتھ، بغیر کسی انقطاع کے، عمل کیا جائے تو وہ وقت دور نہیں جب دینی مدرسوں میں مسلکوں کی نہیں سچ مچ دینی تعلیم ہوگی اور مسجدیں کسی ایک فرقے کی نہیں سب مسلمانوں کی ہوں گی۔ اُس وقت اگر ایک انتظامی حکم جاری کر دیا جائے کہ کسی مدرسے یا مسجد کا نام کسی مسلک پر مبنی نہیں ہوگا یا اس طرح کے ناموں کی رجسٹریشن نہیں کی جائے گی یا موجودہ رجسٹریشن منسوخ کر دی جائے گی تو اس پر عمل درآمد بھی ہو سکے گا لیکن آج اگر مذکورہ اقدامات کے بغیر اس قسم کا ایک حکم نامہ جاری کر بھی دیا جائے تو شائد اس پر پوری طرح عمل نہ ہو سکے۔

اب آیئے شیعہ سنی اختلافات کی طرف جس نے آج کل خطرناک صورت اختیار کر رکھی ہے اور جس میں پچھلے سالوں میں کئی سو آدمی مارے جا چکے ہیں۔ دونوں طرف کے لیڈر قتل کیے جاتے ہیں، ایک غیر ملکی سفارت کار بھی اس کی بھینٹ چڑھ چکا ہے، ایک دوسرے کی مسجدوں پر حملے جاری ہیں جس کا شکار معصوم نمازی بھی بنتے ہیں اور کوئی دن نہیں جاتا جس میں ایک دوسرے پر حملے نہ ہوں۔ یہ ایک نہایت خطرناک اور تشویش ناک صورت حال ہے جس پر حکومت کو سنجیدگی سے سوچنا اور حرکت میں آنا چاہیے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت نے اس سلسلے میں کوئی سنجیدگی نہیں دکھائی۔ آیئے ذرا اس معاملے میں فریقین کے نقطۂ نظر کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس سلسلے میں اہل سنت کے بعض فعال لوگوں کا موقف یہ ہے کہ اشتعال کا سبب فریق ثانی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اور اس کے اقدامات ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ جب سے ہمسایہ ملک میں انقلاب آیا ہے، پاکستانی اہل تشیع میں بعض لوگوں کا رویہ انتہائی جارحانہ ہو گیا ہے۔ جھنگ میں چونکہ بااثر جاگیردار شیعہ ہیں اور یہاں ان کی زیادتیاں عروج پر تھیں لہٰذا ردعمل کے طور پر اہل سنت کے دیوبندی مسلک کے مقامی علماء کو ان کا مقابلہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا جس نے اب دوبدو جنگ کی صورت اختیار کر لی ہے۔ دوسری طرف اہل تشیع کا کہنا ہے کہ وہ کوئی زیادتی نہیں کر رہے ہے۔ فریق مخالف محض مذہبی مسلک پرستی کی بنیاد پر ان کی مخالفت کر رہا ہے۔ ہم یہاں صدیوں سے رہ رہے ہیں اور کبھی وہ صورت پیدا نہیں ہوئی جو اب مخالف فریق نے پیدا کر دی ہے۔

ہم، کہ سخن فہم ہیں غالب کے طرف دار نہیں، ہمارے لیے یہ ممکن نہیں کہ جانبین کے الزامات و جوابی الزامات کا جائزہ لے کر کوئی رائے دیں کہ ہمارا منصب اصلاح اور خیر خواہی کا ہے فتوے کا نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس صورت حال کے بگاڑ کی ذمہ دار حکومت ہے۔ (اگرچہ فریقین کی تعصب پر مبنی پالیسیاں تو اس کا سبب ہیں ہی) جو عرصے سے سب کچھ دیکھ رہی ہے اور جس نے اس مسئلے کے حل کے لیے کوئی سنجیدہ قدم نہیں اٹھایا۔ وہ اسے محض لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ سمجھتی ہے اور اسے وقتی طور پر اور اوپر اوپر سے سلجھانا چاہتی ہے۔ وہ مسئلے کو سمجھ کر جڑ بنیاد سے ختم کرنے کے لیے کوئی دیرپا منصوبہ بندی نہیں کرنا چاہتی۔ جس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ صورت حال سیاسی و مذہبی طور پر اس کے حق میں جاتی ہے تاکہ یہ دینی لوگ آپس میں لڑ کر کمزور ہوتے رہیں، بدنام ہوتے رہیں، اکٹھے ہو کر اس کے لیے سیاسی یا دینی خطرہ نہ بنیں لہٰذا وہ صرف بحالیٔ امن کی خاطر ادھورے اقدامات پر کفایت کرتی ہے اور اس کے لیے کوئی طویل مدتی منصوبہ بندی نہیں کرنا چاہتی۔ ہم کہتے ہیں کہ حکومت کو شتر مرغ کی طرح ریت میں سر دے کر یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اس طرح طوفان سے کچھ نہیں بگڑے گا بلکہ اس گھمبیر مسئلے کا جرأت سے سامنا کرنا چاہیے۔ اس کے اسباب و علل پر تحقیق کرنی چاہیے اور اس مسئلے کو حل کرنے کے لیے جرأت مندانہ اقدامات کرنے چاہئیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



حکومت کو چاہیے کہ وہ اس معاملے کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے اچھی شہرت رکھنے والے عدالتی اور تنظیمی صلاحیت کے حامل موجودہ یا ریٹائرڈ افسران پر مشتمل ایک کمیشن تشکیل دے جس میں فریقین کا بھی ایک ایک نمائندہ شامل ہو۔ (بدقسمتی سے ہمارے ہاں تعبیر شریعت کے لیے کوئی منتخب فورم ریاستی سطح پر موجود نہیں جس کی طرف اس قسم کے معاملات میں رجوع کیا جا سکے۔ لے دے کے ایک اسلامی نظریاتی کونسل ہمارے پاس موجود ہے لیکن اس کے ارکان بھی حکومت کی طرف سے نامزد کردہ ہوتے ہیں۔ ایک جدید اسلامی ریاست میں تعبیر شریعت کے لیے ایک ایسے ادارے کا وجود انتہائی ناگزیر ہے جو عوام یا اس کے نمائندوں کا منتخب کردہ ہو۔ اس بارے میں تفصیلی گفتگو پھر کبھی کسی مناسب موقع پر لیکن یہاں یہ کہے بغیر چارہ نہیں کہ اگر ایک آئینی ترمیم کے ذریعے اسلامی نظریاتی کونسل کے ممبران کا حلقہ انتخاب ممبران پارلیمینٹ کو قرار دے دیا جائے اور کونسل کے دائرہ کار میں توسیع کر دی جائے تو معاملہ زیر بحث اور اس جیسے دوسرے معاملات اس کے سپرد کیے جا سکتے ہیں) یا اس معاملے میں اسلامی نظریاتی کونسل کی رائے لے لی جائے تاکہ پتہ چلایا جا سکے کہ ان معاملات میں کون سا فریق زیادتی کر رہا ہے اور یہ کہ صورت حال کی اصلاح کے لیے کیا اقدامات کیے جانے چاہئیں؟

ہم یہاں کچھ باتیں اصولاً دونوں گروپوں کے سوچنے سمجھنے والے عناصر کے سامنے رکھنا چاہتے ہیں۔ ایک تو اختلافات کو نفرت اور دشمنی کی شکل دے دینا کسی کے لیے بھی مفید نہیں، نہ دین اسلام کسی کو اس کی اجازت دیتا ہے۔ ڈنڈے کے زور سے نہ کسی کو قائل کیا جا سکتا ہے اور ریاستی قوت کے ہوتے ہوئے نہ کسی کو بزور کچلا اور ختم کیا جا سکتا ہے۔ نہ دین اسلام اپنے کسی پیروکار کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے خلاف ہتھیار اٹھائے بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ اسلام اس طریقے سے تو غیر مسلموں پر بھی ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں دیتا۔ اہل تشیع کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ وہ اس معاشرے میں جتنی کم تعداد میں ہیں اس کے پیش نظر پاکستان میں

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



اکثریتی مسلمانوں کی مرضی کے خلاف کوئی اقدام نہیں کیا جا سکتا اور نہ کیا جانا چاہیے۔ اور نہ اتنی بڑی اکثریت کو آسانی سے دعوتی جدوجہد سے بدل کر اقلیت میں تبدیل کیا جا سکتا ہے اور نہ اسے غیر مؤثر کر کے بائی پاس کیا جا سکتا ہے۔ لہٰذا انہیں اپنے منہج، طریق کار اور اہداف پر محتاط نظر ثانی کرنی چاہیے اور کام اتنا ہی اور ایسے طریقے ہی سے کرنا چاہیے جو ان کے لیے یا معاشرے کے لیے مسائل پیدا نہ کرے۔

اسی طرح سپاہ صحابہ کو بھی سوچنا چاہیے کہ تشدد کسی مسئلے کا حل نہیں ہے آج تک جمور امت کا مسلک یہی رہا ہے کہ وہ اہل تشیع کے بعض عقائد و اعمال کو غلط ضرور سمجھتی رہی ہے لیکن اس نے ان کے زندہ رہنے اور اپنے عقائد کے مطابق پر امن زندگی بسر کرنے کے حق کی کبھی نفی نہیں کی۔

ان حالات میں ہم دونوں گروہوں کے قائدین اور سوچنے سمجھنے والے عناصر سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ جوش کی بجائے ہوش سے کام لیں۔ اپنے پیروکاروں کو تشدد اور قانون ہاتھ میں لینے سے روکیں اور اپنے مسائل باہمی افہام و تفہیم کے ساتھ سلجھانے کی کوشش کریں۔ ملک کے دردمند سیاسی اور دینی حلقوں کا فرض ہے کہ اگر حکومت اس مسئلے کو سلجھانے کے لیے کوئی اقدامات نہیں کرتی تو وہ خود آگے آئیں اور فریقین کے تعاون سے ایک ایسی کمیٹی تشکیل دیں جو دونوں گروہوں کے موقف کا جائزہ لے کر ان میں پائیدار صلح کے قیام کے لیے اقدامات تجویز کرے اور ان پر عمل درآمد بھی کروائے۔ (نوائے وقت ۱۴۔۵۔۱۹۹۴ء) جاری ہے۔

❀......❀......❀

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# خواتین کی دینی تعلیم

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں مسلمان عورتیں نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں حاضر ہوتی تھیں۔ مسجد میں ان کے نماز پڑھنے کی جگہ بھی مردوں سے بالکل الگ نہ ہوتی تھی بلکہ وہ مردوں کے پیچھے صف باندھ کر کھڑی ہوتی تھیں (۱)۔ جمعہ اور عید کی نمازوں میں بھی وہ باقاعدگی سے مردوں کی طرح شریک ہوتی تھیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے ہفتے میں مخصوص اوقات مقرر کر رکھے تھے (۲) اس کے علاوہ بھی عورتیں جب چاہتیں آپؐ کے گھر آ کر آپؐ سے زندگی کے مختلف معاملات میں رہنمائی حاصل کرتی رہتی تھیں۔

ان سب باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ عہد رسالت مآبؐ میں مسلمان خواتین کی دینی تعلیم وتربیت کا نظام پوری طرح فعال تھا اور مسلمان خواتین اس سے پوری طرح مستفید ہوتی تھیں۔ خلیفۂ اول حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں بھی یہ نظام ایسے ہی جاری وساری رہا لیکن اندھیرے میں مسجد آتے جاتے ہوئے جب بعض خواتین کی بے حرمتی کے واقعات پیش آئے تو حضرت عمرؓ نے عورتوں کے نماز باجماعت کے لیے مسجد جانے کی حوصلہ شکنی شروع کر دی۔ اگرچہ حضرت عمرؓ نے یہ رویہ عورتوں کی حفاظت اور بھتری کے لیے اپنایا تھا لیکن اس کے باوجود عورتوں نے اس حکم کا برا مانا اور حضرت عائشہؓ کے پاس جا کر شکایت کی کہ جب خود نبی کریم ﷺ نے ہمیں مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی اجازت دی تھی تو حضرت عمرؓ کون ہوتے ہیں ہمیں منع کرنے والے؟ حضرت عائشہؓ نے انہیں سمجھایا کہ اسلام میں عورتوں کے لیے اصل حکم یہی ہے کہ وہ گھروں میں نماز پڑھیں اور ان کی گھر میں ادا کی گئی نماز مسجد میں باجماعت ادا کی گئی نماز سے افضل ہے۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے کے حالات بہت بہتر تھے۔ اب حالات بدل گئے ہیں لہٰذا (حضرت) عمرؓ کی طرح میری رائے بھی اب یہی ہے کہ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



عورتوں کو مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے پر اصرار نہیں کرنا چاہیے۔ چنانچہ عورتیں چپ ہو گئیں۔ (۳) لیکن ان میں سے کئی پھر بھی مسجد جاتی رہیں۔ بعد کے زمانے میں مسلمان معاشرے میں یہی رواج پڑ گیا کہ عورتوں نے نماز کے لیے مسجد میں جانا چھوڑ دیا لیکن وہ جمعہ کی نماز پھر بھی باقاعدگی کے ساتھ مسجد میں پڑھتی تھیں۔ مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے جمعہ کے خطبہ (یعنی تقریر) میں سربراہ حکومت ہونے کی حیثیت سے اپنے اس ارادے کا اظہار کیا کہ عورتوں کے مہر کم کر دیئے جائیں تاکہ بچیوں کی شادی میں تاخیر نہ ہو (اسلامی تعلیمات کی رو سے شادی میں اخراجات کا اصل بار لڑکے والوں پر ہوتا ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے معاشرے میں آج کل معاملہ اس کے برعکس ہے اور شادی کے اخراجات کا اصل بار لمبا چوڑا جہیز دینے کی رسم کو پورا کرنے کے لیے لڑکی والوں پر ہوتا ہے۔ یہ صورت حال ظاہر ہے غیر اسلامی ہے) اس پر ایک عورت نے اٹھ کر کہا کہ قرآن نے زیادہ مہر کی اجازت دی ہے، آپ کو کیا اختیار ہے کہ اسے کم کریں۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ ٹھیک کہتی ہیں اور مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے۔ ہم مہر کی رقم انشاء اللہ کم نہیں کریں گے۔ (۴) اس واقعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ عورتیں جمعہ کی نمازوں میں باقاعدگی سے حاضر ہوتی تھیں اور جمعہ کے خطبوں سے استفادہ کرتی تھیں۔ اسی طرح وہ عیدین کی نماز میں بھی باقاعدگی سے حاضر ہوتی تھیں جو اس زمانے میں کھلے میدان میں پڑھی جاتی تھی۔

بدقسمتی سے مسلمان معاشرے میں خواتین کی دینی تعلیم و تربیت کے حوالے سے ایک دفعہ بریک لگی تو لگتی چلی گئی۔ اب مسلمان عورتوں کا روزانہ نماز کے لیے مسجدوں میں جانے کا سوال تو ایک طرف رہا، اب وہ نہ جمعہ کے لیے مسجد جاتی ہیں اور نہ عید پڑھنے کے لیے۔ اس طرح ہم نے اپنی عورتوں کو مسجد اور نماز کے اجتماعی نظام سے کاٹ کر الگ کر دیا ہے اور انہیں دینی تعلیم و تربیت کے نظام سے محروم کر دیا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ بڑا خسارے کا سودا ہے، ہم لوگوں کا یہ رویہ خلاف نقل بھی ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



خلاف عقل بھی لیکن بدقسمتی سے ہمارے علماء کی توجہ اس طرف کم ہی گئی ہے۔ اس لیے ہم اپنے ملک کے سوچنے سمجھنے والے علماء سے اور دین کا درد رکھنے والے صحافیوں، دانشوروں اور حکمرانوں سب سے درخواست کریں گے کہ وہ اس معاملے کی نزاکت اور اہمیت کو سمجھیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس معاملے پر از سر نو غور کیا جائے اور پچھلی صدیوں میں ہمارے ہاں عورتوں کو مسجدوں اور دینی تعلیم و تربیت سے محروم کرنے کا جو رواج چل پڑا ہے اس کے خلاف آواز اٹھائی جائے۔

مغربی تہذیب و فکر سے متاثر ہماری وہ فیشن ایبل خواتین جو بے چاری دن رات عورتوں کے حقوق کے لیے لڑائی لڑتی رہتی ہیں اور انہیں عورتوں کے حقوق کی بڑی فکر ہوتی ہے۔ کاش ان کا دھیان کبھی اس طرف بھی جاتا کہ عورتوں کو دینی تعلیم و تربیت سے کیوں محروم رکھا جا رہا ہے۔ یہ بھی تو ایک طرح کی زیادتی ہی ہے اور اس کا ازالہ بھی ہونا چاہیے لہٰذا اس امر کی ضرورت ہے کہ دینی جہالت کے ازالے کے لیے خود عورتوں کے اندر بھی تحریک پیدا کی جائے اور معاشرے میں بھی اس کے خلاف آواز اٹھائی جائے۔

ہم جس بات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں وہ آج کے حالات میں اس لیے بھی اہم ہوگئی ہے کہ بدقسمتی سے ہماری جدید تعلیم میں عورتوں کے لیے اسلامی تعلیم و تربیت کے مواقع بہت کم ہیں۔ ایک تو نصاب عموماً لڑکوں کو اور ان کی نفسیات اور ضروریات کو سامنے رکھ کر بنایا جاتا ہے اور پھر ان میں اسلامی معلومات اپنے کیف و کم دونوں لحاظ سے ناقص ہوتی ہیں۔ لہٰذا اس بات کی ضرورت اپنی جگہ ہے کہ لڑکیوں کے لیے خصوصی نصاب بنایا جائے جو لڑکوں سے الگ ہو اور جس میں خواتین کی ضروریات اور نفسیات کا لحاظ رکھا گیا ہو۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ اس نصاب میں ضروری اسلامی تعلیمات موجود ہوں تاکہ ہر بچی جب سکول کالج سے فارغ ہو تو روزمرہ زندگی گزارنے کے لیے جس دینی رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہو وہ اسے میسر ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہماری تجویز یہ ہے کہ ہماری ہر مسجد اس طرح ڈیزائن کی جائے کہ اس میں عورتوں کا الگ حصہ موجود ہو۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ گرلز سکولوں اور کالجوں میں مسجدیں بنائی جائیں جہاں جماعت کا باقاعدہ انتظام ہو، ائر پورٹوں، ریلوے سٹیشنوں اور بسوں کے اڈوں پر بھی عورتوں کے نماز پڑھنے کے لیے الگ جگہیں مخصوص ہونی چاہئیں۔ اسی طرح عیدین کے موقع پر مردوں کو بار بار توجہ دلائی جائے کہ وہ نماز عید کے لیے آتے وقت اپنی خواتین کو بھی ساتھ لائیں، اور عید کی نماز کھلے میدان میں پڑھنے کا سنت طریقہ اپنایا جائے۔ پہلے مرحلہ میں تو اتنا ہی کافی ہے لیکن ہماری رائے میں دوسرے مرحلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جب مسجدوں میں خواتین کو الگ نماز پڑھنے کی سہولت میسر ہو تو خواتین کو یہ ترغیب دینے میں بھی کوئی حرج نہیں کہ وہ نماز مسجدوں میں باجماعت پڑھا کریں۔ جس زمانے میں ہم رہ رہے ہیں اس میں ہماری عورتیں آخر بے شمار کاموں کے لیے گھروں سے نکلتی ہی ہیں تو آخر نماز کے لیے ہی مسجد جانے میں کیا قباحت ہے؟

# مراجع


۱۔ سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب اعتزال النساء فی المساجد

۲۔ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب ہل یجعل للنساء یوما علی حدہ فی العلم

۳۔ امام احمد بن حنبل، المسند، ج ۱، ص ۴۰، المکتب الاسلامی بیروت ۱۹۸۳ء

۴۔ ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، فقہ عمر (اردو ترجمہ ساجد الرحمٰن صدیقی) ص ۷۶، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ۱۹۹۰ء


محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



# مساجد و مدارس کے منتظمین کی خدمت میں

ہر انسانی معاشرے میں کمزوریاں بھی ہوتی ہے اور خوبیاں بھی، بدصورتیاں بھی ہوتی ہیں اور خوبصورتیاں بھی۔ اصلاح کی خوگر تنقیدی نظریں کمزوریوں پر فوراً جا ٹکتی ہیں اور بسا اوقات خوبیوں کی طرف ان کا دھیان نہیں جاتا۔ ہمارے معاشرے کی دینی زندگی میں جو کمزوریاں ہیں ہم ان کی طرف کبھی کبھار توجہ دلاتے رہتے ہیں لیکن عدل کا تقاضا ہے کہ اس میں جو خوبیاں پائی جاتی ہیں ان کا بھی نہ صرف اعتراف کیا جائے بلکہ ان کی تحسین بھی کی جائے مثلاً یہی دیکھیے کہ ہمارے ہاں ملک بھر میں مساجد کا جال پھیلا ہوا ہے۔ ہر گلی محلے میں مسجدیں موجود ہیں اور یہ حکومتی مدد کے بغیر تعمیر ہوتی ہیں۔ پھر مسجد کا انتظام چلانے کے لیے ہر جگہ ایک مسجد کمیٹی ہوتی ہے جو محلے کے لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے جو مسجد میں امام/خطیب اور موذن و خادم کے تقرر، ان کی تنخواہوں کی ادائی، نیز مسجد میں بجلی، پانی، گیس کی فراہمی اور ان کے بلوں کی ادائی نیز مسجد کی مرمت اور صفوں، قالینوں وغیرہ کی فراہمی کا کام کرتی ہے اور لطف یہ ہے کہ اس کام کے لیے کوئی بیرونی ادارہ، حکومتی یا غیر حکومتی موجود نہیں جو لوگوں کی توجہ اس طرف مبذول کروائے اور اس میں ان کی مدد کرے یا جو اس طرح کے کاموں کو منظم کرے اور اس کا کوئی مرکزی نظام ہو۔ ایسی کوئی صورت موجود نہیں لیکن الحمد للہ! معاشرے میں اتنا خیر ابھی باقی ہے کہ لوگ مل جل کر یہ کام کر لیتے ہیں اور ہر گلی محلے میں سے شرفاء اور دیندار لوگوں کی ایک ٹیم ایسی نکل آتی ہے جو اس کام کا بیڑہ اٹھا لیتی ہے اور اس طرح یہ کام اتنے بڑے پیمانے پر سارے ملک میں ہو رہا ہے۔

ان مساجد میں صرف باجماعت نماز ہی کا اہتمام نہیں ہوتا بلکہ ہر مسجد متنوع تعلیمی و دینی سرگرمیوں کا مرکز بھی ہوتی ہے مثلاً تقریباً ہر مسجد میں صبح و شام قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم کا انتظام ہوتا ہے، عام آدمی اپنے بچوں کو علی الصبح سکول بھجوانے سے پہلے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



تھوڑی دیر کے لیے مسجد بھجواتے ہیں تا کہ انہیں قرآن مجید پڑھنا آ جائے۔ اسی طرح سکول سے چھٹی کے بعد اکثر والدین اپنے بچوں کو عصر کے وقت مسجد بھجوا دیتے ہیں تا کہ وہ قرآن پڑھنا سیکھ لیں۔ ذرا امیر گھرانے اپنے بچوں کو مسجد بھجوانے کی بجائے مسجد کے امام صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کے بچوں کو گھر آ کر قرآن پڑھا دیا کریں۔ علاوہ ازیں رمضان، لیلۃ القدر، حج، شب معراج اور میلاد النبیؐ وغیرہ کے موقع پر بھی مساجد میں مجالس وعظ منعقد ہوتی ہیں۔ زندگی اور موت سے متعلق دینی اور معاشرتی رسوم بھی مسجد اور اس کے امام صاحب سے مرتبط ہیں۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان دینے کے لیے مسجد کے مولوی صاحب کو بلایا جاتا ہے، اگر کوئی فوت ہو جائے تو اسے غسل مولوی صاحب یا موذن سے دلوایا جاتا ہے۔ اس کی نماز جنازہ وہی پڑھاتے ہیں۔ تدفین میں استعمال ہونے والی خصوصی چارپائی مسجد مہیا کرتی ہے۔ شادی کے موقع پر نکاح پڑھنا اور اس کا رجسٹر کرنا بھی مولوی صاحب کے ذمے ہے بلکہ دیہات میں تو بعض اوقات مسجد کی پرانی چٹائیاں باراتیوں اور کسی کی موت پر تعزیت کے لیے آنے والوں کو کھانا کھلانے کے بھی کام آتی ہیں۔ گھروں میں ختم قرآن کے لیے بھی مولوی صاحب اور ان کے شاگردوں سے مدد لی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں نکاح، طلاق، زکوٰۃ اور دوسرے چھوٹے بڑے ہر طرح کے دینی مسئلے کے سلسلے میں بھی مولوی صاحب سے رجوع کیا جاتا ہے۔ غرض ہمارے معاشرے میں متنوع دینی سرگرمیوں کا انحصار مسجد کی تنظیم پر ہے اور الحمد للہ! کہ مسجد کا ادارہ معاشرے کی دینی رسوم وضروریات کو بڑی حد تک احسن طریقے سے پورا کر رہا ہے۔

اسی طرح ہمارے معاشرے میں دینی مدارس کا جال بچھا ہوا ہے۔ عموماً ہر بڑی مسجد کے ساتھ ایک مدرسہ ہوتا ہے جس میں حسب استطاعت و مقدرت دینی علوم کی تدریس کا انتظام ہوتا ہے جیسا کہ اوپر ذکر ہوا قرآن مجید ناظرہ اور حفظ کا انتظام تو بالعموم چھوٹے چھوٹے مدارس میں بھی ہوتا ہے بعض جگہوں پر قرأت وتجوید کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں مروج ومعروف دینی تعلیم کا نظام جسے درس نظامی کہا جاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



ہے آٹھ سال کی تعلیم پر مشتمل ہے۔ طلبہ جو عام طور پر غریب گھرانوں سے آتے ہیں مدرسہ ہی میں قیام کرتے ہیں اور ان کی رہائش اور خورد و نوش کا انتظام بغیر کسی معاوضے کے، مدرسے ہی کے ذمے ہوتا ہے، عمارت کی مرمت و دیکھ بھال، بجلی پانی گیس کے بل، اساتذہ کی تنخواہوں وغیرہ پر کثیر اخراجات اٹھتے ہیں اور یہ سارے اخراجات ہمارے معاشرے کے عام مخیّر حضرات دل و جان سے ایک دینی فریضہ اور سعادت سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ ادھر کچھ سالوں سے زکوٰۃ و عشر کے محکمے نے بعض دینی مدارس کی کچھ تھوڑی بہت مالی مدد کرنی شروع کی ہے لیکن اس کے باوجود ان دینی مدارس کے اخراجات کا بڑا بار اب بھی پبلک ہی پر ہے جو بطریق احسن انہیں پورا کر رہی ہے۔ ملک کے طول و عرض میں اس وقت ایسے چھوٹے بڑے ہزاروں مدارس کام کر رہے ہیں اور یہاں یہ بات بھی نوٹ کرنے کی ہے کہ ان مساجد و مدارس میں جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کی خدمات جہاں عزیمت و عظمت کا اتنا بڑا پہلو رکھتی ہیں وہاں صورت حال یہ ہے کہ ان علماء کی دینی خدمات کا معاوضہ انتہائی قلیل ہوتا ہے اور یہ لوگ بڑی مشکل سے اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھ پاتے ہیں۔ ذرا تصور کیجیے کہ مہنگائی کے اس زمانے میں مسجد کے ایک امام یا دینی مدرسے کے ایک استاذ کی تنخواہ اگر دو تین ہزار روپے ماہوار ہو تو اس کا کسمپرسی کی زندگی گزارنا ظاہر و باہر ہے لیکن اکثر مدارس اور مساجد کمیٹیاں یہ بھی مشکل سے کر پاتی ہیں اس لیے دوش کسے دیا جائے؟

بہر حال مساجد و مدارس کی دینی خدمات کی یہ ایک ہلکی سی جھلک تھی جو ہم نے آپ کو دکھائی۔ ظاہر ہے یہ اس صورت حال کا مثبت پہلو تھا۔ اس سارے نظام میں کیا کمزوریاں اور خامیاں ہیں اور انہیں کیسے دور کیا جا سکتا ہے یہ ایک الگ موضوع ہے اور اس پر انشاء اللہ پھر کبھی گفتگو ہوگی۔ اس وقت ایک اہم بات کی طرف مساجد و مدارس کے منتظمین کی توجہ مبذول کروانا مقصود ہے اور وہ ہے قرآن مجید کے ترجمے کے بارے میں۔ مشاہدہ یہ ہے کہ قرآن مجید ناظرہ پڑھنے پڑھانے پر ہمارے معاشرے اور مساجد و مدارس میں بہت زور ہے جو الحمد للہ بہت مبارک، خوشگوار اور

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



قابل قدر بات ہے کیونکہ عربی ایک غیر ملکی زبان ہے جو ہمارے معاشرے میں مروج نہیں ہے اور اگر اس کے سیکھنے پر غیر معمولی توجہ نہ دی جائے تو اس کا سیکھنا آسان نہ ہو گا۔ اس طرح دیکھا جائے تو قرآن پڑھنا سیکھنا قرآن اور دین سے ہماری محبت کا ایک زندہ ثبوت ہے جو بہت قابل قدر ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ لوگ قرآن مجید پڑھنا جب سیکھ لیتے ہیں تو پھر اسے چھوڑ دیتے ہیں اس کو سمجھنے کی اگلی سیڑھی پر قدم ہی نہیں رکھتے۔ ملک کے طول وعرض میں پھیلی ہوئی لاکھوں مساجد اور ہزاروں مدارس میں ناظرہ قرآن مجید پڑھانے کا کام ہو رہا ہے لیکن نہ ان مسجدوں اور مدرسوں کے قاری اور امام صاحبان اس طرف توجہ کرتے ہیں اور نہ ان مساجد و مدارس کے منتظمین کو یہ خیال آتا ہے کہ اصل مقصد تو قرآن مجید کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے نہ کہ محض ناظرہ پڑھ کر چھوڑ دینا۔ خدانخواستہ قرآن مجید ناظرہ پڑھنے کی تحقیر مقصود نہیں کیونکہ ناظرہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب نص سے ثابت ہے اور تزکیۂ نفس کے نقطۂ نظر سے بھی ناظرہ قرآن پڑھنے کے فائدے اپنی جگہ مسلّم ہیں خواہ معنی نہ بھی سمجھ میں آ رہے ہوں لیکن اس کے باوجود یہ کہاں کا انصاف اور دانشمندی ہے کہ قرآن مجید کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کے اس پروگرام کو پہلے مرحلے پر چھوڑ دیا جائے اور آگے نہ بڑھا جائے۔ لٰہذا پاکستان کی ہر مسجد اور مدرسے کی انتظامی کمیٹی کے افراد سے ہماری درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی مسجد و مدرسے میں ترجمۂ قرآن مجید کی کلاس شروع کر دیں۔ اول تو امید ہے کہ مسجد کے امام صاحب یہ کام کر سکیں گے اور اگر وہ کوئی دوسری مصروفیت رکھتے ہوں تو محلے میں سے کسی دوسرے عربی اسلامیات پڑھے آدمی کو یہ خدمت سونپی جا سکتی ہے اگر بعض حفاظ اور آئمہ مساجد ترجمۂ قرآن سکھانے میں اس لیے جھجک محسوس کریں کہ انہیں باقاعدہ عربی پڑھنے یا ترجمہ قرآن پڑھنے پڑھانے کا موقع نہیں ملا تو اس کا حل بھی موجود ہے اور وہ یہ کہ اس وقت مارکیٹ میں کئی ایسے قرآن مجید ملتے ہیں جن میں عربی متن کے بعد پہلے لفظی ترجمہ دیا جاتا ہے اور پھر رواں ترجمہ۔ بعض اوقات ہر عربی لفظ کا ترجمہ خانہ اور ڈبہ بنا کر اس کے عین نیچے لکھ دیا جاتا ہے اس طرح ہر آدمی یہ سمجھ سکتا ہے کہ اس عربی لفظ کا یہ اردو ترجمہ ہے۔ اگر امام

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

صاحب ایسا قرآن مجید سامنے رکھیں یا اس پر گھر سے تیاری کر کے آئیں تو وہ ترجمہ قرآن پڑھا سکتے ہیں۔

یہ ترجمہ قرآن کیسے پڑھایا جائے؟ اپنے تجربے کی بنیاد پر کچھ مشورے پیش خدمت ہیں:

ایک تو یہ کہ ترجمہ لفظی سکھایا جائے نہ کہ بامحاورہ اور رواں۔ پہلے استاد ایک آیت کا لفظی ترجمہ بار بار کرے پھر باری باری ہر شاگرد سے لفظی ترجمہ سنے۔ شروع میں کافی عرصے تک ایک ہی آیت روزانہ پر اکتفا کیا جائے۔ بہتر ہے کہ یہ کلاس روزانہ ہو۔ لفظی ترجمے میں انشاء اللہ مسلک کا سوال پیدا نہیں ہونا چاہیے لہٰذا کوئی بھی ترجمۂ قرآن استعمال کیا جا سکتا ہے خصوصاً لاہور کے حافظ نذر احمد صاحب کا جن کا لفظی ترجمۂ قرآن مجید دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث تینوں مسالک کے علماء کی طرف سے منظور شدہ ہے۔ اگر پڑھنے والے شوق رکھتے ہوں اور استاد میں صلاحیت ہو تو لفظی ترجمہ قرآن پڑھاتے ہوئے بیچ بیچ میں عربی گرامر کی سادہ باتیں بھی بتا دی جائیں تو کوئی حرج نہیں اور پھر ان کی عملی پریکٹس بھی ترجمہ قرآن سیکھتے ہوئے ساتھ ساتھ ہوتی رہے تو یہ سونے پر سہاگہ ہوگا۔ بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ عربی پڑھنے کا صحیح طریقہ ہی یہ ہے کہ وہ قرآن سیکھتے ہوئے سیکھی جائے ہم پاکستان کی ہر مسجد کی 'مسجد کمیٹی' کے صدر اور امام اور ہر مدرسے کے ناظم و مہتمم سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی مسجد و مدرسے میں بغیر کسی تاخیر کے آج ہی سے اللہ کا نام لے کر ترجمۂ قرآن کی کلاس شروع کر دیں کیونکہ نیکی کے کام میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ کی یہ کتاب ہی ہماری زندگی کا مرکز و محور ہے، اس پر ہم سب کا اتفاق ہے اور اسے سمجھنے کی ضرورت پر بھی ہم سب متفق ہیں تو پھر کیوں نہ اس نیک کام کی ابتداء آج ہی سے اس عزم کے ساتھ کی جائے کہ اب یہ سلسلہ ہر مسجد اور ہر مدرسے میں جاری ہوگا اور اسے جاری کرنے والے ہمیشہ اللہ کے انعام اور دین و دنیا میں اس کی رحمت و نصرت کے حق دار رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از محمد امین کے قلم سے

تحریک اصلاح تعلیم کی

# مطبوعات

- ☆ طلبہ کی اسلامی تربیت ..... کیوں اور کیسے؟
- ☆ پرائیویٹ سکولوں کے نام ایک اہم پیغام
- ☆ انگلش میڈیم ...... فائدے اور نقصانات
- ☆ دینی مدارس کے نام ایک اہم پیغام
- ☆ مسلمانوں کی ترقی کا واحد راستہ
- ☆ حقیقت تزکیہ نفس
- ☆ حقیقت تصوف

یہ لٹریچر خط لکھ کر بلا قیمت طلب کیا جا سکتا ہے۔

## زیر طبع

- ☆ اسلام اور تزکیہ نفس
- ☆ مسلم نشاۃ ثانیہ ...... اساس اور حکمت عملی
- ☆ ہمارا تعلیمی بحران ...... چند نظریاتی مباحث

## تحریک اصلاحِ تعلیم

۲۹۲ نیلم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور
فون: ۷۵۴۱۶۷۳-۰۳۰۰، ۷۳۱۵۲۲۹ (۰۴۲)
فیکس ۷۳۱۵۲۲۹ ای میل ermpak@hotmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.Kitabo::nnat.com

# تحریکِ اصلاحِ تعلیم

## بنیادی نکات

☆ جدید تعلیم اسلامی تناظر میں اور اسلامی علوم کے ساتھ دی جائے
☆ دینی تعلیم میں جدید علوم اور عصری تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے
☆ اسلامی تربیت کا اہتمام کیا جائے
☆ مغربی فکر و تہذیب کی بالادستی کو رد کر دیا جائے

## پروگرام

☆ حکومت اور عوام کو اصلاحِ تعلیم کی طرف متوجہ کرنا
☆ ایک ماڈل تعلیمی ادارے کا قیام۔ سکول تا یونیورسٹی
☆ نئے ماڈل کے مطابق ملک بھر کے تعلیمی اداروں کی اصلاح اور نئے تعلیمی اداروں کا قیام

**تحریکِ اصلاحِ تعلیم**

۲۸۲ نیلم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور
فون: ۰۳۰۰-۴۳۵۴۶۷۳، ۷۳۱۵۴۴۹(۰۴۲)
فیکس ۷۳۱۵۴۴۹ ای میل ermpak@hotmail.com

۹۹ ۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
نمبر ....14092.....

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

# دعوتِ عمل

'تحریک اصلاح تعلیم' حکم قرآنی 'ما ارید الا الاصلاح ما استطعت' کے مطابق اصلاح کی علمبردار ہے۔ دینی تعلیم کی اصلاح کے حوالے سے اس کے اصلاحی خاکے کے (جس کی تفصیلات اس کتاب میں موجود ہیں) دو پہلو ہیں:

۱۔ وہ دینی مدارس و جامعات سے درخواست کرتی ہے کہ وہ تحریک کے اصلاحی پیکج پر تدبر فرمائیں اور جس چیز کو صلح سمجھیں اسے قبول کر کے اس پر عمل کریں۔

۲۔ تحریک خود بھی اس اصلاحی خاکے کے مطابق ایک نئی دینی جامعہ قائم کرنے کے لیے کوشاں ہے۔

جو لوگ پاکستانی معاشرے میں تعلیم و تربیت خصوصاً دینی تعلیم و تربیت کی اہمیت اور اس میں اصلاح کی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں، ان سے درخواست ہے کہ وہ تحریک کے دست و بازو بنیں اور دامے درمے سخنے اس کی مدد کریں تاکہ دینی نظام تعلیم و تربیت کی اصلاح کے نتیجے میں ایسے رجال کار پیدا ہو سکیں جو خود بھی دین پر عمل کریں اور معاشرے کو بھی دین پر عمل کرنے میں موثر طریقے سے مدد دے سکیں۔

## تحریک اصلاحِ تعلیم

۲۸۲ نیلم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور
فون: ۰۳۰۰-۴۳۵۴۶۷۳، ۷۳۱۵۲۲۹(۰۴۲)
فیکس ۷۳۱۵۲۲۹ ای میل ermpak@hotmail.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ